حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ اور دیگر مشائخ نقشبندیہ کے حالات و تعلیمات پر

پہلی مرتبہ شائع ہونے والی قدیم و نایاب کتاب

نسماتُ القدسؒ

تالیف: خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجم: سید محبوب حسن واسطی (کراچی)

ناشر

مکتبہ نعمانیہ

اقبال روڈ ۔ سیالکوٹ

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری اور دیگر مشائخ نقشبندیہ کے حالات و تعلیمات

پہلی مرتبہ شائع ہونے والی قدیم و نایاب کتاب

نسمات القدس

تالیف: خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مترجم: سید محبوب حسن واسطی (کراچی)

ناشر

مکتبہ نعمانیہ

اقبال روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــ نسمات القدس
مصنف ـــــ خواجہ محمد ہاشم کشمی
مترجم ـــــ سید محبوب الحسن واسطی
ناشر ـــــ مکتبہ نعمانیہ
اقبال روڈ سیالکوٹ
تاریخ اشاعت ـــــ صفر المظفر ۱۴۱۰ ہجری
طباعت ـــــ گنج شکر پرنٹرز لاہور
کتابت ـــــ محمد اسلم ۔ محمد رفیق
ـــــ محمد ارشد سلیم قادری
صفحات ـــــ ۴۹۶
تعداد ـــــ
تصحیح کتابت ـــــ حافظ محمد اشرف مجددی
ـــــ حافظ محمد اکرم مجددی
قیمت = ۴۸ روپے

marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

کتاب کلمات الانس علیٰ نسمات القدس

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
تقریظ از حضرت قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب مدظلہ العالی	۱۹	بہاءالدین نقشبند بخاری تا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم	۳۱
پیش لفظ از مترجم	۲۱	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	
تمہید از حضرت مؤلفؒ	۲۴	تشریح معنی نقشبند	۳۱
حمد و نعت	۲۴	ایک اہم خواب	۳۲
سبب تالیف کتاب	۲۵	منقبت حضرت مولینا جامیؒ	۳۳
حضرت مجدد الف ثانیؒ سے ملاقات	۲۵	وجہ تحریر مقدمہ	"
حضرت ایشانؒ حضرت شیخ ماؒ اور حضرت خواجہ ماؒ کی تعبیرات	۲۵	اتباع سنت و عزیمت	۳۵
دو سال حضرت مجدد سے کسب فیض	"	جامعیت و کمال	"
حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت خواجہ ما	۲۶	رخصت و بدعت کے سنگریزے	"
ابتداء بیعت از خواجہ میر محمد نعمانؒ	"	پر فتن دور میں عزیمت پر عمل کی تشبیہ ایک مجاہد سے	۳۵
ترتیب مضامین کتاب	۲۷	سنت پر عمل سے سو شہیدوں کا ثواب	۳۶
وجہ تسمیہ کتاب	"	شرعی احکام کے دس حصے اور باطنی فیوض و برکات	۳۷
تالیف کتاب کیلئے مؤلف کے مختلف سفر		متروک سنت کو زندہ کرنیکا ثواب	"
ارشاد حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیرؒ	۲۹	اولیاء اللہ کی تین قسمیں	۳۸
مقدمہ	۳۱	(۱) از ابتداء تا انتہا صحبت عمل	۳۸
سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی پیشوائی از خواجہ			

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
(ii) ابتداءً رخصت لیکن انتہاءً عزیمت پر عمل	۳۸
(iii) از ابتداء تا انتہا رخصت کی ملاوٹ	″
اختلاطِ بدعت کے اسباب	″
غیر کاملین کی تہی دامنی	″
اولیاء اللہ کا مختلف طرح نوازا جانا	۳۹
(i) اعلیٰ مرتبہ کے مکمل لیکن عمل غیر کثیر	″
(ii) کثیر عمل و احوال لیکن کم کرامتیں	″
(iii) کثیر کرامتیں اور غیب کی خبریں لیکن غیر کامل و مکمل اولیاء اللہ	″
(iv) مضبوط قوتِ تصرف اور صاحبِ فیوض اولیاء کرام	″
(v) جامعِ صفات اولیاءِ عظام	″
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ	
از ابتداء تا انتہا عزیمت و اتباعِ سنت اور بدعت و رخصت سے بالکلیہ احتراز	۳۹
نقشبندی کی پہچان: اتباعِ سنت اور اقتداء آثارِ صحابہؓ	۴۰
وجد و رقص و سماع امورِ رخصت کیطرف حضرات نقشبندیہ کی عدمِ توجہ	۴۰
ذکرِ جہر کیطرف آپکا عدمِ میلان اور شطحیات کا عدمِ ظہور	″
بعض متقدمین صوفیہ مثلاً حضرت جنیدؒ بغدادی کا سلوک کے ابتدائی و درمیانی دور میں رقص و سماع کیطرف میلان مگر بالآخر اسکا ترک	۴۰
حضرت جنید بغدادیؒ کے بعض شطحیہ کلمات	۴۰
حضرت بایزید بسطامیؒ کی عظمت و بزرگی سے متعلق اولیاء کرام کے ارشادات	۴۱
حضرت بایزیدؒ کا سلوک کے ابتدائی اور درمیانی دور میں ذکرِ جہر	″
حضرت بایزید بسطامیؒ کے بعض سکریہ کلمات	۴۲
حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ کا از ابتداء تا انتہا سلوک کے ہر دور میں ذکرِ جہر اور شطحیات سے احتراز	۴۲
حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ باوصفِ تاخیرِ زمانہ حضرت جنیدؒ و بایزیدؒ دونوں سے افضل تھے۔	۴۳
دیگر اولیاء کرام پر حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ کی فضیلت	۴۳
شیخ جلال الدین خالدیؒ کی تصدیق	۴۳
حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی تصدیق	۴۴
حضرت شاہ نقشبندؒ ابوالوقت اور قطبِ ارشاد	۴۴

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
تھے، تابع زمانہ نہ تھے	۴۴
شاہِ نقشبندؒ کے سلوک صحو باوصف جذبات طیفوریہ	〃
شاہِ نقشبندؒ کا ظہور: خواجہ حکیم ترمذیؒ کی چار سو سال پیشتر بشارت	۴۵
شاہِ نقشبندؒ کے یہاں وفورِ جذبات باوصف کثرتِ تمکین	۴۵
شاہِ نقشبندؒ: اتباعِ سنت کی ایک نادر مثال	۴۶
شاہِ نقشبندؒ کی ایک کرامت	〃
شیخ بایزیدؒ کا شاہِ نقشبندؒ کا اوّل ہونے کے معنی	۴۷
عارف جامیؒ کا ارشاد کہ شاہِ نقشبندؒ کے آخر کی تمنا کرنیوالا تہی دست ہے	۴۷
حضرت مجدد الف ثانیؒ کی توضیح: اقتباس کمالاتِ نبوت کیطرف دو راستے	۴۸
کمالاتِ نبوت وہبی ہیں اور کمالاتِ ولایت کسبی	۴۹
شاہِ نقشبندؒ کے ارشاد "ہم فضلی ہیں" کی تشریح	۴۹
ولایت کی تین قسمیں	۵۰
(i) ولائیت صغریٰ	〃

عنوان	صفحہ نمبر
(ii) ولایتِ کبریٰ	۵۰
(iii) ولایتِ علیا	〃
اقتباس کمالاتِ خاصۂ نبوت کا مرتبہ یہ تین ولایات طے کرنیکے بعد ہے	۵۰
شاہِ نقشبندؒ کو ولایت کے تین مراتب کا حصول مع مرتبۂ اختصاص	〃
شاہِ نقشبندؒ کا چار دانگِ عالم کی ولایت میں حصہ اور ولائیت کے چار مقامات میں آپکا قدرت و تصرف	〃
حدیث شریف زینوا القرآن باصواتکم کی تشریح	۵۱
ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے زیرِ قدم ہے	۵
شاہِ نقشبندؒ سرکارِ دو عالمؐ کے زیرِ قدم اور محمدی المشرب تھے	۵۲
شاہِ نقشبندؒ اور شیخ بایزید بسطامیؒ کے نیاز کا فرق	۵۲
شاہِ نقشبندؒ کی ولایتِ محمدی کی خصوصیات مرادیت و محبوبیت	۵۳
شاہِ نقشبندؒ کو تین سو میل کے اندر اندر شفاعت کی اجازت	۵۴
شاہِ نقشبندؒ کے قلبِ مبارک کی چھ جہتیں، چھ لطیفے	۵۴

marfat.com
Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
شاہِ نقشبندؒ کے ارشاد کی توضیح حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قلم سے	۵۵
تجدیدِ دین کے لیے علماء ربانی کے کارنامے	۵۵
شاہ نقشبندؒ کے جملہ اخلاق و آداب سیرتِ نبوی کا پرتو تھے	۵۶
اولیاء اللہ کے مختلف فیوض	۵۶
شاہ نقشبندؒ کیلئے تصرفات کونیہ و باطنیہ کی جامعیت کا فیض	۵۶
خواجہ علاء الدین عطارؒ کا واقعہ	۵۷
شاہ نقشبندؒ کے تصرف کی مثالیں اور آپکے خلفاء کی عظمت و بزرگی	۵۷
تصرفاتِ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار	
تصرفاتِ حضرت خواجہ محمد پارسا	۵۸
شاہِ نقشبندؒ کی کرامات کے واقعات	"
شاہِ نقشبندؒ کی غایتِ قوتِ مناسبت و محبوبیت اور عاجزی و انکساری کی مثالیں	"
شاہ نقشبندؒ کے بعض ارشادات:	۵۹
کرامت کا مطالبہ کرنیوالے کو آپ کا جواب	۶۰
شاہِ نقشبندؒ کے لباس کی سادگی اور آپ کا شیوۂ فقر	۶۱

عنوان	صفحہ نمبر
شاہِ نقشبندؒ کی مہمان نوازی	۶۱
شاہِ نقشبندؒ حصولِ رزق کے لئے خود زمین کاشت کرتے۔	۶۱
شاہِ نقشبندؒ کا سترِ احوال: اپنے کمالات کو چھپاتے	"
شاہِ نقشبندؒ کی ممالکِ اسلامیہ میں عظیم شہرت	"
شاہِ نقشبندؒ سکوت و خاموشی کی توضیح	۶۲
شاہِ نقشبندؒ کی روحانی توجہ کا ایک واقعہ	۶۲
ایک بزرگ کا کشف اور نذرِ شاہِ نقشبندؒ کی برکات	۶۳
منظوم شجرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ: خواجہ ہاشم کشمیؒ و حضرت مجدد الف ثانیؒ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک	۶۵
بیان خلفاء حضرت شاہِ نقشبند بخاریؒ	۶۸
(i) خواجہ علاوالدین عطارؒ	۶۸
(ii) خواجہ محمد پارساؒ	"
(iii) مولینا محمد یعقوب چرخیؒ	۶۹
خواجہ محمد پارسا قطبِ افراد تھے نہ کہ قطبِ ارشاد	۶۸
خواجہ عبید اللہ احرارؒ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو عجب رونق ملی۔	۶۹

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
مقالۂ اوّل | اُن متاخرین مشائخ نقشبندیہ کے حالات و مناقب جو حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے پیشتر ہوئے	۷۰	مولانا غیاث الدین احمدؒ سے تحصیل علم	۷۹
مقصدِ اوّل | اُن بزرگوں کے حالات جو حضرت مولینا کاشغریؒ سے نسبت رکھتے ہیں۔	۷۰	آپکی دُعا سے ہمایوں کا دوبارہ بادشاہ بننا	۸۰
مقصد اوّل۔ فصل اوّل | حضرت مولینا سعد الدین کاشغریؒ کے اُن اصحاب کا بیان اور اُن سے فیض یافتہ بزرگوں کے حالات جنکا ذکر "رشحات" میں نہیں ہے۔	۷۰	ہمایوں بادشاہ کی آپکے سامنے انکساری	۸۱
		میر سیّد شریف جرجانیؒ کے اُستاد مولانا معین الدین کی حکایت	۸۳
		ایک لوہار درویش کا واقعہ	//
		ایک ابدال کا واقعہ	۸۴
		اہل اللہ سے بدعقیدہ شخص کا واقعہ	۸۵
		اپنی غربت کی شکایت کرنیوالے کا واقعہ	۸۶
		ارشاد حضرت سری سقطی	۸۷
(۱) مولانا نور اللہ الاسفندانیؒ	۷۰	حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوبؑ کو اپنا کرتہ بھیجنا	//
(۲) مولانا علاء الدین علی کرمانیؒ	۷۳	اتباعِ سنّتِ ظاہر کا باطن پر اثر	//
(۳) حاجی عبدالعزیز جامیؒ	۷۵	تجلّی ذات حق اور مرتبۂ جمع	//
(۴) مولانا محمد جامیؒ	۷۷	جمع الجمع ولائیت کا آخری درجہ ہے	۸۸
(۵) مولانا محمد روجیؒ	۷۸	جبر اولیاء اور جبر زندقہ	۸۸
(۶) بعض دیگر تربیت یافتہ بزرگ: مولانا پیر علیؒ۔ حافظ اسماعیلؒ۔ مولانا احمد کاریزیؒ۔ مولانا جامی مزاریؒ پیر کلان حصاروئیؒ	۷۸	اللہ کے رگِ گردن سے قریب تر ہونے یعنی حقیقت کلمۂ طیبہ	۸۹
(۷) مولانا نور اللہ کے خلیفہ مولانا زین الدین۔ محمود کمان گر بہدانیؒ	۷۹	اہل اللہ کی گمنامی اور خود کو مخلوق سے پوشیدہ رکھنا	۸۹
		کسی کے جھگڑے میں گواہی دینا	۹۰

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
ضامن بننا	۹۰
۸۔ مولانا نور اللہ کے مرید شیخ مراد	۹۱
۹۔ مولینا محمود قواس کے مرید	
مولانا محمد امینؒ	۹۱
۱۰۔ آپکے ایک اور مرید مولانا خواجہ	۹۱
۱۱۔ مولانا محمود قواسؒ کے منظورِ نظر شیخ	
معین الدین؛ انکی کتاب ارشاد الطالبین	۹۱
مولانا محمود قواسؒ کی ایک کرامت اور آپکا	
درسِ تفسیر؛ اقسام بت پرستی کا بیان	۹۲
مولانا جامیؒ نے اپنا حنفی مسلک نہیں بدلا	۹۳
مکہ معظمہ کے شیخ سعید فرغانیؒ	″
شیخ معین الدینؒ کی رباعی	″
مقصد اوّل۔ فصل دوم	۹۴
مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامیؒ کے	
فیض یافتہ بزرگوں کے حالات	″
(۱) خواجہ ضیاء الدین یوسفؒ	″
مولانا عبدالغفور لاریؒ کے حاشیہ	
"نفحات الانس" سے اقتباسات	۹۸
اللہ پاک کا خصائص خلائق سے	
کمال تنزیہ	۹۸
حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ کے ارشاد	
"طریقۂ ما صحبت است" کی تشریح	۹۹

عنوان	صفحہ نمبر
صحبت و اجتماع سے نسبت تامہ	
حاصل ہوتی ہے	۹۹
توحید کا راز: غیر حق سے دل خالی کرنا	۱۰۰
ارشاد خواجہ علاء الدین عطار کہ خدا کی	
عنایت بے علت کا امیدوار ہو	۱۰۰
وسوسے آنا غیر اختیاری ہے۔ انہیں	
روکنا ہمت و قوت کا کام ہے	۱۰۰
ارشاد خواجہ محمد پارسا: کھانے میں	
میانہ روی کی پابندی	۱۰۹
ارشاد خواجہ احرارؒ: دل کے التفاتِ	
غیر سے خالی ہونے کی تشریح	۱۰۱
حضرت مخدوم جامیؒ کی ایک حکایت	۱۰۲
جو صحبت فقراء کا اثر نہ لے اسے نصیحت	
بے سود ہے	۱۰۲
مولانا جامیؒ کی ایک کرامت	″
۲۔ مولانا علاء الدین ساؤجیؒ	۱۰۲
۳۔ مولانا حاجی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۲
۴۔ حضرت صالح تمیمی المشہدیؒ	۱۰۳
۵۔ شیخ مودود لاریؒ	۱۰۳
۶۔ مولانا حافظ الدین بیہقیؒ اور آپکے	
صاحبزادے محمد ہاشم بیہقیؒ	۱۰۴
مولانا محمد ہاشم بیہقیؒ کے فیض یافتہ بزرگ	

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
مولانا عبدالقدوس قہستانیؒ اور مولانا سید محمد میر دولت کرخیؒ	۱۰۵
مولانا محمد امینؒ کے فیض یافتہ بزرگ	۱۰۶
مولانا مقیم۔ میر حسن لوہی۔ مولانا حسین نسفیؒ	۱۰۶
مولانا محمد صلاحؒ	۱۰۷
آپ کا ایک مقبول ورد	۱۰۸
آپ کے مرید شیخ سید محمد سوختہ کا رسالہ گنج الطالبین	۱۰۹
فتنۂ قزلباش کا مفصل واقعہ:	۱۰۹
شاہ اسمٰعیل بن حیدر کی سرکردگی میں اہل تشیع کی یورش ۹۱۶ھ	//
ہرات کیطرف پیش قدمی اور شہر مرو کی غارت گری	//
شیعہ مذہب نہ اختیار کرنے پر متعدد علماء کا قتل	۱۱۰
مولانا زین الدین خطیبؒ کی شہادت	//
شیخ الاسلام سیف الدین تفتازانیؒ کی شہادت اور اسمٰعیل بن حیدر کی سنگدلی	۱۱۱
شیخ تفتازانیؒ کی لاش کا جلایا جانا	۱۱۲
ظلم وستم کے باعث عارفین کی خراسان سے ہجرت اور ماوراء النہر میں ورود	۱۱۳
حضرت مولانا شروانیؒ	۱۱۳
حضرت مولانا حسین واعظؒ	۱۱۳
آپکی جواہر التفسیر سے بعض اقتباسات:	
استعاذہ کے تین درجے	۱۱۴
(ا) مقام تجلی افعال کے وقت	//
(ب) مقام تجلی صفات کے وقت	//
(ج) مقام تجلی ذات کے وقت	//
شیخ قطب الدین محمد الراعشؒ کا واقعہ	۱۱۴
بسم اللہ کے معنی کی تشریح:	۱۱۵
(ب) ہدایت سلوک شناس	۱۱۶
(س) سرِ معرفت	۱۱۶
(م) مراد	//
تمام آسمانی کتب کا نچوڑ: قرآن مجید پھر اُسکا خزانہ سورۂ فاتحہ پھر اُسکا نچوڑ بسم اللہ اور اُسکا راز حرف (ب)	۱۱۶
بسم اللہ کا حرف (ب)۔ ساتھ یعنی وصال واتصال۔ وصول الی اللہ	۱۱۶
روز الست کے سوال وجواب سے متعلق بعض خوبصورت نکتے	۱۱۶
شیخ محی الدین بن العربیؒ کا ایک واقعہ	۱۱۷
ارشاد مولانا یعقوب چرخیؒ	۱۱۸
اھدنا الصراط المستقیم کی تشریح اور خواجہ عبیداللہ احرار کا ایک نکتہ	۱۱۸

marfat.com
Marfat.com

عنوان — صفحہ نمبر

مقصدِ اوّل ۔ فصل سوم ۱۱۹

مولانا علاؤالدین مکتب دارؒ کے بعض تربیت یافتہ بزرگوں کے حالات ۱۱۹

مولانا غیاث الدین احمدؒ: بعض ارشادات

گناہوں سے دور ہونا صدیقین کا کام ہے۔ ۱۲۰

سلسلۂ نقشبندیہ کی بنیاد: مناہی بدعات اور رخصت سے دور رہنا

نفس کیلئے ایک انتہائی مشکل ریاضت ۱۲۰

خلوصِ نیت سے طالب علم کی تحصیل علم عینِ ذکر ہے۔ ۱۲۱

حصولِ علم دین اور نفس کی کاہلی ۱۲۲

فتح اللہ نامی طالب علم کا واقعہ اور ۱۲۳

مولانا جامیؒ کی نصیحت ۱۲۳

مولانا غیاث الدین احمدؒ کے فرزند

مولانا نظام الدین حسینؒ ۱۲۳

اللہ تک رسائی تین چیزوں میں منحصر ہے

(ا) کلام حق تعالیٰ ۱۲۴

(ب) حدیث سیدنا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ″

(ج) ملفوظاتِ مشائخؒ ۱۲۴

مولانا نظام الدین حسینؒ کے صاحبزادے میر علاءؒ ۱۲۴

مولانا نظام الدین حسینؒ اور میر علاء کی بعض کرامتیں ۱۲۴

شیخ غیاث الدین (ثانی) اگردیؒ ۱۲۵

ماوراء النہر کے حاکم عبداللہ خاں کی حضرت شیخ سے معذرت ۱۲۵

مولانا غیاث الدین احمدؒ کے متوسلین

مولانا احمد ابیورودیؒ اور مولانا عبدالوہابؒ ۱۲۶

مولانا علی ابیورودیؒ: نسبتِ خموشی کا غلبہ ″

مولانا علی اور شیخ جلال کا واقعہ ۱۲۹

درویش قطب مجذوب کا واقعہ ۱۲۷

مولانا محمد جاجرمی کا مولانا علاء الدین سے ارشاد کہ درویشی بغیر علم شیطانی مذاق ہے۔ ۱۲۹

مولانا علاء الدین کا واقعہ ۱۳۰

مولانا علیؒ اور مولانا خواجگی کا واقعہ ″

مولانا امیر علی ابیورودی کے تربیت یافتہ حافظ بصیر واعظؒ ۱۳۱

انکی شرح رباعی اور مثنوی ″

فقر کے معنی کی تشریح ۱۳۲

حافظ بصیرؒ کے بعض صوفیانہ اشعار ″

حافظ بصیرؒ کے اصحاب: مولانا

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
پائندہ بخاریؒ۔ میر ہرویؒ۔	
مولانا بابا بخاریؒ۔	۱۳۴
مولانا علی ہرویؒ کے رسالۂ سلوک سے بعض اقتباسات	۱۳۴
۲۔ مولانا صنع اللہ کورکتانیؒ	۱۳۵
مولانا صنع اللہ کے اصحاب:	
مولانا علی جان بادام باری اور درویش اخی خسرو شاہی	۱۳۶
درویش اخی کے فیض یافتہ مولانا الیاس بادام باریؒ	۱۳۷
مولانا الیاس کے خلیفہ سید محمد بادام باری کا کشف	۱۳۷
امام جعفر صادقؒ کا ارشاد کہ وہ شیعہ مذہب کے مجتہد نہیں تھے۔	۱۳۷
کشف کی صداقت خواجہ محمد پارساؒ کی کتاب فصل الخطاب سے	۱۳۸
حضرت امام زین العابدینؒ کی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں رائے	۱۳۹
حضرت امام باقرؒ کی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے حسد کرنیوالوں کو تنبیہ	۱۳۸۰
مقصد اول۔ فصل چہارم	۱۴۱

عنوان	صفحہ نمبر
مولانا شمس الدین محمد روجیؒ کے اصحاب کے حالات	۱۴۱
۱۔ شیخ عبداللطیفؒ	۱۴۱
۲۔ بابا سید محمد علی مجذوبؒ	〃
۳۔ شیخ جلال الواعظ۔ انکی تالیفات:	〃
شرح قدسیہ۔ شرح رشحات اور خلاصۃ النفحات	۱۴۲
ارشادات مولانا محمد روجیؒ	۱۴۳
شیخ جلالؒ کی شرح سے بعض اقتباسات	〃
شرح ارشاد حضرت شہاب الدین سہروردیؒ	۱۴۳
منقبت حضرت ذوالنون مصریؒ	۱۴۴
شرح ارشاد شیخ الاسلامؒ	۱۴۴
شرح ارشاد حضرت بشر حافیؒ	۱۴۵
شرح ارشاد حضرت شقیقؒ	〃
شرح ارشاد شیخ عبداللہ خفیفؒ	〃
شرح ارشاد حضرت احمد خضرویہؒ	〃
شرح ارشاد حضرت ابوحمزہ بغدادیؒ	۱۴۶
شرح ارشاد حضرت جنید بغدادیؒ	۱۴۷
شرح ارشاد شیخ عبداللہ مرتعشؒ و حضرت ابو عبداللہ سنجریؒ	۱۴۸
شرح ارشاد حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ	۱۴۹

marfat.com
Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
شرح ارشاد شیخ نجیب الدین برغشؒ	۱۴۹
ہ مولانا کمال الدین فیضیؒ	۱۵۰
ہ حضرت میر محمد یزؒ کے مرید مولانا ناصر ہرویؒ مادرزاد ولی تھے	۱۵۱
مقصد دوم - مقالہ اول	۱۵۲
خواجہ عبید اللہ احرارؒ کے منتسبین کے حالات	۱۵۳
مقصد دوم - فصل اوّل	״
خواجہ احرارؒ کی اولاد امجاد کے حالات	״
خواجہ احرارؒ کے دو فرزند :	
(۱) خواجہ محمد عبداللہ (خواجگاںؒ)	״
(۲) خواجہ محمد یحییٰؒ	״
خواجہ محمد یحییٰؒ کے تین فرزند :	
(۱) خواجہ محمد زکریاؒ	״
(۲) خواجہ عبدالباقیؒ	״
(۳) خواجہ محمد امینؒ	״
خواجہ محمد عبداللہ کی اولاد :	
(۱) خواجہ عبدالہادیؒ	۱۵۴
(۲) خواجہ شہاب الدین خاوند محمودؒ	۱۵۵
طب میں آپ کی کتاب تحفۂ خانی	۱۵۶
ہمایوں بادشاہ، شیخ بہلول اور خواجہ شہاب الدینؒ	۱۵۶
آپکی تالیفات سے اقتباسات	۱۵۷
حضرت خواجہ کی بعض کرامات	
ہ خواجہ عبدالحقؒ	۱۶۱
خواجہ احرارؒ کا آپ کے لئے ایک تحریری سبق	۱۶۲
ہمایوں بادشاہ اور خواجہ عبدالحقؒ	۱۶۳
حکایت حضرت شیخ سعدیؒ	۱۶۳
حرمین شریفین کے خدام سے بدظنی کی ممانعت	۱۶۵
خواجہ عبدالحق کی وفات پر علامۂ وقت مولانا مصطفیٰ رومیؒ کی حاضری	۱۶۶
مولانا مصطفیٰ رومیؒ کی خدمتِ حدیث	״
مولانا مصطفیٰ کے شیخ الحدیث سید جمال الدینؒ	۱۶۶
میر جمال الدین کے چچا علامہ سید اصیل الدین کی خدمتِ حدیث	۱۶۷
اور سیرت پر کتاب "دُرج الدرر فی سیرۃ خیر البشر"	۱۶۷
ہ خواجہ عبدالعلیمؒ	۱۶۸
ہ خواجہ عبدالشہیدؒ	״
آپکے اوقات کے تین حصے	۱۶۹

marfat.com

Marfat.com

عنوانات	صفحہ نمبر
(i) مطالعہ دینی کتب و رسائل اولیاء کرامؒ	۱۶۹
(ii) ذکر تلاوت نماز و عبادت	//
(iii) سکوت و مراقبہ	//
سفرِ آخرت کی تیاری	۱۷۰
وقتِ رحلت وصیتیں اور کرامات	//
آپ کے بعض ارشادات	۱۷۰
۶۔ خواجہ ابوالفیضؒ	۱۷۳
ذکر والدہ خواجہ عبدالہادیؒ	//
ذکر والدہ خواجہ عبدالعلیمؒ	//
ذکر صاحب ہدایہؒ	//
۷۔ خواجہ محمد یوسفؒ	۱۷۴
سلطان کاشغر رشید خاں کا خواب	//
خواجہ خاوند محمودؒ سے شکر رنجی	//
قصہ وفات خواجہ محمد یوسفؒ	۱۷۵
صاحب تاریخ رشیدی میرزا حیدر گورگان	
مولانا کاشغریؒ اور شیخ سراجؒ کا واقعہ	۱۷۶
میرزا گورگان کے جدِ امجد امیر خدا یدادؒ اور میرزا الغ بیگ کا واقعہ	۱۷۷
خواجہ قاسم فرزند خواجہ عبدالہادی	۱۷۸
خواجہ عبدالہادی فرزند خواجہ عبدالکافی	۱۷۹
خواجہ محمد طاہرؒ	//

عنوانات	صفحہ نمبر
خواجہ نورالدینؒ	۱۸۰
خواجہ قاسم فرزند خواجہ محمودؒ	//
خواجہ معین الدین احمدؒ	//
خواجہ عبدالرشیدؒ	//
خواجہ محمد یحییٰ فرزند خواجہ ابوالفیضؒ	//
خواجہ ہاشمؒ	۱۸۱
خواجہ محمد یحییٰ (خواجہ کلاں)	//
خواجہ عبدالصبورؒ	//
میر مخدومؒ	۱۸۲
میر عبدالقدوسؒ	//
میر عبدالسلامؒ	//
میر عبدالغنیؒ	//
میر عبداللہؒ	۱۸۳
شیخ ابراہیمؒ	۱۸۴
مولانا محمودؒ	//
مولانا اسمعیلؒ	//
حافظ دولتؒ	//
حافظ ترسونؒ	//
مقصد دوم۔ فصل دوم	۱۸۶
حضرت خواجہ احرارؒ کے بعض اصحاب کے حالات میں۔	//
وہ بیس بزرگ جن کا رشحات میں ذکر ہوا	//

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
دیگر بیس اولیاء کرامؒ	۱۸۶	حضرت عزیزان کی بعض کرامات	۲۰۹
۱۔ مولانا فخر الدین علی صاحب رشحات	۱۸۷	مقصد دوم۔ فصل سوم	۲۱۷
آپکے بھانجے میر کاسلوانیؒ	۱۹۲	خواجہ احرارؒ کے خلیفہ مولانا محمد قاضیؒ	
۲۔ شیخ عبداللہ اوبہیؒ	۱۹۸	اور انکے خلفاء کے حالات	〃
حضرت امیر احمدؒ	۱۹۹	مولانا محمد قاضیؒ	〃
حکیم چلپی و محمود چلپیؒ	〃	فرزندان و اصحاب مولانا محمد قاضیؒ	
شعبان آفندیؒ	〃	۱۔ خواجہ قطب الدینؒ	۲۲۵
مولانا جلال الدینؒ	〃	۲۔ مولانا حمید الدین تاشقندیؒ	〃
۳۔ مولانا سید علی عماریؒ	۲۰۰	۳۔ شیخ حمید الدین ہرویؒ	۲۲۶
قاضی علی قزدینیؒ	〃	۴۔ مخدوم مولانا خواجگی کاسانیؒ	〃
شیخ ابوسعید قزدینیؒ	〃	فرزندان مولانا خواجگی کاسانیؒ	۲۳۶
مولانا شاہ علی قزدینیؒ	〃	۱۔ خواجہ کلاں دہبیدیؒ	۲۳۶
قاضی میرک خالدیؒ	۲۰۱	۲۔ خواجہ دوستؒ	۲۳۷
مولینا عبداللہ قزدینیؒ	〃	۳۔ خواجہ اسحٰق دہبیدیؒ	۲۳۸
مولانا حکیم یقینیؒ	۲۰۲	۴۔ خواجہ بہاء الدینؒ	۲۳۹
۴۔ مولانا محمد زاہد وخشیؒ	〃	۵۔ خواجہ عبدالخالقؒ	〃
۵۔ خواجہ تاج الدینؒ	〃	خلفاء مولانا خواجگیؒ	۲۴۰
۶۔ امیر عبداللہ یمنیؒ	۲۰۳	۱۔ مولانا لطف اللہؒ	〃
۷۔ شیخ عیان گازرونیؒ	〃	۲۔ خواجہ خاوند محمودؒ	۲۴۲
۸۔ مولانا اسمعیل شروانیؒ	〃	۲۔ خواجہ محمد اسلام جوباریؒ	۲۴۲
۹۔ مولانا خراسانیؒ	۲۰۷	۴۔ خواجہ محمد سعیدؒ	۲۴۴
مولانا کے عزیز قاسم شیخ کرمینیؒ (حضرت عزیزان کی)	۲۰۸	۵۔ مولانا دوستؒ	〃

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۶۔ مولینا خورد رح	۲۴۶	۲۔ مولانا پاینده محمد اخسکتی رح	۲۶۳
۷۔ مولانا میر محمد کاشغری رح	۲۴۸	۳۔ مولانا ترسون قاضی رح	۲۶۵
۸۔ مولانا بابا میر رح	"	۴۔ شیخ یوسف ترک رح	۲۶۷
۹۔ خواجہ بابا تاشقندی رح	۲۴۹	۵۔ خواجہ عبید کابلی رح	"
۱۰۔ خواجہ عبدالرحیم اخسکتی رح	۲۵۰	۶۔ درویش سبز رح	"
۱۱۔ خواجہ محمد علی اخسکتی رح	۲۵۱	۷۔ حافظ خیابانی رح	۲۶۹
۱۲۔ خواجہ حسن نثاری رح	۲۵۲	۸۔ قاسم شیخ قالینی رح	"
۱۳۔ مولانا محمد علی رح	۲۵۳	۹۔ خواجہ حسن خالد رح	۲۷۱
۱۴۔ میر فاضل علی کندبادامی رح	"	مقالہ دوم	۲۷۴
۱۵۔ میر محمد صالح رح	۲۵۴	مقصدِ اول	"
۱۶۔ خواجہ شاہ نقشبندی رح	"	۱۔ مولانا محمد زاہد وخشی رح	"
۱۷۔ مولانا سعید سکوبی رح	۲۵۶	۲۔ مولانا درویش محمد رح	۲۷۶
۱۸۔ حافظ حسین رح	۲۵۷	۳۔ خواجہ میرک گنبد سبزی رح	۲۷۹
۱۹۔ حافظ ابراہیم رح	"	۴۔ خواجہ محمد رضا رح	"
۲۰۔ پیر رُدمی رح	۲۵۸	۵۔ مولانا شیر محمد رح	"
۲۱۔ شیخ دلابادی موذن رح	۲۵۹	۶۔ شیخ صلواتی رح	"
۲۲۔ میر علیکہ رح	"	۷۔ حضرت مولانا خواجگی امکنگی رح	۲۸۰
۲۳۔ مجذوب رُدمی رح	"	۸۔ خواجہ ابوالقاسم رح	۲۸۴
۲۴۔ مجذوبہ عارفہ رح	۲۶۰	۹۔ خواجہ محمد صابر رح	۲۸۷
۲۵۔ دیگر دس بزرگ	"	۱۰۔ خواجہ محمد یحییٰ رح	۲۸۸
اصحاب خلفاء مولانا خواجگی کاسانی رح	۲۶۱	۱۱۔ خواجہ احمد الشہیر بہ خواجہ عمل رح	۲۸۸
۱۔ مولینا اکبر شبرغانی یا شیخ ابن یمین رح	۲۶۲	۱۲۔ مولانا محمد سعید رح	۲۸۹

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۔ حاجی عبدالعزیزؒ	۲۹۰	۱۶۔ خواجہ لطیف کند بادامیؒ	۲۹۳
۱۳۔ حاجی خیرالدین رومیؒ	۲۹۲	قطعہ تاریخ طباعت کتاب (قمر یزدانی)	۲۹۴
۱۵۔ مولانا صوفی علیا آبادیؒ	"		

کتاب ھٰذا کی
تصحیح کتابت حتی المقدور کوشش سے کی گئی ہے
پھر بھی بتقاضائے بشریت اگر کہیں غلطی رہ گئی ہو
تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ
درستگی کی جا سکے!
(ادارہ)

marfat.com
Marfat.com

عرضِ ناشر

ربِّ ذوالجلال کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ اُس نے اِس بندۂ ناچیز کو مذہبی، اسلامی، اصلاحی اور بزرگانِ دین کے حالات، کمالات اور کرامات وغیرہ پر پچیس سے زائد کُتب شائع کرنے کی توفیق بخشی۔ رُکنِ دین پانچ حصّے، حضرات القدس، زُبدۃ المقامات، حیات مولانا احمد رضاخاں، شرح قصیدہ امامِ اعظم، میلادِ رسُول، قدم قدم سجدے ہماری مشہور و معروف کُتب ہیں جنہیں قارئین نے بہت پسند فرمایا۔ بندہ ان دوست احباب اور قارئین کا تہہ دل سے مشکور ہے جنہوں نے ان کتب کو خرید کر ادارہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور مذکورہ بالا کتب میں سے حضرات القدس مشائخ نقشبندیہ کے حالات پر بہترین کتاب ہے اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ انکے خلفاء کرام اور اولاد امجاد کے حالات بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور زُبدۃ المقامات میں حضرات خواجہ باقی باللہ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما کے حالات، تعلیمات اور مکاشفات و کرامات پر بے مثال کتاب ہے۔ یہ دونوں کتب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اجل خلفاء کی لکھی ہوئی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب نسمات القدس پہلی دفعہ چھپ کر آپکے ہاتھ میں پہنچی ہے۔ قبل ازیں نہ اس کا اصل فارسی نسخہ طبع ہوا اور نہ اس کا ترجمہ شائع ہوا۔

یہ کتاب صاحب زُبدۃ المقامات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے ان مشائخ نقشبندیہ کا ذکر کیا ہے جن کے حالات عام کتب سے نہیں ملتے۔ نیز اس کے شروع میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کا بھی تفصیلاً تذکرہ کیا گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بزرگانِ دین سے عقیدت رکھنے والے اور خصوصی طور پر نقشبندی مجددی حضرات کے لئے یہ ایک گراں قدر سرمایہ اور نایاب تحفہ تھا جسکا اُردو ترجمہ کروا کر شائع کیا گیا ہے تاکہ ہر خاص و عام آسانی کیساتھ اِس سے فائدہ اُٹھا سکے۔

بندہ اپنے پیارے کرم فرما پیرِ طریقت حضرت قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب مدظلہ العالی، پی۔ ایچ۔ ڈی (حیدر آباد) کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے اس نایاب کتاب کا عکس مدینہ منورہ کے مکتبہ عارف حکمت سے انتہائی محنت و کوشش سے حاصل کیا اور ترجمہ کروا کر بندہ کو شائع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

یہ حقیر اگر حضرت مترجم حضرت مولانا سید محبوبُ الحسن واسطی مدظلہ (کراچی) کا شکریہ ادا نہ کرے تو نہایت ہی غیر مناسب ہوگا جنہوں نے نہایت ذمہ داری اور جانفشانی کے ساتھ کتاب کا ترجمہ کیا اور چھپوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آخر میں یہ ناچیز اپنے برادرِ بزرگوار حضرت قبلہ حافظ محمد اشرف صاحب مجددی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جنہوں نے اِس میں درج آیاتِ قرآنی، احادیثِ مبارکہ اور دیگر اہم مقامات پر اصل کتب کے حوالوں اور مناسب حواشی کیساتھ کتاب کو مزین کیا تاکہ قارئین کو قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کو اصل کتب سے دیکھنے میں دقت نہ ہو۔

مولا کریم سے دُعا ہے کہ وہ اس کتاب کو معرضِ وجود میں لانے کیلئے تعاون کرنے والوں کی کوشش قبول فرمائے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صالحین کے اِس ذکر کو ہمارے گناہوں کا کفارہ بنائے اور اس ادارہ کو دِن دُگنی رات چوگنی ترقی بخشے۔ اور زیادہ سے زیادہ اسلامی کتب چھپوا کر اشاعتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد اکرم مجددی
مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ
سیالکوٹ

marfat.com
Marfat.com

تقریظ
بر کتاب نسمات القدس
اُردو ترجمہ

از قدوۃ السالکین، شیخ المشائخ حضرت
قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب دامت برکاتہم
(ایم اے - ایل ایل بی - پی ایچ ڈی - ڈی لٹ) حیدر آباد (سندھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاضل گرامی، معزز سامی مولانا سید محبوب حسن واسطی صاحب زید مجدہٗ ایک عالم متبحر اور جادو بیان مقرر ہیں اور زہد و تقویٰ میں بھی خاص مقام کے حامل ہیں۔ پھر انگیزی میں بھی غیر معمولی قابلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ سب اللہ پاک کا خصوصی انعام ہے۔

مدینہ منورہ میں مکتبہ عارف حکمت کے مخطوطات کی زیارت کا موقع نصیب ہوا۔ تو وہاں نسمات القدس کا مخطوطہ بھی نظر افروز ہوا۔ چنانچہ اُسی وقت سے اُس کے عکس کے حصول کے لیے مختلف حضرات سے گزارش کرتا رہا۔ بالآخر مولانا سید عقیل محمد صاحب مدظلہ کی کوشش سے اور عزیزی محمد ہارون میمن سلمہ کی مالی امداد سے اِس کا عکس حاصل ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

اَب معلوم ہوا ہے کہ اس مخطوطے کے بعض نسخے ہمارے مُلک میں اور دُوسرے غیر ممالک میں بھی محفوظ ہیں۔ لیکن چونکہ وقت زیادہ گزرتا جا رہا ہے اِس لیے اُن نسخوں کے حصول میں اور اُن سے مطابقت کرنے میں مہلت اور فرصت نہ ہونے کی بناء پر فی الحال مدینہ منورہ والے نسخے ہی پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

فاضل محترم (مترجم) نے جس خلوص اور محبت سے یہ ترجمہ کیا ہے اِس کا اندازہ اس کے مطالعے ہی سے ہو سکتا ہے۔ ان کو حضرت محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت ہے اور اُن کے طرزِ بیان، فصاحت و بلاغت، نیز شاعرانہ نکتہ آفرینی سے وہ بہت متاثر ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اِسی وجہ سے ان سے ترجمہ کرنے اور حواشی لکھنے کے لیے گزارش کی گئی تھی۔ اُنہوں نے ترجمہ برجستہ کیا ہے۔ کتابت میں جو فروگزاشتیں تھیں اور حوالے کے اندراج میں جہاں تسامح تھا اُن سب کو دُور کیا ہے اور ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اشعار کے علاوہ اہم ارشادات (جو فارسی میں ہیں) اُن کو بھی قائم رکھا ہے۔ یہ تمام خوبیاں اس کے مطالعے ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

ع مشک آنست کہ خود بیوید نہ کہ عطار بگوید

اللہ پاک، عزیز محترم کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اپنے مقبولین میں شمار فرمائے، نیز اُن کے متعلقین کو بھی ایسے پاکیزہ کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اَب آپ یہ ترجمہ اور اس کے حواشی ملاحظہ فرمائیں اور اس کی حلاوت و عذوبت کے لطف اندوز ہو کر فاضل مترجم کو اپنی دُعاؤں کے ساتھ ممنون فرمائیں۔ فقط

والسلام

احقر غلام مصطفٰے غفرلہٗ

حیدر آباد (سندھ)

marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔ امّا بعد حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ (۹۸۹ھ - ۱۰۵۴ھ) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے انتہائی بلند مرتبہ خلیفہ تھے۔ بدخشاں کے موضع کشم میں پیدا ہوئے۔ خواجگانِ نقشبند رحمہم اللہ سے طبعی مناسبت رکھتے تھے۔ یہی شوق ۱۰۳۰ھ کے قریب آپ کو بدخشاں سے ہندوستان لایا۔ چنانچہ برہان پور (دکن) تشریف لائے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ میر محمد نعمانؒ (۹۷۷ھ - ۱۰۵۸ھ) سے بیعت ہوگئے اور ذکر و مراقبہ کا طریقہ سیکھا۔ یہیں حضرت مجددؒ سے عقیدت و محبت پیدا ہوئی اور حضرت میر محمد نعمانؒ کی اجازت سے حضرت مجدد قدس سرہٗ کی طلبی پر ۱۰۳۱ھ میں سرہند شریف میں آپ کے آستانہ کی خاک نشینی کی سعادت حاصل کی (سنہ خاک نشینی ۱۰۳۱ھ سے خود اس کی تاریخ نکالی) تقریباً دو سال خلوت و جلوت اور سفر و حضر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ رہے اور بہت کچھ پایا۔ حضرت مجددؒ کے وصال (۱۰۳۴ھ) سے سات ماہ پہلے تک یہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ پھر حضرت نے رجب ۱۰۳۳ھ میں آپ کو اہل و عیال کے پاس برہان پور جانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ برہان پور چلے گئے اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کے وصال تک آپ کے پاس پھر سرہند شریف نہ آسکے۔ ۱۰۵۴ھ میں برہان پور ہی میں آپ نے وصال فرمایا۔

آپ کمال درجے کے انشا پرداز تھے اور بلند پایہ مورخ و شاعر۔ مکتوبات

marfat.com

Marfat.com

امام ربانی کے تینوں دفاتر کی تاریخیں درالمعرفت ۱۰۲۵ھ، نورالخلائق ۱۰۲۸ھ اور معرفتہ الحقائق ۱۰۳۱ھ آپ ہی نے کہیں۔ دفتر ثالث مکتوبات امام ربانی جس میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ۱۲۴ مکتوبات ہیں آپ نے مرتب فرمایا اور لفظ ثالث ۱۰۳۱ھ سے بھی اس کی تاریخ نکالی۔ آپ کی چند تالیفات یہ ہیں:۔ (۱) برکات الاحمدیۃ الباقیۃ جو زبدۃ المقامات ۱۰۳۷ھ کے تاریخی نام سے مشہور ہے۔ پیش نظر کتاب "نسمات القدس" کا دوسرا حصہ ہے۔ اِس میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ، اُن کے خلیفۂ اعظم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کی اولاد امجاد و خلفاء عظام کا تفصیلی ذکر ہے۔ (۲) دیوانِ اشعار عربی و فارسی۔ اِس میں تقریباً چار ہزار اشعار ہیں اور جملہ اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی گئی ہے (۳) طریق الوصول فی شریعۃ الرسول (۱۰۴۲ھ)، تصوف کے مختلف سلسلے اس کا موضوع ہیں۔ (۴) درالاسرار فی تحیۃ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۵) تاریخ الانبیاء۔ (۶) نسمات القدس من حدائق الانس۔ ان کے علاوہ شاعری میں فارسی کلیات بھی ہے جو مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہے۔

پیش نظر کتاب نسمات القدس من حدائق الانس جس میں ۱۰۱۲ھ تک کے واقعات ہیں "زبدۃ المقامات" کا پہلا حصہ ہے اور حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے پیشتر یا آپ کے دَور میں جو مشائخ نقشبندیہ تاشقند، سمرقند، بخارا، افغانستان ترکستان و ہندوستان میں گزرے ہیں ان کے احوال و مناقب پر مشتمل ہے۔ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے شروع میں فرمایا کہ یہ کتاب ملا کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "رشحات عین الحیات" کا تکملہ ہے۔ یعنی بعد کے دَور کے جن مشائخ نقشبندیہ کے حالات "رشحات" میں نہیں بیان ہوئے۔ اِس کتاب "نسمات القدس" میں اُن کا تذکرہ ہے۔

مرشدی و مخدومی حضرت قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب دامت برکاتہم نے "نسمات القدس" فارسی کے اِس قلمی نسخہ کی فوٹو کاپی بڑی مشکلات کے بعد مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

کے مکتبہ عارف حکمت سے حاصل کی اور اِس عاجز سے کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کے لئے فرمایا جو قارئین کے پیش خدمت ہے۔ اس عاجز نے بحمداللہ وعونہٖ ۱۰، محرم الحرام ۱۴۰۶ھ کو یہ اردو ترجمہ مکمل کیا اور اس کا نام کلمات الانس علی نسمات القدس رکھا۔ احقر نے ترجمہ باللفظ کے بجائے ترجمہ بامعنی کو پسند کیا ہے اور حضرت مؤلف خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالب کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصل فارسی نسخہ میں آیات کا حوالہ نہ تھا۔ بعض جگہ کتابت کی غلطی سے آیات غلط لکھ دی گئی تھیں۔ بعض جگہ مکتوبات امام ربانیؒ کا مکتوب نمبر غلط لکھ دیا گیا تھا۔ ایسے مقامات پر مکمل حوالہ دے دیا گیا ہے اور اغلاط کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ فارسی اشعار کا صرف اردو ترجمہ بے مزہ رہتا، اس لئے ترجمہ کے ساتھ اصل فارسی شعر بھی ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ شعر کی حلاوت اور مٹھاس محسوس کی جا سکے۔ بزرگوں کے بعض اہم ارشادات (نسمات) کے اردو ترجمہ کے ساتھ اصل فارسی عبارت بھی نقل کر دی گئی ہے۔ تاکہ اُن بزرگوں کے کلمات کی برکت بھی حاصل ہو سکے۔

اللہ پاک سے دعا ہے۔ اس ترجمہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ قارئین کیلئے اس کا مطالعہ مفید ہو اور اس ہیچمدان عاصی گنہگار کیلئے یہ ذریعہ نجات بنے (آمین ثم آمین)

احقر العباد
سید محبوب حسن واسطی
۲۸، صفر المظفر ۱۴۰۶ھ
۱۲، نومبر ۱۹۸۵ء

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی سِیَّمَا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَذْکِیَاءِ وَاَحْبَابِہِ الْاَوْلِیَاءِ النَّائِبِیْنَ مَنَابَہٗ فِیْ اَحْوَالِہٖ وَاَقْوَالِہٖ بِالْاِمْتِثَالِ وَالْاَخْیَارِ[1] الْمَنْصُوْرُوْنَ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ حَتّٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ۔ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور سلام ہو اُس کے پسندیدہ بندوں پر، بالخصوص اُس بزرگ ہستی پر جو تمام مخلوق کے سردار ہیں یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اولاد اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر جو پاکیزہ اطوار کے مالک ہیں اور آپ کے احباب پر جو اولیا اللہ ہیں۔ آپکے احوال و اقوال کی اتباع کرنے میں آپ کے نائب اور ایسی بزرگ ہستیاں جن کو اللہ پاک کی مدد و نصرت حاصل رہی۔ قیامت تک اگر انہیں کوئی ذلیل و رسوا کرنا چاہے تو اس سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

امّا بعد۔ اس کتاب کا مؤلف محمد ہاشم بن القاسم (اللہ اُسے انفس و آفاق کی قید سے آزاد کرے) عرض کرتا ہے کہ اس ذرۂ بیمقدار کی بھلا کہاں اتنی ہمت تھی۔ کہ محبّت خداوندی کے آسمان کے آفتاب صفت بزرگوں کے حالات لکھ سکے اور اس شکستہ بال مچھرے کا جو کانٹوں اور کوڑے کرکٹ پر پڑا ہو بھلا کہاں اتنا حوصلہ تھا اور کہاں اتنا مرتبہ کہ ہمائے قدس کے شاہباز طبیعت بزرگوں کی منقبت بیان کر سکے۔ تاہم ابتداہی سے اور آغازِ نشوونما ہی سے یہ عاجز ان بزرگوں کی محبّت میں گرفتار رہاہے۔ انہی بزرگوں کی باتیں بیان کرتا رہا ہے اور انہی کے ارشادات سنتارہا ہے اور اسے ان بزرگوں سے ایک خاص تعلق رہا ہے۔ پھر ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل مقدمہ میں آرہی ہے۔ جس نے خواجگان نقشبند رحمہم اللہ کے ساتھ اس عاجز مؤلف

---

[1] شاید یہ لفظ اصل میں الاختیار ہوگا لیکن اصل نسخہ میں الاخیار ہے لہٰذا یہی رہنے دیا۔

marfat.com

Marfat.com

کا تعلق مستحکم کر دیا اور اسے دولتِ خاک نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس عاجز کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر توفیقِ خداوندی عزّ شانہٗ میسر آ جائے تو اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اُن متاخرین اکابر کے حالات لکھے جائیں جو صاحبِ رشحات کے دور سے آج تک کسی بھی شہر و ملک میں ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ طالبانِ حق کی راہنمائی کر سکیں۔ یہ حالات صرف اُسی قدر ہوں جتنے ان بزرگوں کی کتابوں اور رسائل سے حاصل ہو سکیں اور اس طرح ایک کتاب مرتب ہو جاتی جو اس عاجز کیلئے سعادتِ عظمیٰ کا موجب ہو۔ لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ یہ عاجز کم علم ہے اور اس میں اس عظیم کام کی استطاعت نہیں۔ ادب کے تقاضوں کے پیشِ نظر اس طرح یہ کام آئندہ کیلئے ملتوی رہا یہانتک کہ ۱۲۳۱ھ میں اُن بزرگ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل ہوا جو اس سلسلۂ عالیہ کے مروّج ہیں۔ اسرارِ حقیقت کے احاطہ کرنے والے صدیوں بعد آنے والی ایک عظیم ہستی عارفین و واثقین کے سربراہ، علماء راسخین کے سردار، اللہ کی عظیم نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی، گیارہویں صدی کے مجدد۔

زبان من بہ مدح اینچو اُو ستے
بہ دست تند بادے تار موئے

• میری زبان اُن کی تعریف سے ایسی ہی قاصر و مجبور ہے جیسے تند و تیز ہوا کے ہاتھوں ایک بالؔ

وہ رحمتِ خداوندی کے خزانہ کے خازن ہیں۔ برکتوں والے۔ سچائی اور دین کے ماہِ تاباں یعنی حضرت امام ربانی شیخ احمد الفاروقی الحنفی النقشبندی السرہندی کہ جہاں بھی اس کتاب میں حضرت ایشاں کا لفظ آئے یا حضرت شیخ ما (ہمارے شیخ) آئے تو اس سے مراد آپ ہی کی ذاتِ گرامی ہے قدس اللہ سبحانہٗ سرّہٗ الاقدس۔

یہ عاجز کیا حالتِ سفر اور کیا حالتِ حضر تقریباً دو سال مستقل حضرت کے دامن سے وابستہ رہا اور اس قلیل مدت میں اس عاجز کو جو کثیر فوائد حاصل ہوئے اور اس شکستہ خاطر کے روزنِ دل پر اُن آفتاب عالمتاب کے جو انوار منعکس ہوئے ان کا شرح و بیان اس حقیر کی طاقت سے باہر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَلَوْ اَنَّ فِیْ کُلِّ مَنْبَتِ شَعْرِیْ
لِسَانًا یَثْبُتُ الشُّکْرَ کُنْتُ مُقْتَصِرًا

"اگر میرے رونگٹے رونگٹے کو بھی زبان نصیب ہو جائے اور وہ اُسکا شکر بجا لانا چاہے تو عاجز ہے کہ اُس کا شکر نہیں بجا لایا جا سکتا" یہ دن آپ کے پڑوس میں اور آپکے زیرِ سایہ گزرے۔ ان غوثِ دوراں (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کے صاحبزادگانِ کبار نے جو خود جامع علوم و اسرار ہیں اور جن میں سے ہر خلفِ رشید مدظلہم العالی کے حالات اِس کتاب میں آئندہ آئیں گے اس کمترین سے اشارۃً فرمایا کہ حضرت کے وہ تازہ ارشادات و معارف جو وقت اور موقعہ کی مناسبت سے اور مریدوں کے خاص حالات کے پیشِ نظر آپ کی زبان دُرفشاں سے خلوت و جلوت میں ظاہر ہوئے اور آپ کے اُن مکتوبات شریفہ میں موجود نہیں ہیں جو فتوحات کیلئے معاون و مددگار ہیں انہیں قلمبند کروں کہ آپ کے کچھ طریقے اور برکات اور آپ کی کچھ کرامات و خوارقِ عادات سامنے آسکیں۔ نیز حضرت مجددؒ کے پیر و مرشد کے حالات بھی قلمبند کروں جو قطبِ زمانہ، دُرِ یگانہ، وحید العصر، یکتائے روزگار، باطن کو منور کرنے والے، برکتوں کا چھپا ہوا خزانہ، عارفوں کے چراغ، ملت و دین کے پسندیدہ یعنی ہمارے شیخ و امام حضرت خواجہ محمد الباقی الاویسی النقشبندی قدس اللہ سرہٗ کہ اس کتاب میں جہاں بھی "حضرت خواجہ ما، یعنی ہمارے خواجہ کا لفظ آیا ہے اُس سے آپ ہی مُراد ہیں تو اُن صاحبزادگانِ کبار کا اشارہ تھا کہ میں اُن کے حالات بھی قلمبند کروں تاکہ محبین و مخلصین کے اَحوال و کردار کیلئے یہ عروۃ وثقیٰ ثابت ہو اور میری ایک یادگار باقی رہ جائے۔ نیز سیدی و مرشدی امیر عالی جناب، طالبانِ طریقت کو فیض بخشنے والے ارباب ذوق و وجدان کے قائد و رہنما، محبت و عرفان والوں کے نقیب حضرت میر محمد نعمان سلمۂ المنان نے بھی اس کی تائید و تاکید فرمائی۔ جذبات تشکر کے ساتھ حضرت میر محمد نعمان کے کرم و عنایات کا ذکر اس کتاب میں آئیگا تو اب ان تمام موانع اور رکاوٹوں کے باوجود تعمیلِ ارشاد کے سوا چارہ نہ رہا۔ اسی دوران وہ داعیہ بھی

marfat.com
Marfat.com

ظہور پذیر ہوا جس کی طرف پہلے اشارہ ہو چکا ہے تو اللہ کا نام لے کر کتاب لکھنی شروع کی۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت سے یہ کتاب دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقالۂ اُولٰے میں اِس سلسلۂ شریفہ کے اکابر کے حالات ہیں ماسوئ حضرت مجدد کے پیروں کے اور مقالۂ ثانیہ میں حضرت مجدد کے پیروں کے حالات ہیں۔ خود حضرت مجدد کے خصوصی حالات اور آپ کے صاحبزادگانِ گرامی اور خلفاءِ عظام کے حالات ہیں۔ ان دو مقالوں سے پیشتر ایک مقدمہ ہے جس میں امام سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاریؒ کے حالات اور اُن کے عُلوِّ مرتبت کا ذکر ہے۔ اِس سلسلہ کی جو مختلف شاخیں آپکی ذاتِ گرامی سے پھُوٹی ہیں۔ اِس میں اُن شاخوں کا بھی بیان ہے۔ اِس کتاب میں جہاں کہیں کوئی لطیف نقطہ یا کسی بزرگ کا ارشاد نقل ہوا ہے تو اُسے لفظ "نسمہ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اِسی لیئے اِس کتاب کو "نسمات القدس من حدائق الانس" نام دیا گیا ہے کہ اِس میں ذکر کیا گیا ہر لطیف نکتہ فرمایا ہوا ہر ارشاد رُوح کو بالیدگی و تازگی عطا کرنے والا ہے۔ وہ نکتہ یا ارشاد اُن روشن ضمیر و روشن قلب بزرگوں کے انفاس نفیسہ سے ہم تک پہنچا ہے اور اُن کو یہ تازگی و بالیدگی حضرت حق جلّ مجدُہٗ کی جناب سے ملی ہے۔ اور محبّت کے باغوں میں گھُومنے پھرنے والے اِن بزرگوں کے قلوب پر واقع ہوئی ہے۔ اللہ پاک طالبانِ حق کی ارواح کو ان ارشادات سے تازگی نصیب فرمائے اور سالکین کو عمومًا اور اِس عاجز کو خصوصًا ان کی برکات سے مستفید فرمائے (آمین)

یہ کتاب "نسمات القدس"، گویا کتاب "رشحات عین الحیات" کا تکملہ ہے اور اِس فاتح لشکر کو آگے کی راہ دکھانے والی ہے۔ یہ میری آرزو اور پختہ ارادہ ہے کہ اگر اللہ سبحانہٗ کی مشیت اور اُس کا کرم شامل حال رہا تو اِس کتاب سے فراغت کے بعد طریقت کے دوسرے سلسلوں کے اکابر متاخرین کے حالات کتاب "نفحات الانس" کے طرز پر بڑی خوبصورتی سے ترتیب دوں گا اور اُس کا نام "صفحات الانوار من مقامات الاخیار" رکھوں گا۔ دیکھئے کب اِس کام کا وقت ملتا ہے اور کب فرصت نصیب ہوتی ہے۔ ع

marfat.com
Marfat.com

صبر سے کنیم تا کرم اُو چہ میکند!

(ہم حالتِ انتظار میں ہیں کہ کب اُن کا کرم متوجہ ہو")

اِس کتاب کی تالیف کے وقت عاجز کے سامنے چند دُشواریاں تھیں مثلاً ایک یہ کہ ترتیب کتاب کے وقت یہ عاجز ہندوستان میں تھا۔ اور اِس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے منتسبین ماوراء النہر و خراسان کے علاقوں میں مسندِ ارشاد و ہدایت پر فائز تھے۔ ہندوستان میں ایسے بزرگوں کی آمد کم تھی جن سے مشائخ نقشبندیہ کے معتبر حالات معلوم کرنے میں مدد ملتی۔ پھر متاخرین کے رسائل بہت کم ہاتھ لگ سکے کہ اِس دَور میں بزرگانِ دین سے محبت کرنے والوں نے اُن کے حالات لکھنے اور اُن کی تحقیق کرنے میں کسل (سُستی) شروع کر دیا ہے اور اس کی طرف کم توجہ کی ہے۔ اِس طرح مجبوراً پہلے کے بزرگوں کے حالات اجمال و اختصار کے ساتھ لکھے جا سکے اور وہ مختصر حالات بھی بڑی جستجو اور بے حد کاوش و مشقت کے بعد دستیاب ہو سکے۔ بہر حال جیسا کہ وارد ہوا ہے:۔

اَلْاَجْرُ عَلٰی قَدْرِ التَّعَبِ

(کہ کسی کام کا ثواب اُس کی محنت و مشقت کے مطابق ہے)

مجھے اُمید ہے کہ اِس سلسلے کی ہر مشقت کی جزاء کے طور پر مجھے اِن منوّر دل بزرگوں کے باطنی خزینوں سے خزانہ ہاتھ آئے گا۔ اِس بے نوا سائل کے دل کا اِن بزرگوں کے سوا کوئی سرمایہ نہیں اور اُن کے آستانہ کی خاک کے علاوہ اُس کی کوئی دولت نہیں۔ اس عاجز کو یہ نعمت تو نہ ملی کہ اِن بزرگوں کو پاتا لیکن ان کے ذکر اور آنکی منقبت بیان کرنے کی تو سعادت حاصل ہوئی۔ ان بزرگوں کے حالات کی صحیح تحقیق اور اُن کا پورا اہتمام نہ دریافت کر سکا مگر اُن کے نام گننے سے تو دل کو تسلّی دے لی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؂

بار کردند ہمرہاں بقطار | بارِ ما نیست ما چہ بار کنیم
بر بلندی سریم و بنشینم | اُشترِ مردماں شمار کنیم

marfat.com

Marfat.com

"د ساتھیوں نے بوجھ دے کر لاد دیا ہے مگر ہمارا اتنا یارا کہاں کہ بوجھ اُٹھا سکیں۔ ہم بلندی پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کے اُونٹ شمار کرتے ہیں")۔ کیا اچھا ہو کہ ان بزرگوں کی منقبت بیان کرتے کرتے اِن کی محبت میں سرگرداں رہتے رہتے اور انکے جھنڈوں کے سایہ تلے ہم خاک سے اُٹھیں۔ ع

پروانۂ آں شوم کہ پروانۂ اوست!

"(جو اُن پر پروانہ وار نثار ہو میں اُس کا پروانہ ہو جاؤں)"

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ مسلمہ کو اس دعا کی تعلیم دی:۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ

وَحُبَّ عَمَلِ الَّذِیْ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ[1]

"(اے اللہ مجھے اپنی محبت عنایت فرما جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت عنایت فرما اور جو عمل تیری محبت سے قریب کرے اُس عمل کی محبت عنایت فرما)"۔ اس ارشادِ نبوی میں حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ (جو تجھ سے محبت کرے اسکی محبت عنایت فرما) کا لفظ درمیان میں واقع ہوا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ بزرگوں کی یہ ایک محبت دُو دوسری محبتوں کا ذریعہ بنتی ہے، خدا کی محبت کا بھی اور نیک عمل کی محبت کا بھی۔

عظیم بزرگ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ نے ایک دن اپنے مریدوں سے فرمایا کہ کل روزِ قیامت جب تم سے تمہارے بارے میں پوچھا جائے تو ہرگز جواب دینے کی کوشش نہ کرنا۔ مریدوں نے عرض کیا حضرت پھر ہم کیا کہیں۔ آپ نے

---

[1] دُعا کے الفاظ حدیث شریف میں یوں ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ، وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ الحدیث (مشکوٰۃ، کتاب الدعوات باب جامع الدعاء، الفصل الثالث) الفاظ میں ایسی کمی بیشی روایت بالمعنیٰ کے حکم میں ہے، لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔)

marfat.com

Marfat.com

فرمایا۔ تم یہ کہنا کہ ہم تو دُنیا میں بہت ہی کمتر و حقیر تھے۔ البتہ اِن بزرگوں کا دامن پکڑا تھا۔ یہ ہمارا حال زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ جب تم معاملہ ہم پر چھوڑ دو گے تو تم انشاء اللہ بخیر و خوبی عہدہ برا ہو گے۔ کتاب "نفحات الانس" میں حضرت شیخ ابو علی شبولیؒ کے حالات میں لکھا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خود کو اِن بزرگوں کیساتھ رکھ۔ اِن بزرگوں اور انکے ساتھ نشست و برخاست کرنے والوں سے فیض حاصل کرتا کہ کل قیامت کے دن جب تجھ سے پوچھیں کہ تو کون ہے تو کہہ سکے کہ میں ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنے والا اور ان کا دوست ہوں۔ اور جب تُو ان بزرگوں کی باتیں سنے تو اگرچہ تیری سمجھ میں نہ آئیں اپنی گردن جھکا لیا کرتا کہ کل قیامت کے دن کہہ سکے کہ میں ان بزرگوں کی باتیں سن کر گردن جھکانے والا تھا۔ اگرچہ تو حقیقی مجرم ہی ہو اس سبب سے اللہ سے تیری رہائی ہو جائے۔ رَزَقَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَمِیْعَ الْاِخْوَانِ جَامِعَ وَفُوْرِ مَحَبَّتِہِمْ وَمُتَابَعَتِہِمْ بِحَقِّ ھٰؤُلَاءِ الْاَکَابِرِ وَحُرْمَتِہِمْ (اللہ پاک ہمیں اور تمام بھائیوں کو اِن بزرگوں کی محبت و اتباع نصیب کرے بہ طفیل اکابرؒ)

مقدمہ

یہ مقدمہ اس سلسلۂ عالیہ کے امام و پیشرو عارفین کبار کے غوث اور شہرت و عظمت میں نصف النہار کے سورج کی مانند متقدمین کی برہان و دلیل، متاخرین کے سلطان، عارفوں کے تاج حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ کے سمو منزلت و علو مرتبت کے بیان میں ہے۔ اُن پر اللہ کی رحمت ہو۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک جو مشائخ متقدمین ہیں اُن پر اللہ کی رحمت ہو اور متاخرین خلفاء پر بھی ہو روز قیامت تک۔ اس سلسلۂ عالیہ کی جو شاخیں آپ کی ذات گرامی سے لگی ہیں اُن کا بیان ہے اور اس کی شرح و کیفیت ہے۔

اس سلسلۂ عالیہ کی پیشوائی حضرت خواجہ بزرگ سے پیشتر اگرچہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی روحانیت سے تھی اور آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کے اشارے سے اخفا اور عزیمت پر عمل کا طریقہ تلقین فرمایا تھا اور طالبان حقیقی کے احتیاط کیلئے اس کی خاطر خواہ تشریح فرمائی تھی لیکن اس سلسلہ کو جو رونق اور زینت حضرت شاہ نقشبند چارۂ ہر مستمند قدسنا اللہ بسرہ الاقدس سے نصیب ہوئی اور اس طریقہ کی جو تکمیل و ترویج آپ کی ذات گرامی سے ہوئی اس کا کیا کہنا اور اسی لیے اس سلسلہ کا نام ہی نقشبندیہ پڑ گیا اس سلسلہ کے جمہور اکابر کی تحقیق کی رو سے آپ کا یہ نقشبندی لقب از جانب غیب اور آسمانی تھا اور اس سلسلہ سے منسوب بعض بزرگوں نے اس کی دو وجہ بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ جب کسی طالب کو ذکر قلبی کی تعلیم فرماتے تو اس کے قلب پر اللہ کا نقش بٹھا دیتے تھے اور یہ اس درجہ قوی ہوتا کہ عوارض قلیلہ سے زائل نہ ہوتا۔ آپ یہ اپنے بعد اپنے خلفاء کبار کے سپرد فرما گئے یہاں تک کہ آج تک کیلئے یہ اس سلسلہ کا معمول بن گیا۔ دوسری وجہ بزرگوں نے یہ بیان فرمائی کہ آپ ابتدا ہی میں ہر مرید رشید کے قلب کے آئینہ پر اپنے کامل تصرف اور مکمل توجہ سے نقوش کونیہ کی راہ بند فرما دیا کرتے تھے اور اس طرح صورتوں کا نقش ذکر قلبی میں شغل

marfat.com
Marfat.com

نہ ہوا کرتا تھا۔

نقشبند است کہ از یک نظرش تا دم حشر
در مرایائے خواطر نہ فتد نقش صور

(آپ نقشبند ہیں کہ آپ کی ایک نظر کی برکت سے دلوں کے آئینہ میں تا دم حشر صورتوں کا نقش نہ پڑا کرتا تھا۔) اور حضرت خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ کے یمن نظر و برکتِ صحبت سے طالب چند ہی روز میں مرتبۂ استہلاک و فنا کو پہنچ جاتا تھا۔ وہ اِنہی دو مذکورہ وجوہ کی بنا پر تھا اور اُسی قول کی تائید ہے۔

بھلا یہ ذرّۂ ناچیز کہاں اور دنیا کو روشن کرنے والے اُن سورج (یعنی حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاریؒ) کی تعریف کہاں، یہ کمترین غلام کہاں اور اُن خواجہ کی وصف نگاری کہاں لیکن اِس حقیقت کے پیشِ نظر کہ یہ ایک ذرّہ کی عالی ہمتی ہے کہ سورج کی بات کرے اور ایک غلام کی سعادت مندی کی نشانی ہے کہ آقا کی مدح سرائی کرے۔ اِس خاکسار پر عنفوانِ شباب ہی سے خواجۂ عالی جناب کی عنایات کی نظریں معلوم ہوتی تھیں اور یہ عاجز آپ کی نظر ہی کی برکتوں سے اِس سلسلۂ عالیہ کے انتساب کی سعادت سے بہرہ ور ہوا اور ۱۰۱۸ھ میں کہ اِس عاجز کی زندگی اٹھارہویں سال میں پہنچی تھی کہ ایک شب حضرت خواجہ قدس سرہٗ خواب میں تشریف لائے اور ایک درہم میری ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا اِس درہم پر دَم کرو اور پانی میں ڈال دو۔ جو بیمار یہ پانی پئیے گا شفایاب ہوگا۔ میں جب اِس خواب سے بیدار ہوا تو ہمہ تن رحمتِ خداوندی کا اُمیدوار تھا اور اِس دلِ دیوانہ میں اِس سلسلۂ عالیہ کے لئے ایک کشش پیدا ہوگئی تھی۔ ممکن ہے اُس درہم کے سکّہ سے مُراد یہ کمترین ہو کہ سکّہ پر جس طرح نقوش ہوتے ہیں یہ عاجز بھی حضرت شاہ نقشبند بخاریؒ کے نقوشِ محبت سے مزیّن ہے اور اُس پانی سے وہ علوم مُراد ہوں جن کی شرح سکّہ شربی سے متعلق ہے۔ اگرچہ اِس خواب کی دوسری تعبیرات کے بھی ہم اُمیدوار ہیں۔ تو حضرت خواجہؒ کی اِن مذکورہ عنایات اور اِس خواب کے بعد یہ بندۂ بے اعتبار و ذرّۂ بیمقدار اگر حضرت کی

marfat.com
Marfat.com

مدح و توصیف میں اجمالاً کچھ لکھے تو اُسے یہی چاہیئے پھر خبر میں وارد ہے۔ اَدْلَادُنَا اَکْبَادُنَا (ہماری اولاد ہمارے جگر گوشہ ہیں) اور مقولہ ہے اَبْنَاءُنَا اَعْضَاءُنَا (ہمارے فرزند ہمارے اعضاء کی طرح ہیں) اس خبر اور اس مقولہ کے بموجب اس سلسلۂ عالیہ کے مشائخ حضرت خواجۂ بزرگ کی معنوی اولاد ہیں اور اولاد معنوی کا ذکر بغیر پدر معنوی کے ذکر کے ایسا ہی ہے جیسے اعضاء کا ذکر بغیر سر کے ذکر کے۔

اس مقدمہ کی تحریر کی دوسری وجہ اس کتاب کی تالیف کے دوران حضرت خواجۂ بزرگ کے تفصیلی ذکر کی ایک اور وجہ بھی پیش آئی۔ حضرت خواجہ کی منقبت میں قدوۃ المحققین مولانا نور الملۃ والدین عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند نوبت ثانیش بہ بخارا زدند

از خط آں سکہ نشد بہرہ مند جز دل بے نقش شہ نقشبند

ایک فاضل سے جن کا تعلق اس سلسلۂ عالیہ سے نہ تھا حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی کے مذکورہ بالا اشعار کے بارے میں توقف و تردد سننے میں آیا گویا انہیں ان اشعار کی صداقت پر یقین نہ تھا۔ اس سے میرے دل پر القاء ہوا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری جو مخلوق کیلئے غوث ہیں اگر ان کا کچھ حال اور آپ کی ہزاروں خصوصیات میں سے بعض خصوصیات بھی تحریر میں آجائیں تو اس طرح کے توقف اور شک کرنیوالوں کو ان کے توقف اور شک سے باز رکھیں گی۔ اگرچہ حضرت خواجۂ بزرگ کا علوِ مرتبت آپ کے بے واسطہ خلفاء مثلاً قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد پارسا اور زبدۃ السالکین حضرت مولانا صلاح الدین اور ان کے واسطہ سے جو خلفاء ہیں مثلاً قطب روزگار مخزن اسرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اور آپکے خلفاء علیہم الرحمۃ اور مولانا المعظم العارف الاکمل مخدومی الاتامی مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی ان حضرات کے کلام اور رسائل سے معلوم ہو جاتا کہ ان خلفاء نے آپ کے حالات بطریق احسن لکھے ہیں۔ اسی طرح متاخرین اکابر اس سلسلۂ عالیہ کے بعد کے بزرگوں نے خصوصاً اپنی تالیفات و تصنیفات میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند

marfat.com
Marfat.com

بخاریؒ کے حالات رقم فرمائے ہیں اور خاص طور پر ہمارے حضرت مجددؒ اور آپکے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مکتوبات میں یہ حالات ملتے ہیں مگران متقدمین کے رسائل اور متاخرین کے مکتوبات میں یہ موتی بکھرے ہوئے اور جدا جدا ہیں۔ تفصیلی عبارتوں اور طویل تحقیقات کے ذیل میں مندرج ہیں۔ اگر ایک چیز ایک کتاب میں ہے تو دوسری چیز دوسری کتاب میں تیسری چیز ایک رسالہ میں ہے تو چوتھی چیز ایک اور رسالہ میں۔ ان سب کو اختصار کے ساتھ ایک دو صفحہ میں جمع کر دینا اور ان قدیم و جدید جواہر پاروں کو ایک رشتہ میں منسلک کر دینا انتہائی اہم اور ضروری کام تھا۔ عجب نہیں کہ اس طرح کر دینے سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کے متعلق بعض ناواقفوں کے ذہنوں میں جو شکوک ہیں یا اُن کی طبیعت میں جو بوجھ ہے وہ دور ہو جائے۔ اَللّٰہُ یُحِقُّ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ (اللہ ہی حق کو حق کر دکھاتا ہے اور صحیح راستہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے) پ ۲۱، ع ۱۰

واضح ہو عارفوں اور عالموں کا اس پر اتفاق ہے کہ اُمّت کے صالحین میں جس کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے اتباع رہا وہ آپ کے متبعین میں سب سے کامل سب سے زیادہ موافقت و بھروسہ والا ہے اور اگر ان ظاہری سنتوں کی اتباع کی رعایت کیساتھ ساتھ اُسے مخلوقِ خدا میں بزرگ ترین ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی اُمور سے بھی وافر حصّہ ملا ہو اور یہ باطنی اُمور مشاہدات و تجلیاتِ ذاتیہ و صفاتیہ سے عبارت ہیں تو ایسا شخص آپ کا وارثِ اکمل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا جو ورثہ چھوڑا ہے اِسے اُس کا عظیم حصّہ ملا ہے اور یہ بہت بڑی بات اور بہت بلند مقام ہے۔ یہ ایسا گوہر اور ایسا موتی ہے جو چہار دانگ عالم میں ہر دور میں انتہائی قیمتی اور بیش بہا گردانا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

(نور ہی نور ہے۔ اللہ تعالٰے اپنے اسی نور تک جسکو چاہتاہے ہدایت دیتا ہے) پ ۱۸، ع ۱۱

اور یہ اُس حدیث کا مصداق ہے جس میں فرمایا ہے:۔

marfat.com

Marfat.com

حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وِعَائَیْنِ (الحدیث) (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ثالث)
(میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم سیکھے)

اس آیت کریمہ اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ظاہر و باطن دونوں سے حصّہ ملنا ہی جامعیت کی نشانی ہے اور یہی انسان کا کمال ہے۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس بیان میں اگر یہ قید نہ لگائی جاتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس لیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس کی اتباع کامل ہے اُسے آپ کے باطنی معاملات کا حظِّ وافر بھی حاصل ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ محققین کا ارشاد ہے کہ معاملاتِ باطنیہ یعنی مشاہدات و تجلیات کا تعلق دارالجزا سے ہے کہ بعض کامل متبعین کو عشق و اشتیاق کی زیادتی کے باعث اور فراق کی مدت بڑھ جانے سے غلبۂ اضطراب کی بنا پر اسکے ثمرات اس دنیا ہی میں مل جاتے ہیں جبکہ بعض دیگر کاملین کے حق میں ایسا نہیں ہوتا کہ اس دنیا ہی میں ثمرات مل جائیں بلکہ آخرت میں ان کے لیئے ذخیرۂ کامل ہوتا ہے اور انکے لیئے بہ اکمل وجوہ اُس کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ جیسے جیسے قیامت قریب ہوتی جائیگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دور سے دور تر ہوتا جائیگا اُسی قدر لوگوں کو اپنے عمل میں عزیمت و سنّت کے مقابلہ رخصت و بدعت کی طرف رغبت زیادہ ہوتی جائیگی۔ عزیمت و سُنّت کے یہ دو قیمتی موتی کمیاب ہوتے چلے جائیں گے اور اس کے بجائے رخصت و بدعت کے سنگریزے کثیر اور ہر طرف پھیلے ہوتے ہوں گے۔ اس گمراہی او تاریکی کے دَور میں وہ سعادت مند جو سنّت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں عزیمت پر عمل کرنے والا ہوگا۔ اُس نیک بخت پر فوقیت رکھیگا جو عزیمت پر ایسے زمانہ میں عمل کرے کہ بدعت اُس دَور میں اتنی زیادہ عام اور پھیلی ہوئی نہ ہو۔ ایسے دور میں سُنّت و عزیمت پر عمل کرنیوالے کی مثال ایسی ہے جیسے کہیں میدان کارزار گرم ہو اور دشمن کو غلبہ ہونے والا ہو کہ ایک بہادر انسان ایک پختہ عزم کے ساتھ اُٹھے اور انتہائی بہادری کے ساتھ دشمنوں کو تہِ تیغ کرنا شروع کرے کہ جنگ کا پانسہ پلٹ جائے اور اس طرح وہ سید انبیاء

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی نوید طُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ (غرباء کو خوشخبری ہو) کا مصداق بن جائے۔

ایسے فساد کے دور میں سنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنیوالے کا اجر و ثواب سَو شہیدوں کے برابر ہے۔ چنانچہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ (مشکوٰۃ، کتاب الاعتصام، فصل ۲)

(میری اُمت کے فساد کے دَور میں جو میری سنّت پر سختی سے عامل رہا اُسکے لیئے سَو شہید کا اجر و ثواب ہے)

اور قرآنی آیات اور احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رُو سے شہداء کا جو مرتبہ ہے وہ تو معلوم ہی ہے کہ کیا عظیم درجہ ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ الْاٰیَة

(جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے ربّ کے پاس رزق دیئے جارہے ہیں خوش ہیں) پ، ع

اور حدیث شریف میں ہے :۔

اَلشَّهِیْدُ الْمُمْتَحَنُ فِیْ خَیْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ تَحْتَ عَرْشِهٖ لَا یَفْضُلُهُ النَّبِیُّوْنَ اِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ۔ الحدیث

آزمایا ہُوا شہید (اللہ تعالیٰ نے جس کے تقویٰ اور صبر کو آزما لیا ہے) اللہ تعالیٰ کے خیمہ میں اس کے عرش کے نیچے ہوگا۔ انبیاء اس سے فضیلت نہیں رکھتے، مگر اپنے درجۂ نبوّت کے باعث۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد فصل سوم)

تو جب ایک شہید کا مرتبہ اتنا ہے تو فسادِ اُمّت کے وقت جو عاملِ سُنّت

marfat.com
Marfat.com

کا مرتبہ سو شہیدوں کے برابر بتایا گیا ہے تو وہ درجہ کتنا عظیم ہوگا۔ نیز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:
اِنَّکُمْ فِیْ زَمَانٍ مَنْ تَرَکَ مِنْکُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَکَ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا۔

(مشکوٰۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام، ترمذی فی الفتن حدیث ۲۲۶۷)

"تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے کوئی اگر کسی شرعی احکام کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے تو ہلاک ہو جائے اور ایک زمانہ آئیگا کہ اگر کوئی کسی شرعی احکام کے دسویں حصہ پر بھی عمل کر لیگا تو نجات پا جائے گا"

پس آج کے فساد کے دور میں وہ شخص کتنا سعادت مند ہے کہ کسی شرعی حکم کے پورے دس حصے اُسے حاصل ہوں اور وہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا غایت درجہ رکھتا ہو اور پھر ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی فیوض سے بھی وافر حصہ ملا ہو ایسے شخص کے مراتب عالیہ و اوصاف جلیلہ کا بھلا کیا کہنا ایسے کون شمار کر سکتا ہے خصوصاً اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ سنّتِ نبوی کو جاری اور عام کیا ہے کہ سالہا سال گذر جانے کے بعد بھی اس کا اثر باقی ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ زخرف کی آیت نمبر ۲۸ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهٖ (اور وہ اس کو اپنی اولاد میں ایک قائم رہنے والی بات کر گئے) ان بزرگوں کے حال کی نشاندہی کرتی ہے اور ان بزرگوں کی شان کے عین مطابق ہے۔ نیز آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔
مَنْ اَحْیَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ، فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا۔ الحدیث (کتاب الایمان۔ باب الاعتصام، الفصل الثانی)
"جس نے میری سُنّتوں میں سے کسی سنّت کو زندہ کیا در آنحالیکہ وہ میرے بعد ختم ہو چکی تھی۔ قیامت تک جتنے لوگ اس سنّت پر عمل

marfat.com
Marfat.com

کریں گے اُس شخص کو اُن سب کے برابر ثواب ملتا رہیگا بغیر اس کے کہ ان سب کے اجر و ثواب میں ذرا بھی کمی ہو)"

اس حدیث نبوی سے اُن لگا نہ زمانؔ کے اجر کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اُن کے کامل متبعین کے اُجور سے انہیں الحاق پذیر ہوا اور اسی سے اُس حدیث کے معنی بھی سمجھے جا سکتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ، لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُهٗ"

(مشکاۃ، کتاب المناقب باب ثواب ھذہ الاُمۃ، الفصل الثانی)

"میری اُمت کی مثال بارش جیسی ہے۔ نہیں معلوم اُس کا اول بہتر ہے یا اُس کا آخر"

جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ جو اُمت کا خلاصہ اور اللہ پاک جل شانہٗ کے مقرب بندے ہیں معاملہ وسلوک کے اعتبار سے تین قسم کے ہیں:۔

اولیاء اللہ کی قسمیں

اولیاء اللہ کی پہلی قسم وہ اولیاء ہیں جن کا معاملہ از ابتدا تا انتہا عزیمت اور کمال اتباع سُنّت پر ہوتا ہے اور یہ حضرات بدعت تو کجا رخصت پر عمل کرنے سے بھی کامل اجتناب کرتے ہیں اور اس طرح کے اولیاء کم ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی دوسری قسم وہ اولیاء ہیں جو ابتداءً رخصت پر عمل پیرا ہوتے ہیں لیکن آخر میں بالکلیہ عزیمت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور تیسری قسم وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے معاملات از ابتدا تا انتہا تجویزات و رخصت کی ملاوٹ سے خالی نہیں ہوتے۔

رہے وہ لوگ جنہوں نے فرائض و واجبات کی ادائیگی کے بعد شروع سے آخر تک اپنا معاملہ رخصت ہی پر رکھا اور عزیمت سے دُور جا پڑے اگرچہ اولیاء کرام سے کچھ حصہ انہیں بھی مل جائے تاہم حضرات عارفین و متمکنین اُنہیں کاملین میں نہیں شمار کرتے بلکہ رخصت پر ہمیشہ عمل کرنے والے کو بدعت کے اختلاط کے باعث تہی دامن سمجھتے ہیں اور صاحب عوارفؒ کے کلام سے کچھ ایسا مفہوم ہوتا

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ اولیاء اللہ مختلف طرح سے نوازے جاتے ہیں۔ بعض کاملین اولیاء کو اعلیٰ مرتبہ سے نوازا جاتا ہے۔ حالانکہ پہلے طبقہ کے مقابلہ میں ان کا عمل اتنا زیادہ نہیں ہوتا۔ دوسرے اولیاء کا معاملہ انکے برعکس ہوتا ہے اور اس کا راز پہلے مختصراً بیان کیا جا چکا ہے۔ بعض اولیاء ایسے ہیں جنہیں عمل کثیر بخشتے ہیں اور احوال بھی عطا فرماتے ہیں لیکن خوارق عادت اور کرامتوں کا ظہور اُن سے کم ہی ہوتا ہے بعض اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ انہیں ایسے خارق عادت کے ظہور کی قدرت دی جاتی ہے جسکا تعلق کونیات سے ہے اور غیب کی خبریں بتائی جاتی ہیں لیکن ان سب کے باوجود کمزوروں، گنہگاروں کو بذریعہ ہدایت کامل و مکمل کر دینے کی قوت تصرف انہیں کم درجہ میں دی جاتی ہے۔ بعض اولیاء اللہ اسکے برعکس ہیں۔ یعنی انہیں کرامتیں کم دی جاتی ہیں اور غیب کی خبریں بھی اتنی نہیں دی جاتیں مگر کثیر مخلوق اُن سے فیضیاب ہو کر کامل و مکمل ہو جاتی ہے اور بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جو ان دونوں صفتوں کے جامع ہوتے ہیں اور یہ دونوں ہی چیزیں انہیں عطاء کی جاتی ہیں۔

جب یہ تمہید تم نے سُن لی اور یہ باتیں جو گراں قدر موتی کی مانند ہیں تمہارے کانوں میں پڑ گئیں۔ اب حضرت خواجہ بزرگوار حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کی مدحت و منقبت کے بارے میں کچھ سنو۔ باوجود قرب قیامت کے حضرت خواجۂ بزرگؒ نے از ابتداتا انتہا اپنے عمل کی بنیاد عزیمت و اتباع سُنّتِ نبویؐ پر رکھی تھی۔ خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدّس سرّہٗ کی روحانیت نے ابتداء سلوک و بدایتِ جذبہ ہی میں آپ کو بتاکید اس کا حکم فرمایا تھا کہ ہر حال میں سُنّت و عزیمت کی مضبوط رسّی کو پکڑے رہیں اور بدعت و رخصت سے کلیتہً دُور رہیں اور دیندار علماء سے احادیثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار ہمیشہ دریافت کرتے رہا کریں۔ چنانچہ حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کچھ تو اسی اشارہ کے باعث اور کچھ ایسے ہی دوسرے

marfat.com
Marfat.com

اشاراتِ غیبی و الہاماتِ لاریبی کی بنا پر اپنی آخر زندگی تک اس طریقہ پر کاربند رہے۔ آپ روزانہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے باریک باریک نکتوں اور تمام کاموں میں عزیمت و اَولیٰ و بہتر کو ملحوظ رکھتے تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز سے شناخت کریں اور کیسے پہچانیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی سے۔ ایک دوسرے موقعہ پر آپ نے ارشاد فرمایا۔

طریقۂ ما عروۃ وثقیٰ است!!

(ہمارا طریقہ عروۃ وثقیٰ ہے یعنی مضبوط رسی) سنتِ نبوی کی متابعت کی کوشش اور حضراتِ صحابہؓ کے آثار کی اقتداء و پیروی۔ جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا اس کے دین کو خطرہ ہے۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاریؒ نے عزیمت پر سختی سے عمل کرنے کے باعث باوجود کثرتِ جذبات کے نہ کبھی ابتداء میں نہ درمیان میں اور نہ کبھی آخر میں وجد و رقص و سماع کی طرف توجہ فرمائی۔ وجد و رقص و سماع گو سالکان بے قرار کیلئے ناگزیر ہیں تاہم یہ امورِ رخصت ہیں، عزیمت نہیں۔ اسی طرح ذکرِ جہر کی طرف بھی کبھی آپ کا میلان نہ ہوا کہ وہ بھی تجویز میں داخل ہے اور اسی طرح نہ شطحیات کا آپ سے ظہور ہوا کہ وہ بھی عزیمت کے خلاف ہے حالانکہ متقدمین مشائخ قدس اللہ اسرارہم ابتداء اور درمیان میں، ان میں سے ہر چیز کی طرف یا بعض چیزوں کی طرف متوجہ رہے ہیں مثلاً حضرت شیخ المشائخ محققین کے سلطان، عارفین کے مجتہد اور علماء کے سردار حضرت جنید بغدادیؒ جو حضرات صوفیہ کے رؤسا میں سے ہیں۔ اور سنتِ نبوی کی اتباع میں کامل ہیں، ابتداء اور درمیان میں رقص و سماع کی طرف مائل رہے ہیں اور آپ نے آخر میں انہیں ترک فرمایا اور ترک کی وجہ اہلِ رقص و سماع کا فقدان فرمایا ہے۔ نیز کبھی کبھی آپ کی زبان سے شطح کا بھی ظہور رہا ہے مثلاً آپ کا قول:- ۱۔ لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللہِ

۲۔ الشَّجَرُ یَحْکِیْ عَنِ اللہِ جب سماع کے وقت آپ کو آواز آئی

marfat.com
Marfat.com

۳۔ اَلْآنَ کَمَا کَانَ ـــــــ اور یہاں اس حدیث کو سننے کے وقت جس میں فرمایا۔ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ "(اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کچھ نہ تھا)"
۴۔ "اگر اُو سبحانہٗ فردا مرا گوید مرا ببیں نہ بینم گویم چشم در دوستی غیر بود"
۵۔ "بیداری ما معاملت است در راہِ حق و خوابِ ما فعلِ حقست بر ما بس آنچہ بے اختیار ما بود از حق بما بہتر بود کہ اختیار ما بود"
۶۔ کَلَامُ الْاَنْبِیَاءِ مُخْبِرٌ عَنِ الْحُضُوْرِ وَکَلَامُ الْاَوْلِیَاءِ یُنْبِئُ عَنِ الْمُشَاہِدَۃِ۔
۷۔ ھُوَ الْعَارِفُ ھُوَ الْمَعْرُوْفُ۔
۸۔ اَلْحَادِثُ اِذَا اقْتَرَنَ بِالْقَدِیْمِ یَصِیْرُ قَدِیْمًا۔
۹۔ اگر نہ آں بودے کہ حق تعالیٰ فرمودہ است کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ گویند من ہرگز استعانت نخواہم
حضرت جنید بغدادیؒ کے یہ تمام کلمات ظاہر ہے کہ شطح سے خالی نہیں ہیں۔

اِسی طرح اولیاء متقدمین کے سردار غوث الانامی حضرت خواجہ ابایزید البسطامی قدس سرہٗ السامی جو عارفوں کے سلطان ہیں اور حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اس تمام بزرگی کے باوجود جن کے متعلق فرماتے ہیں۔

"بایزید در میاں ما چوں جبرئیل است در میانِ ملائکہ"

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے ان بزرگوار یعنی حضرت بایزیدؒ کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا:۔

"نہایتِ میدہ جملہ روندگان در توحید دوانند بدایتِ میدانِ بایزید بود"

اور شیخ ابوسعید بن ابوالخیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

"ہژدہ ہزار عالم از بایزید پُر می بینم و بایزید درمیان نہ"

بزرگوار عالی (حضرت بایزید بسطامیؒ) بھی اپنے سلوک کے ابتدائی و درمیانی دَور میں ذکرِ جہر سے خالی نہ تھے۔ نہ از ابتدا تا انتہا شطح و کلماتِ سُکریہ سے باہر۔ آپ کا قول ہے:۔

marfat.com
Marfat.com

۱۔ لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ

۲۔ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ

کچھ لوگوں نے آپ سے عرش و کرسی، لوح و قلم، جبرئیل و میکائیل، ابراہیم و موسیٰ، عیسیٰ و محمد صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا:۔

۳۔ "عرش منم، فرش منم، جبرئیل و میکائیل منم، ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ منم و محمد منم"

۴۔ "خدائے را بندگان اند کہ اگر بہشت با ہمہ زینت با ایشاں کنند ایشان از بہشت ہماں فریاد کنند کہ دوزخیاں از دوزخ"

۵۔ "در ولایتی باشید دروی امر معروف و نہی منکر نباشد کہ ایں ہمہ در ولایت خلقست و در حضرت وحدت ایں و آں نیست"

۶۔ من در مقامات انبیاء سیری کردم و در صفات ایشاں رسیدم مقام بارگاہِ محمدی خواستم کہ در صفاتِ او صلی اللہ علیہ وسلم سیر بکنم دست رو بر پیشانی من زدند و میانِ خود و آں مقام دریائے دیدم آتشیں"۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے ایسے ہی کلماتِ سُکریہ کا ظہور کثرت سے ہوا ہے۔ ابتداء میں بھی، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی۔

حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ جو متقدمین مشائخ قدس اللہ اسرارہم میں سب سے زیادہ کامل اور عظیم ہیں، ان دونوں بزرگوں کے افعال و اقوال حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاالدین نقشبندی بخاریؒ کے حالات و مرتبہ پر دو عادل گواہ ہیں کہ حضرت خواجۂ بزرگ نے نہ ابتدائی دَور میں نہ درمیانی زمانہ میں اور نہ آخر عمر میں کبھی رخصت پر عمل کیا جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہوا۔ اور جیسا عنقریب آپ کے حالات مختصراً بیان ہونگے وہاں آئیگا اور یہ اس کے باوجود کہ ان دو بزرگوں کا زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے زیادہ قریب تھا اور

marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجۂ بزرگؒ کا زمانہ نسبتاً زیادہ دُور۔ اگر حضرت خواجۂ بزرگؒ کا عمل از ابتدا تا انتہا اُن دُو بزرگوں کی مانند بھی ہوتا تب بھی حضرت خواجۂ بزرگؒ کو ان دُو حضرات پر ایک گونہ فضیلت حاصل ہوتی کہ آپ اُن کے مقابلہ میں زیادہ فساد کے دَور میں تھے۔ چنانچہ بادشاہوں میں سے کسی نے ایک مجتہد کے سامنے امراء سابق میں سے ایک عظیم شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری خواہش ہے میں پسندیدہ اور اچھی صفات میں اُس جیسی زندگی گزاروں۔ اُس مجتہد نے کہا اگر تو اِس زمانہ میں وہ کچھ کرے جو وہ اپنے اُس گذشتہ دَور میں کیا کرتا تھا تو تُو اُس سے بہتر ہوگا اور وہ اس لیئے کہ آج کے فساد کے دَور میں اُنہی نیکیوں پر عمل کرنے کیلئے کہیں زیادہ ہمت و جرأت درکار ہے۔ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاریؒ نے اِسی زمانۂ فسادِ اُمّت میں اپنی قوّتِ تصرف سے اپنے اِس خوبصورت طریقہ (طریقۂ عالیہ نقشبندیہ) کی ترویج فرمائی اور طالبانِ طریقت کے قلوب پر اِن قیمتی بلند مرتبہ اُمور کے دروازے کھول دیئے چنانچہ جب کچھ لوگوں نے عارف و عالم صمدی مولانا جلال الدین خالدی قدس سرہٗ سے پوچھا کہ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاری کے طریقہ کو متاخرین مشائخ سے کیا مناسبت ہے تو حضرت نے باوجودیکہ آپ کے ہم عصر تھے۔ اور کثیر العلم و کثیر المعرفت تھے فرمایا۔

"سخن از متقدمان گوید۔ دویست سال زیادہ است تا ایں نوع ظہورِ آثارِ ولایت کہ بخدمتِ خواجہ بہاءالدین شدہ است ہیچکس از متاخرین نشدہ۔ گویند ہمہ منتظر احوال و اقوال و واردات و احوال منتظر خواجہ بہاءالدین ہست" انتہیٰ

"تم متاخرین کی بات کرتے ہو۔ خود متقدمین میں بھی دو سو سال سے آج تک ایسے آثار ولایت کا ظہور نہیں ہوا جیسا کہ حضرت خواجہ بہاءالدینؒ پر ہوا ہے اور متاخرین میں کسی پر ایسے آثار ولایت ظاہر نہیں ہوتے۔ مشائخ کا کہنا ہے کہ جن احوال و اقوال و واردات کے سب منتظر تھے وہ آپ ہی کے احوال و اقوال

marfat.com
Marfat.com

تھے اور آپ ہی کا سب کو انتظار تھا"
تو اس تحقیق کی رُو سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کی جیسا ان دونوں بزرگوں پر ایک فضیلت ثابت ہوگئی جو دونوں حضراتِ صوفیہ کے امام ہیں۔ ان میں ایک غلباتِ سُکر و جذبات میں امامِ کُل اور دوسرے معرفت و صحود اتباعِ سنّت میں سب کے پیشوا تو دوسرے بزرگوں پر آپ کی فضیلت بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگی چنانچہ قطب المتاخرین رضی الملۃ والدین حضرت خواجہ محمد باقی باللہ طاب ثراہ نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کی مدحت میں جو کچھ فرمایا وہ اس کا ثبوت ہے۔ آپ نے فرمایا ؎

ابوالوقتِ دوعالم قطبِ ارشاد بہاء الدین کہ دین شد از وی آباد
ز سنّت در جنید افگندہ آشوب بہ جذبہ بایزیدش آستاں روب

دکہ آپ دو عالم کے ابوالوقت تھے۔ زمانہ کے تابع نہ تھے بلکہ زمانہ ان کے تابع تھا اور آپ قطب ارشاد تھے یعنی راہِ سلوک کے قطب۔ آپ کا اسم گرامی بہاء الدین تھا کہ دین آپ سے آباد ہوا۔ اتباعِ سنّت میں آپ جنید بغدادیؒ تھے اور جذبہ میں بایزید بسطامیؒ)، بلکہ اس سے عجیب تر کہ حضرت خواجۂ بزرگ نے جذباتِ طیفوریہ کو کچھ زیادتی کے ساتھ حضرت جنید بغدادیؒ کے سلوک کے ساتھ مع کچھ زیادتی جمع فرمایا کہ آپ کے سلوک کا صحو اُن کے سلوک کے سُکر و شطح و غلباتِ جذبات پر غالب آگیا۔ شیخ الاسلام انصاری قدس سرہٗ نے حضرت جنید بغدادیؒ کے حق میں اسی طرف اشارہ فرمایا کہ انکی فکر کو مضبوط علمی سہارے کی ضرورت تھی۔
اور یہ جو ہم نے کہا کہ جذباتِ طیفوریہ کچھ زیادتی کے ساتھ اس کی پوری تشریح وہ ہے جو ہمارے شیخ بزرگوار (حضرت خواجہ باقی باللہ) قدس سرہٗ نے حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کی مدحت کے سلسلے میں بیان فرمائی کہ حضرت خواجۂ بزرگ کو جذبہ بطریقِ کمال حضرت بایزیدؒ سے وراثت میں ملا اور صحو حضرت جنیدؒ کی نسبت سے پہنچا۔ مختصراً یہ کہ ہر واسطے سے اس نسبت کو

marfat.com
Marfat.com

ایک نئی نسبت اور نیا حسن ملا اور حضرت خواجہ بزرگ کے حصّہ میں آیا۔ اِس نسبت کی برکت اپنی جگہ۔ پھر حضرت خواجہ بزرگ کی عالی استعداد کے مطابق آپ کا اپنا خاص جذبہ تھا۔ اِن کثیر جذبات کے غلبہ سے جس کا آپ کے حق میں ظہور ہوا۔

حضرت امام الاولیا خواجہ محمد حکیم ترمذی قُدِّسَ سِرُّہٗ جنکو اللہ پاک نے علمِ لدنی دیا تھا آپ نے حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ کے ظہور سے چار سَو سال پیشتر بطریق خبرِ غیبی آپ کے ظہور کی بشارت دیتے ہوئے اسطرح فرمایا تھا۔

"بعد از چہار صد سال مجذوبے در بخارا تُولّد کند

کہ چہار دانگِ ولایت را از و نصیبے باشد!"

(چار سَو سال بعد بخارا میں ایک مجذوب پیدا ہوگا کہ چہار دانگِ عالم کی ولایت میں اُس کی ولایت کا حصّہ ہوگا)۔ حضرت خواجہ بزرگؒ نے فرمایا۔

"آں مجذوب مائیم"

"وہ مجذوب ہم ہیں"

چنانچہ آپ کو وفورِ جذبات کے باوجود کثرتِ تمکین نصیب ہوئی۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاجِ مبارک میں آپ نے یہ تمکین پائی اور آپکے کمالِ اتباعِ نبوی کے باعث یہی تمکین آپ کی کمال شناخت بن گئی۔

حضرت خواجہ بزرگؒ اِن تمام غلبات وجذبات وفنا واستہلاک کے باوجود سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی باریک باریک سنتوں پر عمل کے بارے میں حد درجہ کوشش فرماتے تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ سنتوں میں سے کوئی سنت بھی آپ سے ترک نہ ہو۔ چنانچہ ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

"ہر سنت کہ از علماء دیندار شنیدیم مہما امکن بجا آوردیم

مگر یک سنت ماند۔ زود بیائید تا آں را نیز بعمل آریم"

(علماء دیندار سے جب بھی ہم نے کسی سنت کے بارے میں سنا جہاں تک ممکن ہوا

marfat.com

Marfat.com

اُسے بجالائے مگر ایک سنّت رہ گئی ہے۔ اُسے بھی جلد بجالائیں گے"

اور وہ یہ کہ روایت ہے ایک دن حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اصحاب سے کہا کہ تنور میں ہر شخص ایک ایک روٹی لگائے اور خود بھی آپؐ نے تنور میں روٹی لگائی۔ حضرات صحابہؓ کی روٹیاں پک گئیں لیکن حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روٹی نہ پکی اور اُسی طرح کچا آٹا رہا کہ آگ کی مجال نہ ہوئی کہ جسے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ نے مَس کر لیا ہو اُسے جلائے اور پکائے۔ حضرت خواجہ بہاالدین نقشبند بخاریؒ نے بھی ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ اس سنّت پر عمل کرنے کیلئے ایسا ہی کیا اور یہاں بھی وہی ہوا کہ جو روٹیاں حضرت کے اصحاب نے تنور میں لگائی تھیں پک گئیں لیکن حضرت کی روٹی نہ پکی۔[1]

حضرت خواجہ ہاشم کشمیؒ (مؤلف کتاب) فرماتے ہیں اس عاجز کے نزدیک روٹی نہ پکنے کی ایک دوسری وجہ بھی تھی اور وہ یہ کہ آگ کا کام جلانا ہے اور خرقِ عادت کے طور پر روٹی کا نہ پکنا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معجزہ ہے۔ ایسے ہی اولیاء اللہ کا معاملہ ہے جو آپ کے نائب اور تابع ہیں جیسا خصوصاً حضرت خواجہ بہاالدین کے ساتھ ہوا۔ یہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزہ کی مزید تائید و تاکید ہے اور اُسی کا تتمّہ۔

توجب حضرت سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت خواجہ بہاالحق والدین قدس سرّہٗ سے بھی اسی خرقِ عادت کا ظہور ہوا تو بات وہیں لوٹ آئی جو حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے حضرت خواجہؒ کے متعلق فرمایا تھا۔ ع

"سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند"

جس کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے اور اس سے حضرت خواجہ بزرگؒ کی اُن عالی قدر بزرگوں پر برتری بھی مفہوم ہوتی ہے۔ رحمہم اللہ

کوئی یہ نہ کہے کہ از ابتدا تا انتہا آپ کا معاملہ اور آپ کا کمال جذبات کو باریک باریک باتوں میں بھی اتباعِ سید کائنات صلّی اللہ علیہ سلّم کے ساتھ اس آخر

[1] انیس الطالبین ص ۱۶۔ حضرات القدس ص ۱۷۵ - ۱۷۶)

marfat.com

Marfat.com

زمانہ میں جمع کر دینا خود اس بات کو متقضی ہے۔ اس کے باوجود تم تنہا اتنی دیری
کے ساتھ حضرت خواجہ بزرگؒ کی فضیلت کی بات کیسے کر سکتے ہو۔ میں کہوں گا
اگرچہ تحقیق کے ساتھ اس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے لیکن میں اس کی تائید مزید خود حضرت
خواجہ بزرگوار کے ارشاد سے کروں گا۔ حضرت نے خود فرمایا:۔

"حرام باد صحبتہائے حق سبحانہ، بر بہاء الدین کہ اگر اول بہاء الدین آخر ابویزید نباشد"
("بہاء الدین پر حق سبحانہ، وتعالیٰ) صحبت حرام ہو اگر بہاء الدینؒ کا اول بایزیدؒ کا آخر نہ ہو")

عارف جامیؒ نے آپ کی منقبت میں اسی لئے فرمایا:

اوّل اُو آخر ہر منتہی
زآخر اُو دست تمنا تہی

("کہ ہر منتہی کا آخر حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کا اول ہے اور حضرت خواجہؒ کے
آخر کی تمنا کرنے والا تہی دست ہے"۔ خالی ہاتھ جسے کچھ نہ ملا ہو یعنی جب اُنکا اول
ہی دوسروں کا آخر ہے تو بھلا اُن کے آخر تک کس کی رسائی ہے) اور جو دُو بیت
پہلے ذکر ہوئے وہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ کوئی یہ نہ کہے کہ اُن دُو بیت کا
مؤید ہونا بے شائبہ مصادرت بالمطلوب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اب مدعا مطلوب
میرا جواب بن گیا ہے۔ بس یہ اس کی دلیل ہے جو ہمارے شیخ بزرگوار قدس سرہ
نے بتقریب نگارش فرمایا کہ عارف کا معاملہ سے کام ہے کہ شہود و مشاہدہ و تجلی و
ظہور بھی اس پر بار نہیں کہ اس میں اس کی سچائی ہے اور یہیں سے حضرت
خواجہ بزرگؒ کے کلام کی حقیقت بھی ہویدا ظاہر ہو جاتی ہے۔ جب آپنے فرمایا:۔

"ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شدہ ہمہ غیر است بہ حقیقت کلمہ لا نفی باید کرد"
("جو کچھ کہ دیکھا اور سنا اور جانا سب غیر ہے کہ کلمہ لا کے ساتھ اس کی نفی کرنی چاہیئے")
حضرت خواجہؒ کے اس کلام سے آپ کے اُس ارشاد کا مطلب بھی سمجھنا چاہیئے
جہاں آپ نے فرمایا حرام باد صحبتہائے حق سبحانہ کہ بہاء الدین بر حق سبحانہ و تعالیٰ
کی صحبت حرام ہو اگر بہاء الدینؒ کا اول بایزید کا آخر نہ ہو" کہ حضرت بایزیدؒ مقام شہود

marfat.com
Marfat.com

ومشاہدہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور "محجانی ناالعظم شانی" کی تنگ راہ سے انہوں نے قدم باہر نہ نکالا تھا۔ پس جب حضرت بایزیدؒ کا آخر حضرت خواجہ بہاالدین نقشبند بخاریؒ کا اوّل تھا یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مخصوص احوال سے آپکو خاصۃً جو حصہ علاوہ زیادہ کامل تھا اور اواخر زمانہ میں آپ نے اُس بلند مرتبہ کو کامل اتباعِ سنّتِ نبویؐ سے متعلق کردیا تھا تو کیا عجب ہے اگر کسی عارف و عالم نے آپ کے حق میں فرمایا ع

"نوبتِ ثانی بہ بخارا زدند"

اس حقیر بے مقدار کے دل میں گذشتہ ارشاداتِ عالیہ کے علاوہ بھی پیر بزرگوار حضرت مجدد قدّس اللہ سرّہٗ الاقدس کا ایک ارشاد آیا ہے جو وجوہاتِ مذکورہ کا موئید بھی ہے اور ایک مستقل دلیل بھی۔ اور وہ یہ ہے آپ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ نبوت قربِ الٰہی سے عبارت ہے جس میں ظلیت کا کوئی شائبہ نہیں اُس کا عروج حق تعالیٰ کی طرف ہے اور نزول مخلوق کی طرف اور وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بالاصالۃ مخصوص ہے اور بطور تبعیت و وراثت اُس کا حصہ کامل متبعین کیلئے بھی ہے رضی اللہ عنہم۔ کمالاتِ نبوت کی طرف دو راستے جاتے ہیں ایک راستہ وہ ہے جو مقامِ ولایت کے کمالاتِ مفصلہ کو طے کرنے کا راستہ ہے اور وہ مرتبہ ولایت کے مناسب تجلیاتِ ظلیہ اور معارفِ سُکریہ کے حصول سے مربوط ہے۔ ان کمالات کو طے کرنے اور ان تجلیات کو حاصل کرنے کے بعد کمالاتِ نبوت کے اقتباس کی طرف قدم بڑھتا ہے اور اس مقام میں اصل کیساتھ وصول ہے۔ اور ظلیت کی طرف التفات گناہ ہے اور دوسرا راستہ وہ ہے جس میں حصول کمالاتِ ولایت کے دوران کمالاتِ نبوت کا وصول میسّر ہو جاتا ہے اور دوسرا راستہ ایسی شاہراہ ہے جو پہونچانے والا اور وصول کے زیادہ قریب ہے اور جو کوئی اقتباس نبوت کے کمالات کو پہونچا الا ماشاءاللہ وہ اسی راہ سے پہونچا۔ انبیاء کرام اور انکے اصحاب عظام سے۔ اور پہلا راستہ دور و دراز کا ہے جس میں وصول مشکل ہے اور جس کا

marfat.com
Marfat.com

حصول دشوار اور دوسرا راستہ زیادہ قریب کا ہے۔ زیادہ واضح۔ زیادہ موافق اور زیادہ بھروسہ کا۔ انبیاء علیہم السّلام کے بعد اُن کے اصحاب میں سے ایک جماعت اس راہ سے پہنچی ہے۔ اس دوران اُمتوں میں سے کم بطریقہ تبعیت و وراثت اس راہ سے اس دولت تک پہنچے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ دوسرے راستہ سے وصول کے بعد اگرچہ مقامِ ولایت کے کمالاتِ مفصلہ کا حصول نہیں ہوتا تاہم ولایت کی روح اور اس کا عطر بطریقِ احسن میسر ہو جاتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ کمالاتِ ولایت سے بعض اہلِ ولایت کے حصّہ میں صرف پوست آتی ہے (یعنی کمال اور محض ظاہر) جبکہ اس واصل کی مغز (روح و باطن) تک رسائی ہے۔ جن بعض اربابِ ولایت کو علم کا کچھ حصّہ سکریہ و ظہوراتِ ظلّیہ کا حصول ہو جاتا ہے۔ وہ مرتبہ میں اس واصل سے کم ہیں بلکہ اس واصل کو تو ایسے علوم و ظہورات سے ننگ و ناموس ہے (یعنی یہ اس کیلئے باعثِ عار ہیں)۔ وہ ایسے مقام پر ہے کہ ان چیزوں کو گناہ اور بے ادبی سمجھتا ہے۔

کمالاتِ نبوّت کا حصول محض عطیۂ الٰہی اور صرف حق تعالیٰ کا کرم ہے۔ کسب و عمل کو اس دولت کے حصول میں کوئی دخل نہیں ہے بخلاف کمالاتِ ولایت کہ اس کے مبادی و مقدمات کسبی ہیں اور ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہاں تک حضرت مجددؒ کے ارشاد کا خلاصہ نقل کیا گیا۔

تو حضرت مجددؒ کی اس تحقیق کی رُو سے ممکن ہے حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاریؒ کو اس دوسری راہ سے یہ کمالات ملے ہوں۔ اسی کی وضاحت غالباً حضرت خواجۂ بزرگؒ نے اس طرح فرمائی ؛۔

"ما فضلیانیم کہ ما را از راہِ فضل در آوردند
اوّل تا آخر ہمیں فضلِ حق مشاہدہ کردیم"

(ہم فضلی ہیں کہ ہمیں راہِ فضل سے لاتے ہیں۔ اوّل سے آخر تک ہم نے حق تعالیٰ کے اسی فضل کا مشاہدہ کیا ہے)۔ نیز ایک روز حضرت خواجۂ بزرگؒ نے خواجہ علاءالدین

marfat.com
Marfat.com

قُدِّسَ سِرُّہٗ سے فرمایا کہ ولایت سے آگے گزر جاؤ (از ولایت درگزر) اور حضرت کے مقامات میں مرقوم ہے کہ آپ ولایت سے آگے گزر گئے تھے۔

مخفی نہ رہے کہ بزرگوں نے ولایت کی تین ۳ قسمیں بتائی ہیں ؛۔

۱- ولایتِ صغریٰ ۲- ولایتِ کبریٰ ۳- ولایتِ علیا

اِن تین ۳ اقسام کی ولایات کو طے کرنے کے بعد نبوت کے کمالاتِ خاصہ کے اقتباس کا مرتبہ ہے اور حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاریؒ نے خواجہ علاءالدین سے جو ارشاد فرمایا تھا "از ولایت درگزر" (ولایت سے گزر جاؤ) وہ اسی مرتبہ کیطرف اشارہ تھا۔

اس تحقیق سابق سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ جب ابتدا ہی سے حضرت خواجۂ بزرگؒ اِس مرتبۂ اقتباس کمالاتِ خاصۂ نبوت کیطرف گامزن ہیں کہ جہاں ولایت ختم ہو جاتی ہے تو آپ کے اُس عظیم الشان ارشاد کی بھی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے جس میں آپ نے فرمایا ؛۔

"اوّل بہاءالدین آخر ابویزید"

"بہاءالدین کا اوّل بایزید کا آخر ہے"

تو جب بات اِس طرح ہے تو سمجھ لو کہ گذشتہ اشعار میں "سکہ کہ در یثرب وبطحا زدند" سکۂ یثربی کا جو لفظ آیا ہے اُس سے مُراد مرتبۂ نبوت ہے جس کا خصوصی حصہ عَلٰی طَرِیْقِ الْاِخْتِصَاص حضرت خواجۂ بزرگ کو پہونچا۔ یہ کیوں نہیں کہا جا سکتا کہ گذشتہ اشعار میں جہاں کہا گیا ع

جز دلِ بے نقش شہ نقشبند

اِس میں لفظ "بے نقش" میں بھی اشارہ ہے اُس مرتبہ کی طرف جو شائبۂ غیب سے مبرا ہے اور بہ صفت بیرنگی مُستثنیٰ۔ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ (سمجھا جس نے سمجھا)

اور قطب الاولیاء حضرت خواجہ محمد حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ؛۔

"چہار دانگِ ولایت راز و نصیب باشد"

(کہ چار دانگِ عالم کی ولایت میں اُن کا حصہ ہوگا) اُسی طرف اشارہ ہے یعنی

marfat.com
Marfat.com

ولایت کے اِن تین مراتب کا حصول مع اُس مرتبۂ اقتباس کے جو کسی ولی کو حاصل ہے اُس ولایت میں داخل ہوگا اور یہ فرمایا کہ "چار دانگِ عالم کی ولایت میں اُن کا حصّہ ہوگا" یہ نہیں فرمایا کہ اُن کو چار دانگِ عالم کی ولایت سے حصّہ ہوگا (اُورا از چہار دانگِ ولایت نصیب است) اِس میں اشارہ ہے اِس مرتبہ میں حضرت خواجۂ بزرگ کی غالبیت و عظمت کی طرف اُن چار مقامات میں آپکے قدرت و تصرّف کی طرف، ظہورِ جمال کی طرف، اُس مرتبہ کے کمال کی طرف آپ کی بلند قابلیت کیطرف بلکہ میں تو تنزل اختیار کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اس کے معنی بالعکس ہیں چنانچہ حضراتِ علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بارے میں جہاں ارشادِ نبوی ہے:۔

زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ [1]

"قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو" فرمایا کہ اسکے معنی بالعکس ہیں یعنی

زَیِّنُوْا اَصْوَاتَکُمْ بِالْقُرْاٰنِ

(اپنی آوازوں کو قرآن سے زینت دو) یعنی قرآن پاک پڑھوگے تو تمہاری آوازوں میں حسن پیدا ہوگا۔

حضرت مولانا جامیؒ کے مذکورہ دُوبیت کی صداقت کے بارے میں ایک دوسری طرح بھی تشریح کی جاسکتی ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ہر ولی ولایت و استعداد کے اعتبار سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں سے کسی نہ کسی کے زیرِ قدم ہوتا ہے یعنی ولی کا مبدأ التعین وہی اِسم ہوتا ہے جو اُس نبی کا مبدأ التعین ہے لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام کے مبدأ التعین وہ اسماء ہیں اور حضرات اولیاءؒ جو اُن کے زیرِ قدم ہیں اِن کے مبدأ التعین اُن اسماء کے جزئیات ہیں اور وہ حدیث صحیح اِس کی مؤید ہے جو تین سو رجال الغیب کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ ان میں سے بعض قلبِ ابراہیمؑ پر ہیں اور

---

[1] الجامع الصغیر للسیوطی (رقم الحدیث ۴۵۷۷)

marfat.com
Marfat.com

بعض قلب موسیٰ پر ہیں۔

بایں ہمہ جو حصہ ایک ولی کو ازراہِ ولایت اُس استعداد کے باعث ملتا ہے جو اُس ولی کو اُس نبی کے ساتھ ہے وہ اُس حصے کے علاوہ ہے جو کسی ولی کو ازراہِ اتباع و اطاعت نصیب ہوتا ہے کہ یہ نورٌ علیٰ نور ہے اور سورج و چاند کا ملنا ہے تو جب بات اِس طرح ہے تو کیوں نہیں ہوسکتا کہ کاملین اولیا میں سے ہر ایک من حیث الولایت (ولایت کے اعتبار سے) دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ مناسبت رکھتے ہوں تو انہوں نے اپنی استعداد و قابلیت کیمطابق اُسی نبی سے دائرہ اقتباسِ ولایت طے کیا ہو اور ہمارے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ من حیث الولایت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم ہوں اور اپنی قابلیت کے باعث انہوں نے اقتباسِ ولایتِ محمدیہ کو علیٰ وجہ الکمال طے کیا ہو۔ میں نے علیٰ وجہ الکمال اس لیئے کہا کہ ممکن ہے دوسرے اولیاء سالکانِ غیر محمدی المشرب ہوں لیکن اُس کمال کو نہ پہنچے ہوں۔ کَمَا لَا یَخْفٰی

جب یہ بات واضح ہوگئی تو کیوں نہیں ہوسکتا کہ اِس بیت میں اِسی معنی کی طرف اشارہ ہو ؎

ازخطِ آں سکہ نشد بہرہ مند جز دلِ بے نقش شہِ نقشبند

حضرت خواجہؒ اور آپکے خلفاءؒ نے اپنے رسائل میں نقل کیا ہے کہ سلطان العارفین حضرت بایزید قدس سرہٗ نے اپنی خواہش کا اس طرح اظہار کیا:۔

"خواستم کہ بہ بارگاہِ محمدی درایم۔ دست رو بر پیشانی من زدند" الی آخرہٖ

(کہ میری خواہش ہے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اور وہ اپنی

لہ حدیث مذکور کی تحقیق و تشریح کے لئے دیکھو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا رسالہ الخبر الدال... جو الحاوی للفتاوی کی دُوسری جلد میں موجود ہے نیز نوادر الاصول للحکیم الترمذی الاصل الحادی والخمسون۔ علاوہ ازیں اُردو میں اس موضوع پہ مولانا عبد العزیز لاہوری مرحوم کا ایک مستقل رسالہ طبع ہو چکا ہے۔ (اشرف)

marfat.com

Marfat.com

ہتھیلی از راہِ شفقت میری پیشانی پر رکھیں")۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اس کے خلاف فرمایا۔

"چوں من بدل بارگاہ رسیم سرِ نیاز بر آستاں نہادم مرا بہ برکتِ نیاز و انکسار کرم نمودند بار دادند"

(میں جب اُس بارگاہ میں پہنچوں تو سرِ نیاز اُس بارگاہ پر رکھ دوں کہ اِس نیاز و انکسار کی برکت سے مجھ پر کرم ہو اور شرفِ باریابی نصیب ہو") اس میں اِس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس بارگاہ سے مُراد بارگاہِ ولایتِ محمدی ہو علیٰ صاحبِہا الصّلوٰۃ والسّلام۔ نیز اِس میں اُس مرتبۂ مخصوصہ شریفہ کی طرف اشارہ ہو جسکے متعلق حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ابتدا حال میں مجھ سے ارشاد ہوا کہ اس راہ کے بارے میں تمہارا کیا کہنا ہے۔ میں نے عرض کیا۔

"بایں شرط کہ ہر چہ گویم و خواہم ہماں شود"

(کہ اِس شرط پر کہ میں جو کہوں اور چاہوں وہی ہو جائے") اس پر آپ کو خطاب ہوا "ہر چہ ما میگویم و می خواہیم ہماں شود" (ہم جو کہیں گے اور چاہیں گے وہ ہوگا) میں نے کہا "من طاقتِ آں ندارم" (میں اِس کی طاقت نہیں رکھتا)۔ چنانچہ چند روز بعد خطاب ہوا۔[1]

ہر چہ گوئی گو ہمچناں باشد

(جو کچھ تم کہتے ہو کہو وہی ہوگا)

اس میں حضرت خواجہ نقشبندؒ کی مرادیت و محبوبیت کی طرف اشارہ ہے جو ولایتِ محمدی کی خصوصیات میں سے ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم محبوبِ حق اور اُس کے حبیبِ مطلق تھے۔

حضرت مولانا جلال الدین خالدیؒ نے جو فرمایا وہ بھی اس کا مؤید ہے فرمایا "ہمہ منتظر احوال و اقوال و واردات اند۔ و واردات و احوال منتظر خواجہ بہاء الدین است" (سب بزرگانِ دین تو احوال و اقوال و واردات کے منتظر رہتے ہیں اور واردات و

---

[1] انیس الطالبین ص ۱۷۔ حضرات القدس دفتر اوّل ص ۱۷۵)

marfat.com

Marfat.com

اقوال حضرت خواجہ بہاء الدینؒ کے منتظر") اور حضرت خواجہ باقی باللہ ارشاد فرماتے ہیں۔
"ہر کہ در صد فرسنگی قبرِ منور ایشاں آسودہ باشد اُورا خواجہ باذن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ شفاعت
کنند و کمینہ محبِ ایشاں را دریک فرسخ اُو مرتبۂ شفاعت دادند"

(مجھے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ نے جو کچھ عطا فرمایا اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہؒ کی قبرِ منور کے سو فرسخ کے اندر اندر جو ہوگا حضرت خواجہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی اجازت سے اُس کیلئے شفاعت کریں گے اور میں عاجز کہ اُن کا محب ہوں ایک فرسخ کے اندر اندر جو ہوگا باذن اللہ اُس کی شفاعت کروں گا۔ اور ایک فرسنگ تین شرعی میل کے برابر ہے) اور اس میں اِس طرف بھی اشارہ ہے کہ شفاعت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے اور حضرت خواجۂ بزرگوارؒ کے حق میں دیگر تمام اولیاء کے مقابلہ میں یہ تقدیم و تعظیم سیدِ انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی نسبت و زیادتِ قرب کی نشاندہی کرتی ہے۔ نیز حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

"آئینۂ ہمہ از مشائخ را دو جہت است و آئینہ مرا شش جہت"

(جملہ مشائخ طریقت کے آئینہ کی دو جہت ہیں اور میرے آئینہ کی چھ جہت) ہمارے حضرت قدس سرہٗ (حضرت مجدد الف ثانیؒ) فرماتے ہیں کہ اس پوری مدت کے دوران حضرت خواجۂ بزرگوار کے اِس ارشاد کی کسی نے تشریح نہ کی۔ اِس معمہ کی حقیقت اِس فقیر پر اس طرح واضح ہوئی کہ آئینہ سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کی مراد دل ہے جو روح اور نفس کے درمیان برزخ ہے اور دو جہت سے مراد نفس اور روح ہیں پس مشائخ جب مقامِ قلب کے وصول میں ہوں تو یہ دو جہت اُن پر منکشف ہوتی ہیں اور وہ اِس مقام کے بلند درجہ پر جو مناسبِ قلب ہے فائز ہوتے ہیں۔
ہمارے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ ان مشائخ کے برخلاف ایسے مقام پر ممتاز ہیں کہ دوسروں کی انتہا اُن کی ابتداء میں مندرج ہے اور آپ کے قلب مبارک کی چھ جہت ہیں بکلیّتِ افرادِ انسان میں مثلاً جو لطائف ستہ ثابت ہیں نفس و قلب و

marfat.com
Marfat.com

روح و سِر و خفی و اخفیٰ حضرت خواجہ بزرگ کے قلبِ مبارک میں یہ تنہا متحقق ہیں تو حضرت کے قول میں شش جہت سے یہ چھ[1] لطیفے مراد ہیں اور آپ کی اور بطریقِ وراثت آپ کے متبعین کی ان لطائف میں سیر البطن بطون یعنی انتہائی باطن تک پہنچتی ہے۔ اور ان چھ لطائف کے علوم و معارف اُن پر منکشف ہوتے ہیں۔ یہاں ہمارے شیخ (حضرت مجدد) کا ارشاد ختم ہوا۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کا یہ ارشاد اور حضرت مجددؒ کی اس ارشاد کی یہ تشریح اس طرف اشارہ ہے کہ مرتبۂ قلب میں حضرت خواجہ بزرگؒ کی یہ نسبت جامعیت نسبتِ نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات سے ہے جو آپ کو بسببِ مناسبت بطورِ ورثہ ملی ہے۔ بقول اُن بزرگوار کے۔

نوبتِ ثانی بہ بخارا زدند

(دوسری نوبت بخارا میں بجی) اور اس سکۂ یثربی کے خط سے شاہ نقشبندؒ کا دل بے نقش بہرہ ور ہوا۔ اس میں رمزیہ انداز میں انتہائی لطافت کیساتھ حضرت خواجہؒ کی بزرگی کی طرف اشارہ ہے۔

گزشتہ امتوں میں ہر صدی کے سرے پر ایک رسول آیا کرتا اور اولوالعزم پیغمبر کے دین کی تجدید کا کام کرتا تھا۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں اور تجدید دین کا یہ کام علماء ربانی کے سپرد ہے جو آپ کے نائب ہیں چنانچہ اس سلسلے میں حدیث[1] وارد ہے کہ ان علماء انبیاء میں سے ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد ہوگا جو ان علماء اُمت میں ایک عالم نائبِ رسول اولوالعزم ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید کائنات ہیں اور حضرت وہب بن منبہؒ اور دیگر متعدد علماء کی روایت کی رُو سے روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً چھ سو سال بعد دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ آپ کے نائب اولوالعزم آپ کے بعد تشریف لائے۔ جو مدت پہلی ہے وہی تقریباً دوسری حضرت

---

[1] ابوداؤد، کتاب الملاحم

marfat.com

Marfat.com

خواجہ نقشبند بخاریؒ نے ۷۹۱ھ میں وصال فرمایا جبکہ آپ کی عمر شریف بہتر۷۲ سال تھی۔ آپ کا انتقال بھی شب دوشنبہ ماہ ربیع الاول ہی میں ہوا۔

یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا جامیؒ نے کس مرتبہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ جب حضرتِ خواجہ کی ولادت و وفات کو اپنی زبانِ قلم سے اِس رباعی میں جمع کر دیا جس سے سیدِ انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے امتثال کے باعث حضرت خواجہؒ کا بلند مرتبہ معلوم ہوتا ہے اور آپ کے فیضِ مُلہَم سے وہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ وہ رباعی یہ ہے ؎

اُو ہمگی جذب شہ مطلبی،
جملہ ادب وخلق زخلقش طلبی
چوں سال ولادتش زآداب و زجذب
تاریخ وصالش طلب از خلق نبی!

"حضرت خواجہؒ کُلیتہً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جذب تھے۔ آپ کے جملہ ادب و اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی اخلاق کا پرتو تھے۔ اگر تمہیں آپ کا سالِ ولادت معلوم کرنا ہو تو وہ بھی آپ کے آداب وجذب سے معلوم کرو اور اگر تاریخ وصال کا پتہ کرنا ہو تو وہ بھی خُلقِ نبی سے پتہ کرو۔"

جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا حضرت خواجہؒ کو تصرفاتِ کونیہ و تصرفاتِ باطنیہ دونوں کی جامعیت سے فیض نصیب ہوا۔ اولیاء اللہ کو مختلف طرح فیض نصیب ہوتا ہے۔ بعض کو عزیمت پر کثیر عمل نصیب ہوتا ہے لیکن اتنا زیادہ بلند مرتبہ نہیں ملتا۔ بعض کو دونوں چیزیں ملتی ہیں عزیمت پر عمل کثیر بھی اور علو مرتبت بھی لیکن تصرفات و خوارقِ عادات و کرامات کم ملتی ہیں۔ بعض کو معاملات کا تصرف ملتا ہے لیکن معاملاتِ باطنیہ کے وہ تصرفات کہ طالبانِ سلوک کو کمال تک پہنچا دیں انہیں کم ملتے ہیں اور بعض کو اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اگر ایک منصف اِن چیزوں پر نظر رکھے تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ حضرت خواجہ بزرگؒ بروجہِ اتم ان تمام کے جامع تھے کمالاً

marfat.com

Marfat.com

یعنی (جو پوشیدہ نہیں ہے) آپکے مرتبہ کے بارے میں یہ چیز عجیب تھی اور اس معاملہ میں آپ کا رتبہ بہت بلند تھا۔

حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ کو کبار مشائخ متقدمین میں سے کسی کی عظمت کے احوال سنا رہے تھے کہ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کو بھی یہ بلند مرتبہ حاصل ہوتا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اسی لحظہ حضرت خواجۂ بزرگؒ نے اپنا پاؤں حضرت خواجہ علاءالدینؒ کے پیر کی پشت پر رکھ دیا۔ اسی وقت حضرت خواجہ علاءالدینؒ کو وہ تمام برکات حاصل ہوگئیں جو اُن بزرگ کو اتنے زیادہ سالوں کی ریاضتوں کے بعد حاصل ہوئی تھیں۔

نیز حضرت خواجہ علاءالدینؒ فرماتے ہیں کہ معاملاتِ عظیمہ کے حصولِ محبت کی زیادتی اور حضرت خواجۂ بزرگؒ سے اپنے رابطہ کے بعد ایک دن حضرت خواجہؒ نے مجھ سے فرمایا:۔

"تو مارا دوست میداری۔ یا ماترا معروض داشتیم کہ من ایشاں را دوست میدارم"

(تو مجھے دوست رکھتا ہے یا میں تجھ سے کہوں کہ میں اُنہیں دوست رکھتا ہوں)

اور پھر حضرت خواجہؒ نے اُسی لمحہ تصرّف فرمایا کہ میں نے اپنے دل وجان کو حضرت خواجہؒ کی محبت سے خالی پایا یعنی حضرت خواجہؒ کی وہ محبت میرے دل سے اچانک غائب ہوگئی۔ ناچار میں حضرتِ خواجہؒ کے پیروں پر گر گیا اور معذرت کی یہاں تک کہ آپ نے پھر وہ محبت دوبارہ عنایت فرمادی کہ ہمیشہ آپ کی محبت یعنی صمیمی قدیمی وجدیدی میں شرشار رہا۔

اگرچہ حضرت خواجہ علاءالدینؒ آپکے تربیت یافتہ تھے اور اُن کے چاند نے آپ کے آفتاب سے کسبِ نور کیا تھا۔ آپکا بھی عظیم درجہ تھا۔ فرماتے ہیں۔

"بہ عنایتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ونظرِ عنایتِ خواجۂ بزرگ قدس سرہٗ اگر اختیار کنم ہمہ عالم مقصودِ حقیقی واصل شوند"۔

(حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت ومہربانی سے اور حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہٗ کی نظرِ کرم

marfat.com
Marfat.com

سے اگر چاہوں تو سارا عالم مقصودِ حقیقی پالے اور واصل ہو جاتے") اور آپ نے ایک بیت بھی ارشاد فرمایا ؎

گر نشکستے دلِ دربان راز
قفلِ جہاں را ہمہ بکشودمے

("اگر دلِ دربان راز فاش نہ کر دیتا تو میں تمام دنیا کے قفل کھول ڈالتا")۔ خواجۂ بزرگؒ کے تصرّف کو اِس پر قیاس کرنا چاہیئے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اُس عنایت کی توجہ خاص کی بنا پر فرمایا کہ "ہر چہ گوید ہمہ شود" (آپ جو کہتے وہ ہوتا) کہ جب آپ کی توجۂ شریف سے دوسرے کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا تو پھر خود آپ کا کیا مرتبہ ہوگا۔

حضرت خواجۂ بزرگ کے مقامات میں مذکور ہے کہ آپ اپنے حاضر و غائب موجود و غیر موجود مریدوں کی جزئیات و کلیات کو اُن سے بہتر جانتے تھے۔ چنانچہ ایک بار دور و دراز کے سفر کے بعد آپکے ایک مخلص جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

"احوالیکہ دریں مدت بر تو گذشتہ است تو میگوئی یا میگویم

("جو حالات اِس مدت میں تم پر گذرے میں بتاؤں یا تم بتاؤ گے") اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ خود بیان فرمانا شروع کر دیتے اور ارشاد فرماتے ۔

"روئے زمین در نظر ما چوں روئے ناخن است"

("روئے زمین ہماری نظر میں روئے ناخن کی طرح ہے")

پس باوجود باطنی احوال، ظاہری متابعت، علوِ مرتبت، تصرّفاتِ کونیہ، تصرّفاتِ ارشادؔ و کشوفاتِ عالیہ کے ظہور اور انکسار و دیدِ قصورِ احوال آپ پر کچھ اِس درجہ غالب تھے کہ بیان سے باہر ہے۔

سیدِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ایسے مرتبہ پر فائز تھے کہ تمام عالم اور جمیع مخلوقات کو وجود آپ کے وجود کے طفیل ملا کہ آپ باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں

marfat.com

Marfat.com

اور محبوبیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز۔ حضرت خواجہ بزرگؒ آپ سے غایت قوت مناسبت اور مرتبۂ محبوبیت کی بنا پر فرماتے ہیں :۔

یَا لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا [1]

(اے کاش محمد کا رب محمد کو نہ پیدا کرتا) اور غایت خضوع و انکساری کی بنا پر اس حدیث کو بھی آپ اپنی زبانِ مبارک سے ادا فرماتے :۔

اِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً [2]

(میرے دل پر کبھی بادل چھا جاتے ہیں اور میں ہر روز ستر بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں) اور ابتدا میں تو حضرت خواجہؒ کے مزاج میں اتنا خشوع اور اتنی خاکساری تھی کہ قوتِ بشری سے بھی بعید ہے۔ یہاں تک کہ زخمی خارش زدہ کتے کو بھی اگر آپ دیکھ لیتے تو جبکہ دوسرے لوگ تو اس کے پاس جانا بھی پسند نہ کرتے آپ اپنے دستِ مبارک سے اسے دھوتے اور اس پر مرہم رکھتے۔ نیز خود کا انتہائی کم درجہ کی مخلوقات اور معمولی جانوروں سے موازنہ کیا کرتے اور خود کو سب سے کمتر جانا کرتے تھے۔ آخری عمر میں انتہائی انکساری کی بنا پر آپ فرمایا کرتے :۔

"بایں ہمہ خرابی و افلاسی و بیحاصلی و عاجزی کہ من دارم لیاقت ندارم کہ کسے سلام مرا جواب گوید و حق تعالیٰ مرا درمیانِ خلق رسوا کردہ است و مردم را بمن مشغول گردانیدہ"

(میری اس تمام خرابی، افلاس، تہی دامنی اور عاجزی و مسکینی کے باعث مجھ میں اتنی بھی لیاقت نہیں کہ کوئی میرے سلام کا جواب دے۔ حق تعالیٰ نے مجھے مخلوق

---

[1] خواجہ نقشبند بخاری رحمہ اللہ کا نام نامی محمد تھا۔ اس عبارت میں خواجہ صاحب نے اپنی ذات ہی مراد لی ہے، معاذ اللہ یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہیں کہہ رہے۔ (اشرف)

[2] مسلم، کتاب الذکر، باب ۱۲ (۲۷۰۲) ابو داؤد، کتاب الصلاۃ باب فی الاستغفار (۱۵۱۵) حدیث مذکور میں آخری لفظ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ہے مشکاۃ میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ (اشرف)

marfat.com
Marfat.com

میں رسوا کیا ہے کہ لوگوں کو میرے ساتھ مشغول کر دیا ہے کہ مخلوق کا میری طرف یہ رجوع ہے"۔

اسی فروتنی و انکساری کے باعث جب ایک شخص نے آپ سے کرامات کا مطالبہ کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا:۔

"کدام کرامات ما برابر آنست کہ بایں ہمہ
بارِ گناہ بہ زمین می رویم فرو نمی شویم"

(ہماری کونسی کرامت اِس کے برابر ہے کہ گناہوں کے اِس تمام بوجھ کے باوجود ہم زمین پر چل رہے ہیں اور دھنس نہیں جاتے")۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔

"نفیِ وجود نزدِ ما اقربِ طرق است و ایں جز بترکِ کاروبار و دیدِ قصورِ اعمال میسر نشود"[1]

(ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب سے زیادہ قریب کا راستہ ہے اور یہ ترکِ کاروبار اور انکسار کے بغیر میسر نہیں")۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔

"در عبادت طلبِ وجود ست و در عبودیت تلفِ وجود تا ہستی ما با ماست ہیچ عمل نتیجہ نہ دہد"

(عبادت میں وجود کی طلب ہے اور عبودیت میں وجود کا مٹنا اور ختم ہو جانا جب تک ہماری ہستی ہمارے ساتھ ہے (یعنی اُس کا احساس ہم میں موجود ہے) اُس وقت تک کوئی عمل فائدہ مند نہیں۔ اُس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔) از راہِ بردباری و تحمل اور استقامتِ احوال کیلئے آپ نے فرمایا۔

"درویش در مقامِ بارکشی باید کہ چوں دہل باشد کہ ہر چند طبانچہ خورد صدائے مخالف از ظاہر نشود"

(درویش کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو مقامِ بارکشی میں جانے۔ بوجھ کھینچنے والے چھکڑے کیطرح کہ جب ڈھول بجے یہ کتنے ہی طمانچے کھائے مگر کوئی مخالفانہ آواز اُس سے ظاہر نہ ہو)

آں سرورِ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ اتباع کے باعث باوصف اسکے کہ آخرِ زمانہ نے

[1] اپنے اعمال میں دیدِ قصور کا مطلب یہ ہے کہ بندے کو نظر آئے کہ میرا کوئی عمل بحکمِ خداوندی اور شانِ الٰہی کے مطابق نہیں۔ یعنی اپنے ہر نیک عمل میں اسے قصور اور عیب نظر آئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

marfat.com

Marfat.com

کے تعلقات بھی آپ کے ساتھ تھے ۔ آپ کا ظاہری فقر بھی آپ کے باطنی فقر کی طرح کامل تھا ۔ وہ جو کہا گیا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جب فقر مکمل ہو جائے تو وہ اللہ ہے یعنی ظاہر و باطن کا فقر سب اللہ کی رضا کیلئے) آپ پر پوری طرح صادق آتا تھا ۔ چنانچہ سالہا سال آپنے بوسیدہ عمامہ اور پرانی پوستین میں گزارے ہیں ۔ اور کئی شب و روز ایک پرانا کپڑا آپ کا لباس رہا ۔ سخت سردی کے موسم میں بھی گھاس آپکے تکیہ کی جگہ ہوتی اور پرانا بوریا اور پانی کا لوٹا ۔

اِس تمام فقر کے باوجود خلقِ نبوی کا شیوہ اپناتے ہوئے مہمانوں اور درویشوں پر خرچ کرنے میں بڑی سعی فرماتے تھے اور خود بنفسِ نفیس مہمان اور اُس کی سواری کی خدمت کرتے ۔ اپنی روزی کے حصول کیلئے قلیل زراعت کرتے اور خود زمین کاشت کرتے ۔ مزاج کی اِس تمام لطافت کے باوجود سورج چمک رہا ہوتا اور آپ زراعت میں سعیِ بلیغ فرما رہے ہوتے اور اپنے ظاہری و باطنی احوال کے چھپانے میں پوری کوشش فرمایا کرتے تھے ۔ چنانچہ ایک عالم کئی سال آپ کے ساتھ ایک گھر میں رہے لیکن آپ کے احوال اور کمال پر مطلع نہ ہو پائے ۔

اِس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ایک خاص بزرگ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت خواجۂ بزرگوارؒ سے پہلے گذشتہ ادوار میں بڑے بڑے بزرگ ہوتے مگر یہ شہرت جو حضرت خواجہؒ کو دو تین سال میں ملی کہ ماوراء النہر کے تمام تشنہ لب آپ کی رحمتِ خاص کی نہر سے سیراب ، ترکستانیوں کے دل آپ کے جذبۂ اخلاص سے ترکتاز ، کاشغر و خطا والوں کی مشامِ جان آپ کی نافۂ نسبتِ روح سے معطر ، ختن والے آپ کے آفتابِ ہدایت سے منور ، ساکنانِ عراق کی عروقِ جان (رگیں) آپکے اخلاص کی حبلِ متین (مضبوط رسی) سے مضبوط و متیقن ، شام والوں کے دل آپکی چودھویں رات کی روشنی سے روشن ، مصر آپکی برکات کی مٹھاس سے شیریں کام ، اہلِ روم اُرِیع بحکم آیت کریمہ اِذَا غُلِبَتِ الرُّوْمُ آپکے مغلوبِ محبت ، سیستان زابلستان میں آپکی شہرت و ناموری ایسی گویا نصف النہار کا سورج ، کابل و کشمیر آپکے رخسارِ مبارک سے

marfat.com
Marfat.com

رشک کے باعث ارغوانی و زعفران زار، اہلِ مملکتِ ہندوستان، مانند طوطی شیریں مقال آپ جیسے تاجُ الرِّجَال کی مدحت میں نغمہ سنج قَدَّسَ اللہُ سِرَّہُ الْاَقْدَسْ تو اس سوال کے جواب میں مخلص بزرگ نے فرمایا کہ حضرت خواجۂ بزرگؒ صاحبِ برکات نے اپنی تمام زندگی اپنے احوالِ فضل و کرامات کو مخلوقِ خدا سے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے میں پوری پوری کوشش فرمائی تو حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُس کی مکافات میں آپ کو چاند سورج کی طرح ظاہر فرمایا اور دنیا والوں کے کانوں میں آپ کی شہرت ڈال دی۔

ایک دوسرے شخص نے اِس فقیرِ راقم (خواجہ ہاشم کشمیؒ) سے پوچھا کہ اللہ پاک کی صفتِ کاملہ میں سے ایک صفتِ کلام بھی ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیشہ متکلم ہے اور خرس و سکوت اُس کی صفت نہیں پس جو بزرگ اخلاقِ الٰہیہ سے متخلق ہوں انہیں چاہیئے کہ سکوت کے مقابلہ میں کلام کرنے کو پسند کریں حالانکہ حضرت خواجۂ بزرگ کا طریقہ سکوت و خاموشی ہے۔ اِس عاجز نے حضرت خواجہؒ کی توجہ و امداد سے جواب دیا کہ وہ کلام الٰہی جسے تم نے کلام سمجھا ہے وہ حرف و آواز والا کلام نہیں بلکہ اُس سے وراء الوراء ہے اور کلامِ بشر سے مختلف۔ حضرت خواجہؒ اور آپ کے متبعین نے اسی لیئے ایسے کلام کو چھوڑا ہے جو کلامِ بشر کی طرح حرف و آواز والا ہو اور ایسے کلام کو اختیار کیا ہے جو کلامِ بیچونِ الٰہی کیطرح ہے۔ اِس طرح آپ ایسے کلام کے تخلق کے باعث متخلق باخلاقِ الٰہیہ ہیں۔ تو حضرت خواجہؒ تو درحقیقت اصل کیطرف گئے ہیں مختصر یہ کہ حضرت خواجہؒ کی فضیلت و بزرگی تحریر و بیان سے باہر ہے۔ قیامت تک آپ کی ولایت کی نشانیاں، آپ کے تصرفات و معونت و امداد اُن پر بھی جو دُور ہیں اور اُن پر بھی جو قریب ہیں ظاہر و آشکارا ہے۔ آپ کی روحانیت کے تصرفات آپ کے بعد بھی ظاہر ہوتے ہیں جو مختلف رسائل میں بیان ہوئے ہیں بعض بزرگوں نے وہ خود دیکھے اور بعض نے دوسرے صادق القول حضرات سے سنے۔ اگر ہم اُنہیں بیان کرنا شروع کریں تو دفتر کے دفتر مرتب ہو جائیں۔

میں صرف ایک قصہ اور ایک کرامت کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ اِس فقیر کے

marfat.com

Marfat.com

ایک مخلص بخاری بزرگ نے بیان فرمایا کہ وہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً واللہ ان دونوں کے شرف وعزت کو زیادہ کرے) سے واپس ہو رہے تھے کہ ضرورتِ وقت کے پیشِ نظر انہوں نے ساتھیوں سے ایک خاص کشتی میں بیٹھنے کیلئے کہا۔ ساتھیوں نے جو تعداد میں تقریباً پچاس تھے شروع میں انکار کیا لیکن جب اِن کا اصرار بڑھا تو وہ سب ناچار اس کشتی میں بیٹھ گئے۔ حالتِ سفر ہی میں تھے، دریائے شور میں پہنچا تھا کہ اچانک زبردست ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں بادل کی گرج اور پھر طوفانِ باد وباراں اور بجلی کی زبردست کڑک، شدید تاریکی، کشتی والوں کی جان پر بن گئی اور اُنہوں نے مجھے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ مجبوراً میرے کہنے سے وُہ کشتی میں بیٹھے تھے۔ میں بھی زندگی سے مایوس کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ حضرت خواجہ بزرگ تو ہندو اور فرنگیوں کی پکار پر بھی ان کی مدد فرماتے ہیں مگر کیا ہم ان سے بھی کمتر ہیں اور اس غوث الاولیاء کے ساتھ ہمارا اخلاص ان غیر مسلموں سے بھی کم ہے کہ وہ ہماری دستگیری نہ فرمائیں گے' اور اسی طرح غرق ہونے دیں گے میں نے یہ کہا اور اسی جوش میں میں نے آپ کے مزار فائض الانوار کا تصور کیا — اور میں اسی تصور میں گم ہو گیا۔

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ نورانی شکل پانی کی سطح پر نمودار ایک کشتی میں بیٹھے عجلت کے ساتھ ہماری طرف تشریف لا رہے ہیں مجھے غیب سے القاء ہوا کہ یہ خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ ہیں اور ہماری مدد کو تشریف لاتے ہیں۔ جب آپ نزدیک ہوتے تو میری جانب تبسم فرمایا۔ میں نے شکوہ کیا کہ آپ تو دشمنوں کی بھی مشکل آسان فرماتے ہیں۔ میری اس مشکل میں مدد فرمائیں۔ حضرت نے پھر تبسم فرمایا اور شفقت فرمائی کہ خاطر جمع رکھو۔ ہم اسی مقصد سے آئے ہیں۔ مجھ پر عجیب جوش اور سکر کی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو دیکھتا ہوں کہ نہ وہ بارش، نہ وہ کڑک، نہ بجلی، نہ وہ طوفان، نہ وہ تاریکی۔ میں چلایا۔ ساتھیو خوشخبری ہو کہ حضرت خواجہؒ مدد کو آپہنچے ہیں اور ہم سب غرق وہلاکت سے بچ گئے ہیں۔ خوش ہو جاؤ، شکر بجا لاؤ اور جان ودل حضرت کی نذر کرو وہ سب بے اختیار رو پڑے۔ شکر بجا لائے اور فقیروں کو کھانا کھلانے کی جو منتیں مانی تھیں

marfat.com
Marfat.com

ساحل پر آکر وہ پوری کیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ نَعْمَائِہٖ بِتَوَسُّطِ اَوْلِیَائِہٖ — خدا کی نعمتوں کا شکر اسکے اولیاء کے توسط سے

ایک اور بزرگ جو آپ کے ساتھ رابطہ طریق رکھتے تھے اپنا ایک کشف اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ ایک شب نمازِ تہجد کے بعد میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ اوّلین و آخرین ایک میدان میں جمع ہیں۔ دھوپ کی تیزی کا یہ عالم کہ بیان سے باہر اور دُور ایک بارگاہ ہے عظیم اور عجیب۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ بارگاہِ شفاعتِ محمدی ہے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ اِسی دوران ایک عجیب سا زلزلہ اور زبردست شور اُٹھا کہ لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ یہ کیا چیز ہے۔ لوگ کہنے لگے یہ دوزخ ہے۔ اِسے زنجیروں میں جکڑ کر لایا گیا ہے اور میدانِ حشر کے کناروں سے اِسے گزار رہے ہیں۔ اسی دوران مَیں نے دیکھا حکم ہوا تمام کافروں کو دوزخ میں ڈال دو اور حساب کتاب کیلئے ایک گروہ پر نظر رکھو چنانچہ انتہائی ذلت کے ساتھ کفار کو جہنم کیطرف گھسیٹا گیا۔ اسی دوران ایک شخص کو گھسیٹ کر لیجا رہے تھے اور وہ گڑگڑا رہا تھا۔ ہر ایک نے اپنے نیک اعمال کا جائزہ لیا مگر ان سے کچھ فائدہ نہ ہو سکا کہ ناگاہ اُس نے کہا۔ میں نے ایک بار پانچ فلس (پیسے) نذر خواجہ بہاالدین نقشبند کیے تھے کہ وہ خدا کے کامل دوستوں میں سے ہیں۔ چنانچہ فرمان صادر ہوا کہ اس پر نگاہ رکھو پھر مجھے معلوم نہیں اُس کے ساتھ کیا معاملہ گزرا۔ ہاں میں نے لوگوں کو یہ کہتے سُنا کہ اے کاش ہم دنیا میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کے سلسلے سے منسلک ہوتے۔

شاعر نے خوب کہا ؎

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است — بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

میرے لیئے یہی کافی ہے کہ میں خود کو ان کے زیرِ فرمان کر دوں، اگر دس میں سے کوئی ایک ہے تو میں اسی کا نعرہ ماروں۔ اور فرمایا ؎

درنیابد حالِ پختہ ہیچ خام — پس سخن کوتاہ باید والسلام

"کاملین کے مرتبہ کو ناتجربہ کار و ناپختہ کیا سمجھے۔ پس گفتگو مختصر کر کے والسلام کہنا ہی بہتر ہے"۔

اس مختصر بیان کے بعد میری خواہش تھی کہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی کچھ خصوصیات

marfat.com

Marfat.com

عرض کرتا جو آج اربابِ ارشاد و عرفان کے طرق کا نمک خوان ہے لیکن رئیسِ طریقت حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ کی رفعت و لطافت کے شرحِ احوال و حُسنِ اطوار کے بیان کے بعد جب میں نے بزرگوں کے رسائل کا اِس سلسلہ میں مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ انہوں نے بروجہ اکمل و اتم اسکی تشریح کر دی ہے۔ خصوصاً اُس سلسلۂ عالیہ کے متاخرین بزرگوں کی کتابوں میں حضرت پیر بزرگوار (مجدد الف ثانیؒ) کے مکتوبات جو روحانی فتوحات میں معادن ہیں، میں نے اِس میں اِس سلسلہ کی خصوصیات کے بیان کو انتہائی خوبصورت پایا، خصوصاً مکتوب[1] نمبر ۲۲۱ دفتر اول اور مکتوب نمبر ۲۹۰ دفتر اول جو متبرک اور منوّر ہے۔ نیز اِس کے بعد حضرت مجددؒ کے بعض رسائل میں دیکھا کہ مکاشفات میں آپ پر ظاہر ہوا کہ حضرت مہدی موعود آخر الزمان علیہ الرحمۃ والرضوان اِس سلسلۂ عالیہ کی تکمیل کرنے والے ہوں گے۔ چنانچہ اِس پر میں نے اکتفا کیا کہ اِس کلام بشارت انتظام میں اِس سلسلۂ عالیہ کی تعریف کا ایک دفتر چھپا ہوا ہے۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰى طَرِيْقِهِمْ	اے اللہ ہمیں ان کے طریقہ پر
وَارْزُقْنَا مِنْ بَرَكَتِهِمْ وَ	ثابت قدم رکھ۔ انکی برکت سے حصہ
احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهِمْ	عطا فرما اور ان کیساتھ ہمارا حشر فرما۔

جب حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والدین قدس سرہٗ سے لیکر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک اِس سلسلہ کے بعض مشائخ کا پہلے ذکر ہوا در آنحالیکہ یہاں ضروری الاظہار تھا تو اب لازم ہے کہ ایک مختصر قطعہ کے ذریعہ حضرت پیر بزرگوار (مجدد الف ثانیؒ) سے تا حضرت خواجۂ عالیمقدار (خواجہ باقی باللہؒ) اور حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم تک بہ ترتیب ان مشائخ کبارؒ کے نام بیان کروں تاکہ معلوم ہو اور کسی قدر کافی ہو۔ نظم

نامِ پاک نقشبندی بے زوال شیخ احمد مجمع البحرین عالم حال و قال

---

[1] اصل فارسی نسخہ میں یہاں مکتوب یکصد و بست و یکم لکھا ہے جو کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح لفظ ہے دو صد و بست و یکم۔ (سید محبوب حسن واسطی)

marfat.com

Marfat.com

شیخ ایشاں خواجہ باقی بحق　　　پیر ایشاں خواجگی کنبد بدر الکمال

(میرے پیر شیخ احمد (مجدد الف ثانیؒ) ہیں جو عالم حال وقال اور دو سمندروں کو ملانے والے ہیں اور اُن کے شیخ حضرت خواجہ محمد باقیؒ ہیں جو فانی اور حق کیساتھ باقی ہیں اور اُن کے شیخ خواجہ امکنگیؒ ہیں جو بدر الکمال ہیں۔ عظمت و کمال میں اُن کا نام ایسا روشن جیسے چودھویں رات کا چاند)

مُرشد اُو والد اُو خواجہ درویش ولی　　　قدوہ مولنا محمد زاہد اُو را پیر و حال

پیر اُو خواجہ عبید اللہ سرِ احرار دیں　　　شیخ ایشاں شیخ یعقوب آں مہ چرخ کمال

(اُن کے مُرشد و والد حضرت خواجہ درویش محمدؒ ہیں جو خدا کے دوست ہیں اور اُن کے رہبر و رہنما حضرت مولنا محمد زاہد ہیں جو آپ کے پیر بھی ہیں اور ماموں بھی۔ اُنکے پیر و مُرشد حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ ہیں جو دین کی اہم ہستیوں کے سردار ہیں اور ان کے مُرشد حضرت شیخ یعقوب چرخیؒ ہیں جو آسمانِ کمال کے مہتاباں ہیں۔

پیرِ اُو سُلطان بہاالحق والدین نقشبندؒ　　　خواجہ نوسیدایں مے از خمخانۂ میر کلالؒ

پیرِ اُو خواجہ علی رامیتنیؒ دریائے حالؒ　　　عاقبت محمود شد از خواجہ محمود ایں عزیز

آنکہ از وی گشتہ فغنو چشمۂ آبِ زلال

(اُن کے پیر و مُرشد حضرت سُلطان بہاالحق والدین نقشبندؒ ہیں اور حضرت خواجہ نے یہ شرابِ عشق حضرت سید شمس الدین امیر کلالؒ کے خم خانہ میں نوش فرمائی (فارسی نسخہ کے حاشیہ پر ہے "پیر سید خواجہ بابا محمد نام بود" کہ حضرت امیر کلالؒ کے پیر مُرشد حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ تھے) اور اُن کے پیر حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ تھے جو جذب وحال کا سمندر تھے۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ سے بیعت ہو کر خواجہ رامیتنیؒ کی عاقبت محمود اور بخیر ہوئی اس لیئے کہ اسی سے بخارا کے قریب شہر فغنہ کے صاف و شیریں پانی کے چشمہ کی بنیاد پڑی یعنی حضرت کی خانقاہ اور آپ کا حلقۂ ذکر)

مُرشدِ اُو خواجہ عارفؒ لعل کانِ ریوگر　　　خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ آں تاج الرجال

بود شاہِ غجدواں از شاہِ دنیا خوبتر　　　قطبِ عالم خواجہ یوسفِ مصرِ کمال

marfat.com
Marfat.com

(اُن کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری تھے جو قصبہ ریوگر کی کان سے نکلے ہوتے یاقوت کی طرح تھے۔ انہیں یہ بادشاہت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے ملی تھی جو اہل اللہ کے سر کا تاج تھے اور دُنیا کے بادشاہوں سے کہیں خوب تر۔ اُن کے مُرشد حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ تھے۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام انتہائی حسین و مصر افریقہ کے حاکم تھے۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ محمد المشرب حسین و مصر کمال کے یوسف۔

مُرشدِ اُو شیخ سرمد بو علی فارمدیؒ — رہبرِ اُو خرقانی بوالحسن بحر النوال
پیرِ اُو سلطانِ معنی بایزید و شیخ اُو — جعفرِ صادق کہ مدحش زبانہا کشتہ لال

(اُن کے مُرشد شب و روز عبادت کرنے والے حضرت شیخ ابو علی فارمدیؒ تھے اور اُن کے رہبر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ بخشش و عطا کے سمندر۔ اُن کے پیر سلطانِ معنی حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ اور اُن کے شیخ حضرت امام جعفر صادقؓ جن کی تعریف میں زبانیں کشتہ لال ہیں)۔

یافت جعفر نسبتِ حیدر ز والدِ اُو ز اب — والدِ اُو زاب یعنی کہ شیرِ ذوالجلال
لیکن اندر نسبتِ صدیق ہم اُو صادق است — قاسم بن محمد ابوبکر اُو فیض نوال

(حضرت امام جعفر صادقؒ نے نسبتِ حیدر اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدینؒ سے حاصل کی جو اپنے والد کے ہم صفت تھے یعنی بہادر جیسے شیر ذوالجلال (حیدر بمعنی شیر)۔ لیکن جیسا اُن کا نام جعفر صادقؒ وہ نسبت صدیق میں بھی صادق تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر کے فیض یافتہ تھے)

پیرِ قاسم فارسِ میدانِ دین سلمان فارسیؓ — باوجود صحبت از صدیق ہم دارد کمال
مُرشدِ صدیق وحید کیست خیر الانبیاءؐ — مصطفیٰ صد رحمتِ حق بر وی و بادِ آل

(اور حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کے پیر حضرت سلمان فارسیؓ جو دین کے میدان کے سپاہی اور گھوڑ سوار (فارس بمعنی گھوڑے کا سوار) جنہیں اِس کے باوجود کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا بھی شرف حاصل تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی اُنہوں نے

marfat.com
Marfat.com

کسبِ کمال کیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت علی حیدر کرارؓ کے پیر و مرشد خیر الانبیاءؐ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اللہ پاک کی بہت سی رحمتیں اُن پر اور اُن کی آل پر ہوں۔) بھلا کہاں مسکین ہاشم (خواجہ ہاشم کشمی مؤلف کتاب) اور کہاں یہ علم و عرفان کے بادشاہ۔ بے زوال آفتاب کا نور، تاہم عرض ہے کہ حضرت خواجہ بہاالدین نقشبند بخاریؒ کے متعدد خلفا ہوئے چنانچہ صاحبِ رشحات نے اُن میں سے بعض بزرگوں کے مختصر حالات بیان کیئے ہیں لیکن یہ سلسلۂ عالیہ جن بزرگوں سے پھیلا وہ تین ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ ۲۔ حضرت خواجہ محمد پارساؒ ۳۔ حضرت مولنا یعقوب چرخیؒ۔

قطب الاخیار حضرت خواجہ علاءالدین عطار قُدِّسَ سِرَّہٗ حضرت خواجۂ بزرگؒ کے بعد آپ کے خلیفۂ ارشاد ہوئے۔ آپ سے کثیر برکات کا ظہور ہوا جو آپ کے خلفاءؒ اور خلفاءؒ کے خلفاءؒ میں قائم رہا۔ اِن میں سے اکثر بزرگوں کے حالات رشحات میں بیان کیئے گئے ہیں۔ کتاب رشحات کی تالیف کے بعد بھی کچھ شاخیں حضرت مولنا سعدالدین کاشغریؒ سے چلیں جن کا ذکر انشاءاللہ اس کتاب میں آئے گا۔

حضرت خواجۂ بزرگؒ کی دوسری شاخ قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد پارسا قُدِّسَ سِرَّہٗ سے ایک درجہ میں پھیلی اِس لیئے کہ اُن کے فرزند حضرت خواجہ ابونصر پارساؒ اور دو دیگر اصحاب کے علاوہ جن کا ذکر رشحات میں ہے یہ آگے نہ بڑھی اور بعض اکابرؒ نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ حضرت خواجہ پارساؒ قطبِ افراد تھے اور استہلاکِ شہادتِ ذاتیہ کی بنا پر اُن کی توجہ دعوت و ارشاد کی طرف نہ تھی جیسا کہ قطب افراد کے متعلق حضراتِ صوفیہؒ کی کتابوں میں ہے۔ اگر حضرت خواجہ محمد پارساؒ ان کمالات اور اسی جامعیت کے ساتھ دعوت و ارشاد کی طرف بھی توجہ فرماتے تو ایک عالم اُن سے بہرہ مند ہوتا جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگؒ نے اُن کی منقبت میں فرمایا۔

"وے را بہر دو صفت جذبہ و سلوک تربیت کردہ ام اگر مشغول شود جہانے از دو منور گردد"

(میں نے جذبہ و سلوک دونوں چیزوں سے اُن کی تربیت کی ہے۔ اگر وہ توجہ کریں تو ایک

marfat.com

Marfat.com

جہان اُن سے منور ہو جائے")

سلطان الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدینؒ کی تیسری شاخ حضرت مولانا معظم شیخ یعقوب چرخی قدس سرہٗ سے چلی۔ ان سے یہ بزرگوں کے راہنما اور دین کے حامی و نامور حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کو ملی اور اسی طرح حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ سے یہ حضرت خواجہ یوسف بابا قولیؒ کو ملی جو بالیقول میں آرام فرما ہیں اور اُن سے شیخ بابا سماسیؒ کو پہنچی جو ختلان میں آرام فرما ہیں اور اُن سے شیخ اسماعیل ختلانیؒ کو ملی (اللہ سب پر اپنی رحمت فرمائے)

اور اسی طرح حضرت خواجہ احرارؒ نے حضرت خواجۂ بزرگؒ کے دوسرے اصحاب مثلاً حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ سے بھی حصّہ حاصل کیا۔ حضرت خواجہ احرارؒ سے اِس سلسلۂ عالیہ کو عجیب ہی رونق ملی۔ حضرت خواجہ احرارؒ جو قدوۂ صفاکیشاں اور اولیاء کے سردار تھے۔ اُن کے اور اُن کے دو ہونہار صاحبزادگان اور اُن کے بیس خلفاء کے حالات "رشحات" میں مذکور ہیں۔ حضرت خواجہ احرارؒ کے بعض دیگر مخلص اصحاب بھی تھے جنہیں صاحبِ رشحات کے دَور میں پوری شہرت حاصل نہ ہوئی تھی اور اسی سبب سے یا کسی دوسری وجہ سے جہاں اُن میں سے بعض کے حالات کتاب میں آتے ہیں۔ بعض دوسروں کے حالات اور اُن کی تفصیل کی حضرت مولانا کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ رشحات میں بیان نہ ہو سکے۔ ہم اِس کتاب میں لکھیں گے۔ اور اُن بزرگوں کے مختصر حالات بھی اِس کتاب "نسمات القدس" میں بیان ہوں گے جو اِن بزرگوں سے لیکر آج ہمارے دَور تک اُس نہج اور اُس طریقہ پر جو ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے مختلف شاخیں پھیلیں تحریر کریں گے۔

marfat.com

Marfat.com

مقالۂ اُولیٰ

اِس مقالہ میں اِس سلسلۂ عالیہ کے اُن متاخرین مشائخ کے حالات کا بیان ہے جو حضرت باقی باللہ سے پہلے ہوئے ہیں، اور یہ مقالہ اُولیٰ دو مقصد پر مشتمل ہے!

مقصدِ اوّل

مقصدِ اوّل میں اُن بزرگوں کے حالات ہیں جو حضرت مولینا سعدالدین کاشغری قُدِّسَ سِرُّہٗ سے نسبت رکھتے ہیں، اور یہ مقصد چار فصل پر مشتمل ہے؟

فصلِ اوّل

فصلِ اوّل حضرت مولینا سعدالدین کاشغریؒ کے بعض ایسے اصحاب کے حالات کے بیان میں ہے جنکا ذکر "رشحات" میں نہیں ہے۔ اِس فصل میں اُن لوگوں کے حالات بھی مذکور ہیں جنہوں نے اِن بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ رحمہم اللہ

حضرت مولینا نوراللہ اسفندانی رحمۃ اللہ علیہ

اِسفندان قہستان کے اضلاع کا ایک قریہ ہے مولینا اسفندانی حضرت مولنا سعدالدین کاشغری کے متبعین واصحاب میں سے تھے۔ نیز حرم شریف میں اُنہیں شیخ عبدالکبیر یمنی کی بھی صحبت رہی جو شیخ عبدالرحمٰن مصری کے مریدوں میں سے تھے مولنا اسفندانیؒ نے شیخ عبدالکبیر یمنیؒ سے بھی انوار وبرکات کا اقتباس کیا۔ مولنا محمود قواس علیہ الرحمۃ جو انکے مریدوں میں سے ہیں، انکے ملفوظات میں ہے کہ شیخ عبدالکبیر یمنیؒ نے حضرت مولینا اسفندانیؒ کے حق میں فرمایا

marfat.com

Marfat.com

"زود باشد کہ از مشرق و مغرب گوش بہ سخن اُو کنند"

(بہت جلد ایسا ہوگا کہ مشرق و مغرب والے انکے گوش بر آواز ہونگے اور انکی طرف متوجہ)

اور اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ مولنا اسفندانیؒ نے فرمایا کہ میں نے ابھی ہدایت النحو کتاب بحر درات تک ہی پڑھی تھی کہ سنا کہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ

اور اللہ سے ڈرو اور وہ تمہیں علم سکھائیگا۔

تو میں اسکی بارگاہ میں تقویٰ کا سوال لیکر گیا۔ تو ایسا ہوا گویا میرے ذہن پر تمام علوم کی بارش شروع ہوگئی اور پندرہ پارہ تک قرآن مجید کی تفسیر مجھے ایک رات میں یاد ہوگئی اور فارسی میرے لئے اور بھی زیادہ آسان ہوگئی۔

نسیمہ۔ آپ کا ارشاد ہے مالیخولیا (خلل دماغ) کا کمال یہ ہے کہ وہ نہ ہوا اور نہ اُسکا کوئی جزو ہو۔ (اور پھر بھی انسان باوجود صحیح الدماغ ہونے کے پاگلوں کی سی حرکت کرے کہ اپنے خالق حقیقی کو فراموش کردے) آج حق سبحانہٗ و تعالیٰ کو بھول جائے اور اپنی ذات کو درمیان میں لے آئے، خود نمائی میں گرفتار ہوجائے اور اپنی استعداد و قابلیت کو غیر ضروری کاموں کے عوض بیچ دے۔

نسیمہ۔ آپ کا ارشاد ہے تیس سال سے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہمارے سامنے نہیں آتے اگر خدا و رسول کی خاطر آتے تو اُن کے بُرے اخلاق اچھے اخلاق سے بدل جاتے۔

نسیمہ۔ حضرت مولنا محمودؒ فرماتے ہیں کہ مولنا نور اللہ اسفندانیؒ سے میں نے اپنی حالِ زار کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا "محبت ایں طائفہ علیشہ داری" (تم بزرگان دین سے محبت کرتے ہو؟) میں نے عرض کیا جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا "ترا ہمیں بس است" (تمہارے لیے یہی کافی ہے) یعنی اُن کی محبت آہستہ آہستہ تمہارے اندر ان تکالیف کی برداشت پیدا کردیگی اسلیئے کہ اُنہوں نے ان سے زیادہ خراب حالات میں بھی کبھی شکوہ نہ کیا۔ وہ ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتے تھے۔ شیخ الاسلام انصاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

"[illegible] ایں کار است و [illegible] کار ایں کار زیں کار بود"

Marfat.com

(اس کام کی دوستی و محبت ایسی ہے جیسا خود یہ کام کرنا۔ اور قریب ہے کہ اس کام کا انکار اُس دوستی کے انکار کے باعث ہو۔ یعنی بزرگوں کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کی خواہش ہوگی تو اُن جیسا ہوتا جائیگا۔ اور اگر اُن کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کو ہی پسند کریگا تو ایک وقت آئیگا ان کی بزرگی کے انکار پر آمادہ ہو جائیگا) حضرت مولانا عبدالغفور لاری قدس سرہٗ اس ارشاد کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کام کا انکار اس کام کے تصور کو مستلزم ہے واللہ اعلم

نسمہ۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص کا اسلام اُسے دنیا میں ناجائز باتوں سے نہ روکے کل قیامت کے دن بھی اُس کا اسلام اُسے دوزخ کی آگ سے نہ بچائے گا۔

نسمہ۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو لوگ مسجد میں نماز کیلئے تو حاضر ہوتے ہیں لیکن اُن کا دل حاضر نہیں ہوتا وہ گویا اپنی کھال مسجد میں چھوڑ گئے ہیں اور خود باہر چلے گئے ہیں۔

نسمہ۔ ایک دن آپ نے ایک شخص سے فرمایا تو ایک لمحہ میں اپنے آپ کو پہچان سکتا ہے اور تیری عمر کے ستر سال گزر گئے تو نے اب تک خود کو نہ پہچانا ؎

عمر حیات یکدم واز شوق پائے کوب　　　شرمے نداشتی کہ بہ صد سال زیستی

"زندگی کا طول تو ایک لمحہ ہے اسے شوق و محبت سے گزار۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ سو سال جی لیا"۔

نسمہ۔ ارشاد فرمایا کچھ وقت سے ہماری نظر قید خانہ کے اُس پار ہے۔ جو درد نہیں رکھتا ایمان نہیں رکھتا یعنی حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُور ہونے کا درد ؎

درد تو اے دوست درمانِ ہمہ　　　کفر یک موئے تو ایمان ہمہ

"اے دوست تیرا درد ہی تیرا درمان و علاج ہے۔ بال برابر تیرا کفر سارے کا سارا ایمان ہے"

اسی سلسلہ میں کچھ لوگ قصبہ ازان سے آپ کی مجلس میں آئے۔ آپ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے اور وہ غفلت و ملامت کے باعث مائل بخواب تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی غفلت بھی بغیر فائدہ کے نہیں ہے۔ اس لیئے کہ یہ لوگ جب اس مجلس سے دُور ہوں گے تو شاید ایک دن اس محفل کو یاد کریں کہ ہم کتنے غافل اور نالائق تھے کہ اللہ پاک کے کلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بھی بہرہ مند نہ ہوئے۔ یہ غمگین ہوں اور

marfat.com

Marfat.com

یہی درد ان کا درمان بن جائے۔

حضرت مولنا محمود قوائس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عزیز سے پوچھا کہ ایک آدمی کلمۂ شہادت تو پڑھتا ہے لیکن شرعی امور از قبیل فرائض و واجبات مثلاً روزہ نماز، زکوٰۃ بالکل نہیں کرتا۔ اِس کے متعلق کیا خیال ہے۔ اُس عزیز نے جواب دیا "اُو مسلمانست تالبِ گور" "وہ مسلمان ہے تالبِ گور" یعنی زندہ ہے اور نہیں بھی کر قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔

حضرت مولنا نور اللہ اسفندانیؒ سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دانشمند پر سکراتِ موت کا عالم طاری تھا۔ میں اُس کے سرہانے آیا۔ وہ کفر بک رہا تھا نعوذ باللہ منہا (ہمیں اللہ تعالیٰ اِس سے پناہ میں رکھے)۔ لوگوں نے اُسے تلقینِ شہادت کی لیکن اُس نے انکار کیا اور کہنے لگا اِسلام تو عارضی تھا لوگوں نے قبول کر لیا۔

اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنِ الْاِرْتِدَادِ وَسَلْبِ الْاِیْمَانِ۔	اللہ ہمیں اسلام سے پھر جانے اور سلبِ ایمان سے محفوظ رکھے۔

اُس کے دل میں یہی بات آئی۔ ممکن ہے اُس نے اُس عالم سے قطع نظر بھی کر لیا ہو اور اُس کے باطن میں فاسد اعتقادات بھی چھپے ہوئے ہوں۔ یعنی فرقہ ناجیہ (جس فرقہ کی نجات ہوگی) کے عقیدہ کے خلاف اُس نے عقیدے اپنے باطن میں چھپا رکھے ہونگے اگرچہ ظاہر میں وہ اُن جیسا بنتا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۶۱) مولنا علاء الدین علی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت مولنا سعد الدین کاشغریؒ کے کبارِ اصحاب میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کی ارواح کو راحت و آرام میں رکھے۔ عالم صُوری سے پورا حصہ یعنی علم ظاہری علم خوب رکھتے تھے۔ حضرت مخدوم مولنا جامی قدس سرہٗ کی لطف و کرم کی صحبتیں بھی انہیں حاصل رہی تھیں۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ سے برکات اخذ کرنا خود انکے مقام کی نشاندہی کرتا ہے۔

----حضرت مولنا عبد الغفور لاریؒ نے نفحات کے تکملہ میں حضرت مخدوم ملا ذی قدس

marfat.com

Marfat.com

سترہ السامی کے کچھ تصرفات بیان کیئے ہیں۔ حضرت مخدوم حضرت مولانا علاءالدین علی کرمانی کے مرید اور حضرت سے اِس سلسلہ کی تلقین کے مجاز تھے۔ اس بیان میں انہوں نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں حضرت مولانا کی کتنی عزت و توقیر تھی۔

ایک بار آپ زیارتِ حرمین شریفین کے شرف سے مشرف ہوئے اور پھر سالہا سال وہیں تزکیۂ باطن میں مصروف ہوتے اور پھر مراجعت فرمائی۔ دوسری بار آپ سکونت کے ارادہ سے مع متعلقات تشریف لے گئے۔ اِس موقعہ پر میرزا سلطان حسین انار اللہ برہانہٗ نے اپنے صاحبزادگان اور اُمراء کو حضرت مولانا علاءالدین علی کرمانی کی توقیر و تعظیم کے بارے میں اِس طرح لکھا کہ اس وقت جناب ہدایت مآب، حقائق مناب، افادت شعار، ارشاد پناہ، معارف دستگاہ، اصحابِ تجرید کے راہنما اور اربابِ تفرید کیلئے نمونہ و مثال، شریعت، طریقت اور حقیقت کے جامع مولانا علاءالحق والملۃ والدین اُدام اللہ برکاتہٗ کہ جنکے مبارک اوقات اور جن کی زندگی علوم کی باریکیوں میں گزری ہے۔ بیت اللہ کی مقدس سرزمین میں کچھ سال مصروفِ تزکیۂ نفس رہنے کے بعد شوق کے باعث دوبارہ عازمِ حجاز ہیں اور حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیجئے پ ۲ ع) کے بموجب اِس سفر کا ارادہ فرمایا ہے اور قَبِّلُوا يَمِينَ اللّٰهِ وَ زَادُوا اَمِيْنَ اللّٰهِ (اُنہوں نے حجرِ اسود کا بوسہ لیا ہے اور مکہ مکرمہ کی زیارت کی نعمت کے شرف سے مشرف ہوتے۔ لہٰذا شاہزادۂ معظم اور ممالکِ محروسہ کے نامدار اُمراءِ گذرگاہوں کے محافظ اور باج و خراج کے منتظم انکے ساتھ انتہائی احترام و توقیر کا سلوک کریں اور اُن کو اور اُنکے معتقدین کو سلامتی کے ساتھ گزاریں چنانچہ جب حضرت مولانا حرم شریف پہنچے تو حرمِ محترم زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى شَرَفًا (اللہ تعالیٰ اُس کی بزرگی میں زیادتی فرمائے) کے مجاور آپ کے استقبال کیلئے تشریف

لہ حدیث میں حجرِ اسود کو یمین اللہ فرمایا گیا ہے اور قرآن مجید میں مکہ مکرمہ کو البلد الامین کا لقب دیا گیا ہے۔ (اشرف)

marfat.com

Marfat.com

لائے۔ حضرت مولٰنا آخر عمر تک اسی مقدس جگہ قیام پزیر رہے۔ یہاں تک کہ یہیں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آخر عمر میں آپ نابینا ہو گئے تھے اور صاحبِ دوائیر فرماتے ہیں کہ اِس سلسلۂ عالیہ کے بعض مخلص بزرگوں کا حضرت مولٰنا کے متعلق یہ اعتقاد تھا کہ آپ اپنے وقت کے قطب ہیں۔ اور ایک دوسرے فاضل نے لکھا ہے کہ میں حضرت مولٰنا کے دیدار کیلئے گیا تو دیکھا کہ اُنہوں سے حضرت شیخ نظامیؒ کی مخزن الاسرار کا تتبع اختیار فرمایا اور اُسے تکمیل تک پہنچایا ہے۔ آپ حرمین شریفین کیطرف متوجہ ہوئے اور اُس کتاب میں متعدد معارف وحقائق درج فرمائے ہیں۔ حضراتِ صوفیہؒ کی اصطلات کے بیان میں حکیم سنائیؒ کے طرز پر ایک مثنوی بھی لکھی ہے۔ یہ بیت اُسی مثنوی کا ہے ؎

این جہاں یافتہ نمو از تو　　　به عدم تہمتِ وجود از تو

(اِس جہاں نے تجھ سے نمو پایا عدم سے وجود میں آنے کی تہمت بھی تجھ سے پائی)

(iii) حاجی عبدالعزیز جامی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی حضرت مولٰنا سعد الدین کاشغریؒ کے اصحاب میں سے تھے شیخ الاسلام حضرتِ مولٰنا جامی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی قبر شریف بھی آپکے جدِ امجد کی قبر کے نزدیک ہے۔ مخدوم فخر الانام حضرت مولٰنا عبدالرحمٰن جامی قُدِّسَ سِرُّہٗ السامی کی نمازِ جنازہ کی آپ نے امامت فرمائی۔ سفرِ حجاز پر بھی تشریف لے گئے تھے اور اِس سفر میں آپ کے ساتھ بڑے چھوٹے بہت بڑی تعداد میں تھے۔ مشہور ہے۔ اور جیسا کہ صاحبِ دوائیرؒ نے بھی لکھا کہ اِس سفر میں جب آپ کا گزر تبریز سے ہوا ایک دن مطرب نے یہ شعر پڑھا ؎

پیرہنِ ہستیم از تن من برکنید　　　پوست بمن من چہ کنم پیرہن

(میری ہستی کے پیرہن کو میرے جسم سے اُتار دیں میں دل کے علاوہ چمڑا رہ جاؤں گا مجھے قمیص کس کام)

یہ شعر سننا تھا کہ حاجی عبدالعزیز جامیؒ زمین سے دس گز اچھل پڑے۔ جب آپکو ہوش آیا تو آپ سے [illegible] ادب سے کہا [illegible] ہوئے۔ غالباً حضرت خواجہ

Marfat.com

کوادائے نوافل میں مشغولیت کے دوران وہاں کچھ مشاہدہ ہُوا۔

آپ جب سفر سے جام واپس لوٹے تو بابا صدر ابدال جو مجذوب تھے جام سے حضرت مخدوم جامیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مخدوم نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو۔ بابا صدر نے کہا جام سے شیخ عبدالعزیز جامیؒ کی خدمت سے۔ حضرت مخدوم نے پوچھا کہ جو شیخ مکہ شریف سے آئے ہیں اور بہت نمازیں پڑھتے ہیں۔ بابا صدر نے کہا کہ مکہ سے کوئی ایسا بھی آتا ہے جو بے نمازی ہو جاتا ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا ہوش میں آؤ۔ ان بزرگوں سے ریاسے نہ ملو کہ اگر لب کو جنبش دیں تو خدا کو معلوم ہو جائے۔ بابا صدر نے کہا اگر لب کو جنبش نہ بھی دیں تو خدا جانتا ہے۔

بابا صدر ابدال مولنا جمال کی ملاقات کیلئے بھی گئے تھے۔ مولنا نے بابا ابدال سے ملاقات میں پوروں سے مصافحہ کیا۔ جب اُن سے نصیحت کرنے کو کہا گیا تو مولنا نے کہا جمعہ کے دن میں جامع مسجد میں وعظ کرتا ہوں۔ وہاں آؤ اور سنو۔ بابا ابدال نے کہا میں آپ کو سمندر سمجھتا تھا۔ آپ تو ایک چھوٹا سا چشمہ بھی نہ نکلے۔ کبھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرح انگلیوں کے پوروں سے مصافحہ کیا ہے۔ آپ سے کوئی اگر نیکی کی بات پوچھے تو آپ کہتے ہیں میں جمعہ کے دن وعظ کرتا ہوں۔ کیا آپکو یقین ہے جمعہ تک میں اور آپ زندہ رہیں گے۔

نسمہ۔ مولنا محمود قواس قدس سرہٗ ان بابا صدر ابدال کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی اُن کے سامنے کہتا کہ میں نے فلاں کام کیا ہے تو یہ کہتے "خوب شو کہ چناں شود" (اچھا ہو کہ ایسا ہوا) اور اگر کوئی کہتا میں نے یہ کام نہیں کیا تو یہ کہتے "خوب شو تا نشود" (اچھا ہو کہ ایسا نہ ہوا) یعنی جب خدا نے چاہا ہوا جب نہ چاہا نہ ہوا۔

نسمہ۔ مولنا مذکور ہی نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ اتنا زیادہ نہ کھاؤ یعنی اس پوری دنیا میں ہر ایک کو ایک نظر معاف ہے اور انتہائی ضروری شئی کے علاوہ اشیاء میں تصرف ممنوع۔

نسمہ۔ مولنا ہی ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے دیہات کے ایک غلہ فروش سے کہا۔ اتنا چوکنا رہ اور اتنی دانشمندی دکھا کہ گویا کوتوال آیا ہوا ہے یعنی تیری موت قریب

marfat.com

Marfat.com

اور قبر ڈھکنے کیلئے تیرے پاس پتھر کم یعنی تیری نیکیاں کم ہیں۔
نسمہ۔ اور ان کا یہ ارشاد بھی وہی نقل کرتے ہیں کہ سایہ میں نہ سو یعنی ساری رات کو نیند میں نہ گزار دے بلکہ راتوں کو جاگ کر اور فرمایا لایعنی باتیں نہ کیا کر یعنی جو ذکرِ حق نہ ہو اُسے چھوڑ دے۔ وہ لایعنی ہے۔
نسمہ۔ اُنہی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں کہتا ہوں کرامت کیا ہے جھوٹ نہ بول۔ اِس کے علاوہ جو تو کہے وہی کرامت ہے۔

(۱۷) **مولانا محمد جامی علیہ الرحمۃ** یہ حضرت مخدوم جامیؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور حضرت مولانا سعدالدین کاشغریؒ کے منظورِ نظر مرید رَوَّحَ اللّٰہُ اَرْوَاحَہُمْ (اللہ اُن کی ارواح کو راحت و آرام میں رکھے) حضرت مخدومؒ کے انتقال سے چند سال پیشتر وفات پائی اور اُنہوں نے اس کا مرثیہ لکھا جو حضرت کے دیوانِ اوّل میں موجود ہے۔

حضرت مخدوم جامیؒ نے "نفحات الانس" کے دیباچہ میں اسے خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ حضرت مولانا علی شیرؒ نے اپنے تذکرہ میں حضرت مولانا محمد جامیؒ کے مختلف ظاہری کمالات و باطنی معارف کی تعریف کے بعد فرمایا کہ آخر وہ حضرت مخدوم کے لائق بھائی تھے۔ اور یہ رُباعی اُنہی کی ہے ؎

ایں بادہ کہ من بے تو بہ لب می آرم
نے از پئے شان و نے طرب می آرم
زلفِ سیہِ تو روزِ من کرد سیاہ
روزِ سیہ خویش بہ شب می آرم

(یہ شراب جو میں تیرے بغیر لب تک لا رہا ہوں کسی شان یا طرب و خوشی سے ایسا نہیں کر رہا بلکہ تیری زلفِ سیاہ نے میرے دن کو سیاہ کر دیا ہے۔ اپنے سیاہ دن کو شب میں لا رہا ہوں)

marfat.com
Marfat.com

(۷) حضرت مولانا محمد روجی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا امیر علی شیرؒ نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ مولانا محمد روجی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا سعد الدین کاشغریؒ کے مرید تھے اور بہت سے طالبانِ طریقت کے مرشد و مقتدیٰ۔ آپ کبھی کبھی شاعری کی طرف بھی التفات فرماتے تھے۔ یہ مطلع آپ ہی کا ہے ؎

من عاشق و شوریدہ و مستم چہ تواں کرد
دل دادہ و جاں برکفِ دستم چہ تواں کرد

(میں عاشق و دیوانہ و مست ہوں۔ اب کیا ہو۔ میں نے دل دے دیا ہے اور جان اپنی ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہوں۔ اب کیا ہو۔)

(vi) مولانا پیر علیؒ۔ (vii) حافظ اسماعیلؒ۔ (viii) مولانا احمد کاریزیؒ۔ (ix) مولانا جامی مزاریؒ۔ (x) میر کلان حقارویؒ۔ صاحب دوائرؒ نے ان پانچ بزرگوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حضرت مولانا سعد الدین کاشغریؒ کے یارانِ صاحبِ احوال میں سے تھے۔

(xi) امیر زنگر میزر رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی حضرت مولانا سعد الدین کے مرید کارکردہ تھے۔ صاحبِ دوایر نے لکھا ہے کہ آن کے اور مولانا عبد الغفور لاریؒ کے درمیان صحبتیں اور رابطے رہے تھے۔ مولانا ناصر رحمۃ اللہ علیہ جنکا ذکر شریف اس کتاب میں انشاء اللہ آئے گا ان کے مریدوں میں سے تھے۔

امیر کلان حقارونی رحمۃ اللہ علیہ بھی مولانا سعد الدین کے اصحاب ذوی الاحوال میں سے تھے۔ آپ کی جائے پیدائش و جائے رہائش حقارون تھی کہ ہرات سے ایک فرسنگ (تین شرعی میل) کے فاصلہ پر ایک دیہات ہے۔ حضرت امیرؒ کی جائے پیدائش بھی یہی تھی اور جائے دفن بھی یہی۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ متبرک خرقہ جس کی نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے آپ ہی کے گھر میں تھا۔ آپ سے یہ تبرک آپ کے خلیفہ میر محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کو ملا اور انکے پاس رہا۔ انکے یہ خلیفہ علم حال وقال کے جامع تھے۔

marfat.com

Marfat.com

تھے۔ اور اہل بحر و بطن سے تھا۔ جن بزرگوں نے حضرت مولانا سے استفادہ کیا
اُن سے اُن کے ملفوظات سُن کر جمع کیے اور بہت سی مفید باتیں جو انہوں نے تحریر فرمائیں
(اللہ تعالیٰ ان کو ہم سب کی طرف سے جزا دے) ہمارے لیے بیان کیں۔ فرماتے ہیں مجھے
جب طلبِ علم کا خیال دامن گیر ہوا تو میں حضرت مولانا نور اللہ قدس سرہٗ کے پاس حاضر
ہوا تاکہ آپ سے اجازت حاصل کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم نے اپنے چچا سے تجربہ
حاصل نہ کیا۔ جو چیز اس کی عقل کو صحیح نہیں معلوم ہوتی وہ قبول نہیں کرتا (گویا عقل ہی صحیح،
غلط کا معیار ہو۔) تمہارے عزیز و اقربا میں سے کتنے ایسے اشخاص ہیں جو پڑھ لکھ کر دانشمند
ہو گئے کہ تم کو اس طرح بننے کی خواہش ہے۔ جب مولوی ہو گئے تو یا تو صدر بن گئے یا پھر
قاضی یا مفتی اور آجکل کے قاضی و صدر و مفتی خود دیکھ لو اور وہ کیا کرتے ہیں۔ جب حضرت
اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو میں نے عرض کیا کہ خدا جانتا ہے اور آپ پر بھی یہ عیاں ہے کہ میرا مقصد
ان تمام چیزوں اور عہدوں میں سے کسی کا حصول نہیں بلکہ میرے حصولِ علم کا مقصد تو یہ
ہے کہ اللہ پاک کا کلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث عربی زبان میں ہے
میں چاہتا ہوں اس کے معنی سمجھوں تاکہ اس پر عمل کروں۔ یہ سُن کر آپ نے ارشاد فرمایا

"اگر نیت تو این است برو بخواں اگر بیشتر بخوانی ضرر نکند"[1]

(اگر تیری نیت یہ ہے تو جا اور پڑھ تو جتنا زیادہ پڑھے گا تجھے نقصان نہ ہوگا)

میں نے عرض کیا کس سے پڑھوں۔ فرمایا مولانا غیاث الدین احمد سے۔ میں نے عرض کیا
اگر وہ نہ ہوں۔ فرمایا کسی دوسرے سے نہ پڑھو۔ میں ان حدود میں ایسا عالم نہیں پاتا جس
کا علم اس کے عمل کے مطابق ہو اور اس کا شاگرد اس سے بہرہ مند ہو۔ آپ نے
اس کے بعد مولانا رومیؒ کے یہ اشعار پڑھے ؎

علمہائے اہلِ دل حمالِ شاں　　علمہائے اہلِ تن حمالِ شاں

---

[1] اصل فارسی نسخہ میں یہاں "اگر بیشتر بخوانی ضرر کند" ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ تقاضائے کلام یہ ہے کہ عبارت اس طرح ہو۔ "اگر بیشتر بخوانی ضرر نہ کند" (واصلی)

marfat.com
Marfat.com

علم اگر بَردِل زند یارے بود　　علم اگر برتن زند مارے بود

(اہلِ دل کا علم اُنہیں اُٹھاتا، اُونچا کرتا ہے اور اہلِ تن اپنے علم کو بوجھ کی طرح اُٹھائے لیئے پھرتے ہیں۔علم اگر دل کی اصلاح کے لیئے ہو تو یار (دوست) ہے۔ اگر تن کے لیئے ہو تو مار (سانپ)۔

چنانچہ حضرت مولٰنا نور اللہ کے ارشاد کے مطابق میں تحصیلِ علم کی غرض سے مولٰنا غیاث الدین احمدؒ کے پاس چلا گیا اور علم حاصل کرنے لگا۔مولٰنا غیاث الدین احمدؒ کا ذکرِ شریف انشاء اللہ عنقریب آئیگا۔علمِ ظاہر کے مطالعہ کے دوران علمِ باطن سے بھی غافل نہ رہا۔انہی طالب علمی کے ایام میں ایک مرتبہ میں نے حضرت مولٰنا عبد الغفور لاری علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا۔میں نے اُن سے پوچھا کہ کسی نے اگر دورانِ مطالعہ خود کو نہ دیکھا تو کچھ نہ سمجھا اور اگر پوری طرح اپنی طرف لگا رہا تو مقصودِ حقیقی سے غافل ہوا۔پس وہ کیا کرے۔آپ نے فرمایا:۔

"اگر نیتِ وے دراں مطالعہ بخیر ست باں مقدار کہ مشغول ست معذور است و اگر بہرۂ خود فقط از مطالعہ برداشت و از مقصودِ حقیقی غافل ماند معذور نیست"

(اگر مطالعہ میں اُس کی نیت نیک ہے تو جتنا وہ مشغول ہے معذور ہے۔اور اگر مطالعہ سے محض اپنا حصہ اُٹھا رکھا اور مقصودِ حقیقی سے غافل ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے۔)

الغرض یہ کہ تھوڑی ہی مدت میں آپ نے مولٰنا غیاث الدین احمدؒ سے بہت کچھ حاصل کر لیا۔پھر اپنے سرکار کے پاس گئے اور پہنچے کہ جس مقام تک پہنچے۔کہتے ہیں کہ مولٰنا کی خدمت کے دوران فقر و غنا اور بے تعینی میں انہوں نے اپنی خاص شان قائم رکھی۔اسکے باوجود کہ وہ بڑے بڑے امراء فقراء کا ٹھکانا تھا۔آپ نے اپنی کمان گری کی حرفت کو نہ چھوڑا اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کی روزی اسی کمان گری کی حرفت سے حاصل کرتے تھے۔اگر کوئی سونا، چاندی بطورِ ہدیہ آپ کو پیش کرتا۔آپ ایک کمان اسکو پیش فرما دیتے اور اُس کمان کی قیمت کے طور پر اُسے قبول فرماتے۔

فقراء سے خلوص رکھنے والے نصیر الدین محمود ہمایوں بادشاہ اَنَارَ اللّٰہُ بُرْہَانَہٗ

marfat.com

Marfat.com

کو جب ہندوستان میں شکست ہوئی اور وہ عراق کی طرف چلے گئے اور تھوڑے سے لشکر کے ساتھ دوبارہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے تو مولانا نے اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔

"پادشاہ ما مرد بد نیست۔ بہ درویشاں اخلاص دارد۔ دُور نیست اگر حق سبحانہ و تعالیٰ یک بار ہند را باد بدہد۔ اما اگر سالے چند خداش بگذارد"

(ہمارا بادشاہ بُرا آدمی نہیں ہے۔ درویشوں کے ساتھ خلوص رکھتا ہے۔ وہ وقت دُور نہیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ایک بار پھر ہندوستان کی سلطنت اسے عنایت فرما دیں گے مگر دیکھیں اگر اللہ تعالیٰ اُسے چند سال چھوڑ دے اور زندہ رہنے دے")

چنانچہ ہمایوں بادشاہ نے ہندوستان کو فتح کیا لیکن اُس کے بعد وہ ایک سال بھی زندہ نہ رہا۔

جامع ملفوظات فرماتے ہیں کہ جب حضرت مولانا نے یہ پیش گوئی کی تو میرے دل میں خیال گزرا کہ بادشاہ کا لشکر تو بہت تھوڑا ہے پھر بھلا بادشاہ کیونکر مقابلہ کریگا۔ حضرت مولانا نے نورِ فراست سے میرے دل کی بات کو جان لیا اور فرمایا۔

"بنابر آنکہ اُو نافع المسلمین است خدایش فتح خواہد داد"

(اس بنا پر کہ وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے والا ہے۔ خدا اُسے فتح عنایت کریگا")

آپ کے ملفوظات میں یہ واقعہ بھی ہے کہ بادشاہ کو حضرت مولانا کے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا۔ مولانا نے جب سنا تو فرمایا "مرا بدیدنِ ایشاں رفتن رفعِ تعین بود" (میرا انکی ملاقات کیلئے جانا رفع تعین ہے)۔ آخر بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی ضیافت کا اہتمام کیا اور مولانا سے التماس کی۔ اِس مجلس میں تشریف لائیں۔ حضرت تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے اُس محفل میں خود حضرت مولانا کے ہاتھ دھلوائے اور وہ رباعی پڑھی جو حضرات اولیاء اللہؒ کے مزاج کے مطابق ہے۔ حضرت مولانا نے اُس رباعی میں اصلاح فرمائی اور بادشاہ نے وہ اصلاح قبول کی۔ وہ رباعی یہ تھی ؎

marfat.com

Marfat.com

ماتیم صفاتِ حیِ مختار و ودود!
ظاہر شدہ در آئینۂ ہر موجود
چوں نیست بہ جز وجود اصلاً موجود
ما فرع وجودیم و خدا اصل وجود

مولانا نے پہلے مصرع کی اِس طرح اصلاح فرمائی ع

ماتیم صفاتِ از ماست صفاتِ فرمود

اور تیسرے اور چوتھے مصرع کی اِس طرح ؎

چوں نیست بجز وجود اصلاً موجود
ما عارض اُو گشتہ خدا عین وجود

حضرت مولانا اور بادشاہ کے مصرعوں میں فرق ظاہر ہے۔ ہر ایک کا اپنا طریقہ اور انداز ہے۔ اس کی تحقیق راقم الحروف کے ذہن میں آئی مگر اس وقت میں اُس کی تشریح کی گنجائش نہیں دیکھتا۔ جو شعر کے حُسن سے آشنا ہیں اُنہیں سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

تسمیہ۔ اِس قول کی وضاحت کرتے ہوئے کہ بَرَکَۃُ الْعِلْمِ فِیْ تَعْظِیْمِ الْاُسْتَاذِ۔ (علم کی برکت اُستاد کی تعظیم میں ہے) حضرت نے فرمایا:۔

"باید کہ شاگرد خود را ہماں جاہل شناسد کہ روزِ اوّل نزدِ اُستاد آمدہ بود و داند کہ ہر چہ پیدا کردہ بود از اُستاد ست تا برکات آں تعلیم بروزگار از وی بماند"

"شاگرد کو چاہیئے خود کو ہمیشہ ایسا جاہل سمجھے گویا وہ پہلے روز اُستاد کے پاس آیا ہے۔ اور یہ سمجھے کہ جو علمی فائدہ بھی اُسے پہنچا ہے اُس اُستاد سے پہنچا ہے تاکہ اس تعلیم کی برکات زندگی میں اُس کے ساتھ باقی رہیں" اور فرمایا

"بہ اُستاذِ خود بے حیائی و بے ادبی جاید کہ دراں خوفِ زوالِ ایمان ست
چہ اُو جانشین خلیفۂ رحمان بحث و اہانتِ اُو در حقیقت اہانتِ سیّد

marfat.com
Marfat.com

انس و جان ست صلی اللہ علیہ وسلم"

(اور اپنے اُستاد کیساتھ بے حیائی و بے ادبی کا معاملہ نہ کرے کہ اس میں ایمان زائل ہونے کا خطرہ ہے اس لیئے کہ اُستاد اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا جانشین ہے اور اُسکی بے عزتی در حقیقت سیدِ انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عزتی اور اہانت کرنا ہے)"

اس سلسلے میں آپ نے حضرت مولانا معین الدین کی حکایت نقل کی جو میر سید شریف جُرجانی کے اُستادوں میں سے تھے اور عالمِ ربانی تھے (دونوں پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو) اور آپ کے شاگردوں میں سے ایک نے ایک ناپسندیدہ بات آپ کی طرف منسوب کی۔ جب آپ نے سُنا تو فرمایا۔

"اگر راست گفتہ چہ گویم واگر دروغ گوید رسوائی مردو زن شود"

(اگر اس نے سچ کہا تو میں کیا عرض کروں لیکن اگر جھوٹ کہا تو مخلوق کے سامنے رسوا ہوگا)

ابھی اس بات کو چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ اُس کی پیشانی پر کوڑھ کے آثار ظاہر ہوئے۔ کچھ روز اُس نے دستار ٹیڑھی کرکے پہنی لیکن جب یہ کوڑھ بڑھ گیا تو اب اُسکو سخت تشویش لاحق ہوئی۔

اُستادوں کے ساتھ شاگردوں کے غیر پسندیدہ رویّہ کی اصلاح کے سلسلہ میں انہوں نے ایک اور واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک لوہار درویش کی دوکان پر ہمارا گزر ہوا۔ کہ وہ پھاوڑے بناتے تھے۔ اُنہوں نے ہمیں دیکھا تو پاس آئے اور سلام کیا اور کہنے لگے۔ مجھے کچھ پوچھنا ہے۔ پھاوڑے بنانے کے دوران میں جو یہ ضرب لگاتا ہوں یہ پھاوڑے پر پڑتی ہے یا ایمان پر یا ہتھوڑے پر۔ باقی لوگ خاموش رہے۔ میں نے عرض کیا پھاوڑے کی کجی پر۔ اُنہوں نے میری پیشانی چومی اور فرمایا۔ تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔ تو نے اچھا کہا اور اسی سلسلے میں فرمانے لگے کہ میرے بیس[۲۰] شاگردوں نے مجھ سے بے ادبی کی۔ سب جوان مرے اور انمیں کوئی بھی اپنی مراد کو نہ پہنچا۔

اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا آدمی کو چاہیئے کہ جو کچھ اُس کے پاس ہے اُسے خدا کی طرف سے جانے کہ اُس کا عطیہ ہے اور اپنی اصل حقیقت اسی نطفہ کو سمجھے جس

marfat.com

Marfat.com

کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا۔ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ (وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا) پ ۳۰، ع ۱۱

نسمہ۔ ارشاد فرمایا وہ لوگ جو مخلوقِ خدا کو نصیحت کہتے ہیں۔ اُن کے پیشِ نظر شریعت ہے اور جو کہ کچھ نہیں کہتے۔ وہ ہر چیز کو خدا کی طرف سے جانتے ہیں اور دم نہیں مارتے

نسمہ۔ فرمایا یہ ایسا زمانہ ہے کہ دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرو۔ ایک مرتبہ ہم کچھ بے نمازوں کے ساتھ تھے۔ بعض نمازیوں نے مجھ سے کہا کہ ان بے نمازوں کو تلقین کریں۔ میں نے کہا اگر میں کہوں اور وہ قبول کرلیں فبہا ورنہ کافر ہوجائیں گے۔ ہمارا بدکاروں کے ساتھ ہونا اِس سے بہتر ہے کہ ہمارا اور کافروں کا ساتھ ہو۔

نسمہ۔ فرمایا جو بزرگوں کی بات کی پاسداری کرتا ہے۔ وہ میدان میں سبقت لے جاتا ہے۔ اگر یہ بزرگ ہنسی میں بھی کوئی بات کہیں تب بھی غور سے سنو جیسا کہ عارفِ رومی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مثنوی ؎

ہر جدے ہزل ست پیشِ مرد ماں
ہزل ہا جد ست نزد عاقلاں

(ہر سنجیدہ بات بھی بزرگوں کی نظر میں ہنسی کی بات ہی کی طرح ہے۔ لیکن عقلمندوں کے نزدیک اُنکی ہنسی میں بھی کام کی بات ہوتی ہے۔) اِس سلسلہ میں انہوں نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک ابدال حضرت مولانا نوراللہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آتے۔ آپ نے ہنسی کے طور پر اُن سے کہا کہ سنجاب (چوہے سے بڑا ایک جانور) کی کھال کی پوستین اپنی پُشت پر رکھ کر بازار میں نکلیں۔ اُن ابدال نے ایسا ہی کیا۔ بازار میں لوگوں نے دیکھا تو اُن پر ہنسنا اور اُن کے ساتھ مسخرہ پن کرنا شروع کر دیا۔ ان ابدال نے حضرت مولینا نُوراللہ کی ہنسی کی بات پر بھی پُوری سنجیدگی سے عمل کیا۔ اور اُس بات کی روح سے اپنا حصّہ پایا۔ جب اِن ابدال کا انتقال ہوا۔ تو مولینا نے فرمایا کہ وہ اہلِ توحید و صاحبِ کمال تھے حالانکہ ہماری تربیت کے محتاج نہ تھے۔ پھر بھی ہمارا اِسقدر اتباع کیا۔

marfat.com

Marfat.com

نسیمہ۔ فرماتے ہیں کسی نے ہم سے کہا کہ ان صوفیہ کے اقوال کا مطالعہ نہ کیا کرو۔ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا ان بزرگوں کے ساتھ میرا ایسا اعتقاد نہیں کہ انکی باتیں مجھے گمراہ کر دیں گی۔ بلکہ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ جو یہ باتیں سنتا ہے۔ سیدھا راستہ پالیتا ہے۔

نسیمہ۔ فرمایا جس کسی کا مقصود بھی خدائے عزوجل کی ذات کے سوا کچھ اور ہے۔ اُسکے لیے درویشی کا کوئی حصہ نہیں۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ بے نصیب نہ ہو اُسے چاہیئے اپنے لیے ریاضت اختیار کرے اور نفس کی خواہشات سے بچے۔ اپنے آپکو تمام چیزوں سے فارغ کرے اور اسکے بعد ایک عزیز (مرشد) کی ہمنشینی اختیار کرنے میں جلدی کرے اور یہ شعر پڑھا۔

تا کردہ ئی آنچہ ترا فرمودند
ورنہ کہ زد ایں در کہ درش نکشودند

(جب تک کہ تو وہی کچھ نہ کرے جو وہ تجھ سے فرماتے ہیں تو دروازہ کھولنے کے لیے وہ نہ کھولیں گے) فرمایا کہ لا یعنی باتوں کو چھوڑنے میں اگرچہ وقتی بے مزگی ہے لیکن وہ تلخی کے محل سے بعید ہے۔

نسیمہ۔ فرمایا کہ دیکھو آج یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شخص اگر خدا کو حاضر و ناظر نہ جانے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ جانتے ہوئے بھی گناہ کرے تو گویا حق تعالیٰ کو حقیر جان رہا ہے اور پھر خود ہی اسکا جواب دیا۔ کہ بندہ کو گناہ کا ارتکاب کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا حضور نہیں رہتا۔ اُسپر غفلت و نسیان طاری ہو جاتا ہے اور اسی لیے اُس سے گناہ صادر ہوتا ہے۔ وہ کافر نہیں ہو جاتا۔ غافل ہو جاتا ہے۔ اگر یوں نہ کہا جائے تو مشکل درپیش ہو گی اس لیے کہ حضرات اولیاء کرامؒ سے بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھی لغزشیں ہوتی ہیں۔

نسیمہ۔ فرمایا اگر کوئی یہ جاننا چاہے کہ خدائے تعالیٰ کو اُس سے کتنی محبت ہے۔ اسے چاہیئے اسپر غور کرے کہ اُسے حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے کتنا تعلق ہے۔ اگر وہ یہ تعلق پائے تو سمجھ لے کہ خدا بھی اسے چاہتا ہے اور انسانوں کی دوستی و محبت کا بھی اسی طرح اندازہ لگائے۔

marfat.com
Marfat.com

نسمہ۔ فرمایا اگر کوئی خود کو جاننا اور پہچاننا چاہے تو قرآنِ کریم میں مسلمانوں، منافقوں اور کافروں کی جو صفات بیان کی گئیں ہیں۔ اُنکا مطالعہ کرے کہ خود میں اُن میں سے کونسی صفات موجود ہیں۔ اگر مسلمانوں والی صفات ہُوں تو اللہ پاک سے اُن پر ثابت قدم رہنے کی دُعا کرے۔ اگر منافقوں والی صفات ہُوں تو توبہ کرے اور مغفرت مانگے اور اگر کافروں کی صفات ہُوں۔ تو ایمان کی تجدید کرے اور مستقبل میں اُن چیزوں سے باز رہے
نسمہ۔ ایک شخص نے جب آپ سے اپنی شکستہ حالی کی شکایت کی تو آپنے فرمایا۔

"بابا عمِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم توفیق خواندن کلمۂ توحید نیافت و تو بعد از نہ صد سال گوئیندہ ایں کلمہ باشی۔ دیگر چہ می خواہی"

(میاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کو تو کلمۂ توحید پڑھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی اور تم نو سو سال بعد بھی یہ کلمہ پڑھنے والے ہو۔ آخر اور کیا چاہتے ہو) اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

تو از من چند لیلیٰ جوتے باشی
بہ آں باشد کہ لیلیٰ گوتے باشی

تو مجھ سے کب لیلیٰ کی طلب کرے گا بہتر یہ ہے کہ تو خود لیلیٰ کہنے والا ہو جائے۔

نسمہ۔ فرمایا تم لوگ کلمۂ شہادت پڑھنے والے ہو اور اداءِ احکام کے پابند جیسے نماز، روزہ، حج اور اِسلام اور حلال کا اختیار کرنا اور حرام سے بچنا اور سامنے نہ کوئی بالکل کامل ہے نہ مکمل ظاہر تو شریعت کو نہ چھوڑو کہ کسی کو اگر کچھ ملا یا اگر کوئی بزرگوں کے درجہ کو پہنچا تو اسی طرح کہ راتوں کو جاگا۔ فرائض ادا کرنے میں وقت گزارا۔ نیک اور عقلمند لوگوں کی صحبت اختیار کی اور بیگانوں اور جاہلوں کی صحبت سے بچا جیسا کہ حق تعالےٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:۔

وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ

(اور جاہلوں سے روگردانی فرمائیے۔) پ۹ ع۱۴

نسمہ۔ فرمایا اگر کوئی اہلِ طریقت کی روش اور بزرگوں کی باتوں کے بارے میں

marfat.com

Marfat.com

اپنے خول سے باہر نہ آسکے تو اُسکے بارے میں کوشش شروع کرنا عبث اور بے فائدہ ہے اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی باتوں کی سمجھ اور اُنکی کرامات کے احوال کا فہم نہ دیا ہو تو اُسکے سامنے اولیاء کرام کی باتیں اور انکے باطنی احوال نہ ظاہر کرنے چاہئیں۔ اِسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ

(تم وہ کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے) پ ۲۸ ع ۹

نیز تکلف و بناوٹ کے ساتھ بھی سالک کو باطنی احوال آشکارا کرنے سے بچنا چاہیئے اگر بغیر کوشش و اختیار ظاہر ہو جائیں تو حرج نہیں۔ اور یہ اُسکے حق میں مانعِ فیض نہیں ہے۔ اِسی سلسلے میں آپنے حضرت شیخ سری سقطی قدس سرۂ کا یہ قول نقل فرمایا۔

مَنْ تَزَيَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا لَيْسَ فِيْهِ سَقَطَ مِنْ عَيْنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

(جو لوگوں کے سامنے ایسی زینت کے ساتھ آیا جو زینت اس شخص میں درحقیقت موجود نہیں ہے تو وہ حق تعالیٰ عزوجل کی نگاہ سے گر گیا۔)

نسمہ۔ آپنے ارشاد فرمایا حضرت یوسف علیہ السّلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہلے اپنا کرتہ بھیجا تاکہ بینا اور آنکھوں والے ہو جائیں۔ جب اُسے دیکھیں تو پہچان لیں۔ اِسی طرح حق تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندوں کے پاس پہلے قرآنِ مجید و فرقانِ حمید بھیجا۔ تاکہ اُسکی نشانی دیکھیں اور اُس راہ پر چل پڑیں، تاکہ جب اُسے دیکھیں تو خدا کو پہچانیں۔

نسمہ۔ آپنے ارشاد فرمایا اِتباعِ سنت ظاہر کا عمل ہے جو باطن پر اثر انداز ہوتا ہے سنتوں میں سے ہر سنت کا ظہور باطن میں ایک نور اور روشنی پیدا کرتا ہے۔ مخلوق سے قطع نظر کہ وہ اسے کس رنگ میں لیتی ہے سنت ذہن کو صاف کرتی ہے پس اِنسان کو نظر اپنے باطن پر رکھنی چاہیئے۔

نسمہ۔ آپنے فرمایا جب کسی پر حق تعالیٰ کی ذات کی تجلی ہو تو وہ مرتبہ جمع میں پہنچتا ہے اور مرتبہ جمع یہ ہے کہ اُس سے رفع تعینات ہو جاتے اور اس مرتبہ میں یہ شخص خود کامل ہے لیکن دوسروں کیلئے مُکمِّل نہیں اور جب وحدتِ ذات اُسپر تجلی کرتی

marfat.com

Marfat.com

ہے تو یہ جمع الجمع کے مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے جو ولایت کا آخری درجہ ہے۔

نسمہ۔ اِس شعر کی وضاحت کرتے ہوتے آپ نے فرمایا۔

تو مباش اصلاً کمال ایں ست وبس

رَو دَرُو گم شو وصال ایں ست وبس

(تو بالکل نہ ہو۔ یہی کمال ہے اور بس جا اُس میں گم ہو جا۔ یہی وصال ہے اور بس)
کہ جس ہستی کو تو خود کیطرف منسوب کرتا ہے اُسے حق تعالیٰ کی ہستی کا پرتو جان اور خود کو عدمِ محض تصور کر۔ جب حق سبحانہٗ و تعالیٰ تجھ سے اپنی ہستی کا پرتو دور کریں۔ تو اپنے عدمِ اصلی کیطرف لوٹ۔ جب تو یہ جان لے کہ تیرے پاس کچھ نہیں تو اب مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے رب کو جان لیا) کا بھید تجھ پر ظاہر ہو گیا۔ اور اُسکے راز کو تو نے جان لیا۔ تو اَب چاہیئے کہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ کی ہستی کے پرتو کو حق سبحانہٗ کے ساتھ مشغول کر دے بلکہ اپنی ہستی کے پرتو کو حق سبحانہٗ میں گم کر دے تاکہ تو واصل ہو جاتے، یعنی اُسے اور اُسکی رحمتوں کو پالے۔

نسمہ۔ فرمایا جَبر یعنی مجبور ہونا دو طرح کا ہے۔ ایک اولیاء کا جَبر اور دوسرا زندقہ یعنی کافروں کا جَبر۔ جَبر اولیاء یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہستی کو درمیان سے اُٹھا لے اور خود کو اُسکے تصرف میں دیدے۔ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ کے کارندہ کا مرتبہ پالے۔ حق دیکھے حق سُنے اور حق کہے اور زندقہ یعنی کافروں کا جَبر یہ ہے کہ عمل ترک کر دے۔ نفس کو درمیان میں لے آتے اور کہے کہ ہمیں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ مثنوی مولانا رومؒ سے آپ نے اِسکی وضاحت فرمائی۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

ہمچو آبِ نیل داں ایں جبر را

بر سعید آں آب و خوں بر اشقیاء

(یہ جبر دریائے نیل کے پانی کیطرح ہے۔ حضرت موسیٰؑ کیلئے پانی اور بدبخت فرعونیوں کے لیے خون اور موت)

نسمہ۔ کسی نے آپ سے اس آیتِ کریمہ کے بارے میں پوچھا۔

marfat.com

Marfat.com

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ ۔ پ۲ ع۲
(اور ہم تمہارا امتحان لیں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے) آپنے ارشاد فرمایا تیرا علم الیقین سے عین الیقین کیطرف آنا اور اپنی ہستی سے واقف ہونا۔ حق تعالیٰ کی آزمائش ہے کہ تیری جرأت، صبر، قدر اور توانائی کتنی ہے۔

نسمہ۔ اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے آپنے ارشاد فرمایا۔
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۵۰-۱۶)
(اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اسکی رگ جان سے بھی زیادہ) کہ اس آیت میں یہ نکتہ ہے کہ رگ جان کو اگر آلہ (تیز دھار والی چیز) سے کاٹ دیں، تو انسان اپنے عدم اصلی کیطرف لوٹ جاتا ہے اور قرب الٰہی سے بھی انسان اپنے عدم اصلی کیطرف لوٹتا ہے مگر قرب الٰہی میں یہ صفت زیادہ ہے اسلیئے کہ رگ جان آلہ کی محتاج ہے۔ اور قرب کو کسی آلہ کی احتیاج نہیں۔

نسمہ۔ آپنے فرمایا میں مکہ مکرمہ کے راستہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ آخر اسکا کیا راز ہے کہ جبتک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی نہ ملائیں، آدمی مسلمان نہیں ہوتا تو دل میں یہ بات آئی کہ ہو سکتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے ذات باری تعالیٰ کیطرف اشارہ ہو اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے اسماء و صفات کیطرف، تو جبتک ذات کے اقرار کے ساتھ اسماء و صفات کا بھی اقرار نہیں۔ آدمی مسلمان نہیں۔ اسکو نفع پہونچانے کے اعتبار سے نہیں بلکہ باری تعالیٰ کے کرم سے اسکے توکل کے واسطے سے۔

نسمہ۔ ایک گمنام درویش کے بارے میں آپنے ایک بار یہ رباعی پڑھی۔

درویش کسے بود کہ نامش نبود
وز ہر دو جہاں ہیچ کلامش نبود
در آتش فقر اگر بسوزد صد سال
از کس طمع پختہ و خامش نبود

marfat.com

Marfat.com

(درویش وہ جسکا نام نہ ہو۔ دو جہاں سے اُسکا کلام نہ ہو۔ وہ فقر کی آگ میں اگر سو سال بھی جلے کسی سے اُسے کسی طرح کی طمع نہ ہو۔ نہ پختہ نہ خام)

نسمہ۔ اِس بارے میں کہ بعض اہل اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں رنج و غم پہونچا۔ مگر انہوں نے صبر کیا اور مخلوق سے پوشیدہ رکھا آپنے یہ رباعی پڑھی۔

خرم دِل آنکہ در غمت مُرد و نگفت
اندوہ تُرا بہ دل بسے خورد و نگفت
سر در کفن وفات پیچید و برفت
غمہائے تُرا بہ آں جہاں بُرد و نگفت

(وہ دل کتنا خوش نصیب ہے کہ تیرے غم میں مرجاتے لیکن زبان نہ ہلاے۔ پے در پے تیرا غم جھیلے مگر نہ بولے۔ سر پہ کفن باندھے تیرا غم دوسرے جہان میں لیجاتے مگر کسی طرح کا شکوہ زبان پر نہ لاتے۔) ایک موقع پہ آپنے فرمایا جو دل کا آرام چاہے وہ اِس رباعی پر عمل کرے۔

خواہی کہ ز غم خلاص باشی بجہاں
در خانۂ خود مکن کسے را پنہاں
در حجت کس گواہی خود منویس
ضامن مشو و امانت از کس ستاں

(تو دنیا میں اگر غم سے دُور رہنا چاہے تو اپنے گھر میں کسی کو چھپاکر نہ رکھ۔ کسی جھگڑے میں اپنی گواہی نہ لکھ۔ ضامن مت بن اور کسی کی امانت نہ لے۔)

مولینا زین الدین محمود کمانگر بہدانیؒ جب حجاز کے سفر سے واپس لوٹے تو اپنے وطنِ مالوف بہداین تشریف لے گئے جو خاف کا ایک قریہ ہے اور قزلباش کی آمد پر قندھار آگئے اور یہاں سکونت اختیار کی اور یہیں تقریباً ۹۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔ یہاں سے آپکی میت کو بہداین منتقل کیا گیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

marfat.com
Marfat.com

شیخ مراد رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی صاحب احوال مولینا نور اللہ کے مریدوں میں سے تھے۔ اور اپنے پیر بزرگوار کی پائنتی آرام فرما ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مولینا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ یہ مولینا محمود قواس کے مرید خاص تھے۔ قزلباش کی حالت فتور میں لاہور آکر مقیم ہو گئے۔ اور لاہور میں ہی انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

مولینا خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی صاحب احوال مولینا محمود قواس کے مریدوں میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ صاحب حضور نسبت و بے تعینی تھے اور شیخ شرف الدین عراقی قدس سرہٗ کے مشرب پر تھے۔ مظاہر جمیلہ پر بھی انکی نظر تھی اور بوڑھے ہو گئے تھے۔ یہ بھی لاہور تشریف لائے اور یہاں کی سکونت اختیار کی اور ۱۰۰۰ھ کے قریب انتقال فرمایا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ اپنے ابتدائی ایام تجسس و تلاش میں ان سے بھی ملے تھے اور ان کے طریقہ کو پسند فرمایا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ،

شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت مولینا معین الدین واعظ ہروی کے نواسے اور حضرت مولینا محمود قواس کے منظور نظر خدمت اور مستفید نظر رحمت تھے۔ ظاہری و معنوی علوم میں کمال رکھتے تھے۔ حضرات صوفیہ کی بعض کتابیں اور رسائل حضرت مولینا سے پڑھتے تھے اور اسی دوران استفادہ ظاہری و باطنی حضرت مولینا کی زبان مبارک سے جو بعض مفید باتیں سنیں، انہیں اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں جمع کیا۔ یہ ملفوظات اُن ملفوظات کے علاوہ ہیں۔ جو ہم نے مولینا کے ذکر میں اُن سے منقول فوائد کے سلسلے میں بیان کیے ہیں کہ انکو ایک اور بزرگ نے جمع کیا ہے۔

حضرت شیخ معین الدین اُن بزرگ کے اصحاب سے اکثر نقل کی ہوئی باتوں میں متفق ہیں اور بعض میں منفرد۔ اِس مجموعہ کے شروع میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ فقیر کثیر التقصیر معین المسکین چند روز بطریق سیر و عبور چند شہروں اور مقامات پر گیا تاکہ اِن بزرگوں عارفوں اور خاصانِ خدا کے حالات و کردار کے متعلق معلومات فراہم کرے۔ گو

marfat.com
Marfat.com

اس سلسلے میں بہت کوشش کی اور بے آرام ہوا۔ لیکن اپنی کم علمی و بے استعدادی کے باعث کچھ بات نہ بنی۔ آخر ہندوستان سے نکلا اور بخارا پہنچا۔ وہاں سے انتہائی مشقت اٹھانے کے بعد قندھار آیا اور یہاں کا توطن اختیار کیا۔ یہاں کی سکونت کو کچھ عرصہ گزرا تھا کہ سنہ ۱۰۰۹ھ میں جناب ہدایت منقبت، سعادت مرتبت، صاحب الکشف والالہام، مرشد طوائف الانام مولینا زین الشریعۃ والملۃ والدین محمود القواس البہداینی قدس سرہٗ تک رسائی ہوئی کہ ان جیسا اس دور میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اگرچہ سلسلۂ عالیات خواجگان میں قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم ہر ایک دینِ محمدی کا راہنما اور ستاروں کی مانند ہے۔ آپ ولایتِ خراسان میں رشد و ہدایت میں مصروف تھے کہ وہاں امن وامان کا نظام خراب ہوا اور آپ قندھار تشریف لے آئے۔ یہاں اس عاجز نے موقعہ غنیمت سمجھا اور حضرت کی خدمت میں جاکر استفادہ شروع کیا۔ بزرگانِ دین کی کتابیں اور رسالے آپ سے سبقاً سبقاً پڑھتا اور پڑھنے کے دوران جو معارف و حقائق آپکی زبانِ مبارک سے ادا ہوتے عاجز اُسے قیدِ تحریر میں لاتا جاتا۔

نیز حضرت شیخ معین الدینؒ تحریر فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہوا کہ حضرت شیخ محمود القواسؒ البہداینیؒ سے کتاب فصل الخطاب پڑھوں مگر میرے پاس کتاب کا کوئی نسخہ نہ تھا۔ سوچا خود لکھ لوں چنانچہ حضرت مولینا کی خدمت میں عرض کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا دُور دراز ہے لیکن حق تعالیٰ تم تک پہنچا دیگا۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد فرمانے کے چند روز بعد وہ کتاب مجھ تک پہنچ گئی۔

جس روز وہ کتاب مجھے پہنچی منگل کا دن تھا۔ میں نے کتاب شروع کرنیکی بات آئیندہ کل کے لیے چھوڑ دی۔ حضرت مولینا کو نورِ ولایت سے یہ بات معلوم ہو گئی۔ آپنے فرمایا۔

"امروز کہ ازیں کس کارِ خیرے در وجود می آید غنیمت باید شمرد کہ فردا در غیب است خدائے داند سبحانہ و تعالیٰ کہ فردا توفیق آں میسر گردد یا نہ"

(آج جو بھی نیک عمل انسان سے ہو جاتے اُسے غنیمت جاننے کہ کل کی بات غیب کی

marfat.com

Marfat.com

ہے خدا ہی جانتا ہے کہ کل وہ کام کرنیکی توفیق ملے گی بھی یا نہیں؟) جو اُستاد جمعہ کو
یہ کام نہیں کرتے اُنہوں نے جمعہ کا دن اِس سے بہتر کام کیلئے رکھا ہے اور وہ ہے
مخلوق سے گوشہ نشینی اور حق تعالیٰ کیطرف توجہ۔ تو اِس سے بہتر کیا چاہتا ہے۔
اُس وقت آپنے ایک عالم کا نام لیا اور فرمایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ پڑھانے کے لیے
ایک جگہ جائیں۔ جو شخص کسی جگہ کوئی نیک کام کرے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ وہاں
اُسکے لیے روزی کا سامان بھی فراہم کردیں اُسے چاہیئے کہ اُسے غنیمت جانے اور
خدا کی عبادت میں مشغول ہوجاتے اور خود کو اپنے لیے منتشر اور پریشان نہ کرے، اگر
یہ خود منتشر ہوگیا۔ (مثلاً روزی سے غافل ہُوا) ایک وقت آتے گا وہ اُسکا طالب و
ضرورت مند ہوگا اور وہ اُسے نہ ملے گی۔ ہاں اگر خداوند تعالیٰ اُس کام کو بگاڑ دے یا
یہ شخص حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی خاطر اُسے چھوڑے تو اللہ تعالیٰ دوسری جگہ اس سے بہتر
اُسے عطا فرمائیگا۔

نسمہ۔ نیز آپنے تحریر فرمایا۔ کہ میں حضرت مولینا محمود قواسؒ کے پاس تفسیر پڑھ
رہا تھا۔ تفسیر کا نسخہ حضرت کا تھا۔ مجھ سے فرمایا ہم بھی تو اسے دیکھیں۔ مَیں نے عرض
کیا کہ مجلد ہے (ایک ہی جلد میں ہے تو آپکے لیے علیحدہ کیونکر ہو) فرمایا یہ میرے لیے
کوئی بُت کی طرح نہیں اِسکو علیحدہ علیحدہ جزو جزو کرو ایک جزو مجھے دو اور باقی اپنے
پاس رکھو کہ حضرات مشائخؒ نے فرمایا ہے، کہ بُت پرستی کئی قسم کی ہے بعض لوگوں
کیلئے بیوی بچے بُت ہیں۔ کچھ لوگوں کے لیے مال وجائیداد بُت ہیں اور انکی طرف
میلان معنوی تحقیق کے اعتبار سے بُت پرستی ہے اور اِس بارے میں یہ قرآنی آیت
دلیل ہے:۔

اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (۲۹/۲۵)

(تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو تجویز کر رکھا ہے۔ پس یہ تمہارے باہمی دُنیا کے تعلقات
کی وجہ سے ہے۔) نیز تحریر فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے مولینا کی صحبت میں کہا۔ کہ
لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ حضرت مخدوم مولینا نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے

marfat.com
Marfat.com

اپنا مسلک حنفی سے شافعی بدل لیا تھا۔ حضرت مولینا نے فرمایا یہ صحیح نہیں ہے بعض لوگوں نے اڑائی ہے۔ بات صرف اتنی تھی کہ حضرت مخدوم جامی مکہ معظمہ (اللہ تعالیٰ اُسکے شرف و تعظیم میں اضافہ کرے) سے شیخ سعید فرغانیؒ کی کتاب چہار مذہب کی نقل کرکے لائے تھے اور مسائل میں زیادہ احتیاط والے پہلو پر عمل کیا کرتے تھے چنانچہ عورت اور عضو نہانی کے چھونے سے وضو کیا کرتے تھے۔

شیخ معین الدینؒ اپنے مولینا (محمود قواسؒ) کے متعلق یہ بھی نقل کرتے ہیں۔ کہ آپکو بیرم خاں کی یہ رباعی بہت پسند تھی اور فرماتے تھے، اُس نے خوب کہا ہے

ارباب فقر بلند دست ایشانند
از جام بقائے عشق مست ایشانند
در معرض نیستی است ہر چیز کہ ہست
ہست ایشانند ہر چہ ہست ایشانند

(جو حضرات فقر و درویشی اختیار کرتے ہیں اُنکا مقام بہت بلند ہے۔ عشق الٰہی جو انسان کو فنا کے مقابلہ میں بقا عطا کرتا ہے۔ یہ اربابِ فقر اور درویش اُس بقائے عشق کے جام میں مست ہیں۔ ہر وجود کو فنا ہے۔ اور ہر ہست نیست میں بدل جائے گا۔ مگر اِن اربابِ فقر کو اِس عشقِ الٰہی کے باعث جو بقا ملی ہے اِنکا نام ہمیشہ باقی و زندہ رہے گا۔ مولینا معین الدینؒ بھی شعر کہتے تھے۔ یہ رباعی اُنہی کی ہے

اے آنکہ ز ادراک ہمہ بیرونی
کز ہر چہ ترا وصف کنم افزونی
دلہا ہمہ مجروح و دہن ہا خون ست
کایا تو نگہبان گدایاں چونی!!

(اے خُدا کی وہ عظیم ہستی جو ہر ایک کے ادراک اور سمجھ سے باہر ہے۔ میں جتنی تیری وصف کروں تو ہر حال میں اِس سے زیادہ ہے۔ تمام دل زخمی ہیں اور منہ خون

marfat.com

Marfat.com

سے پُر۔ تو سارے عالم کا نگہبان ہے۔ پھر بھی ہم نہیں جانتے، تو کیا ہے تیری پوری حقیقت کیا۔) مولینا معین الدین کا انتقال ۹۹۰ھ میں ہوا۔

---

marfat.com
Marfat.com

مقصدِ اوّل ——— دوسری فصل

حضرت مخدوم مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی کے فیض و تربیت یافتہ بزرگوں کے حالات کے بیان میں

خواجہ ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت مخدوم جامیؒ کے فرزند گرامی تھے آپکی والدہ کی جانب سے آپکے نسب کا ذکر مع تاریخِ پیدائش کے بیان ہوئے اور مع اُس خواب کے جو آپکے والدِ ماجد نے آپکے بارے میں دیکھا تھا کتاب رشحات میں موجود ہے بعض اساتذہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم زادہ کو اپنے والد بزرگوار کے کمالات و حالات و ارادت کا پورا پورا حصہ ملا تھا۔ اور اپنی استعداد و قابلیت کے مطابق یہ اِن بزرگوار کی دریائے نسبت سے خوب سیراب ہوتے تھے۔ صاحبِ دوایرؒ نے آں جناب کا ذکر حضرت مخدومؒ کے خلفاؒ میں کیا ہے۔ مخدوم زادہ قزلباش کے پُر فتن دور میں قریہ اَوبہ میں چلے آتے تھے۔ جو ہرات سے پندرہ فرسخ (۴۵ شرعی میل) کے فاصلہ پر ہے۔ آپنے یہیں کی سکونت اختیار کرلی تھی اور یہیں ۲۵ شوال ۹۱۷ھ بروز جمعہ صبح دن چڑھے انتقال فرمایا اور یہیں مدفون ہوتے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک سعادتمند بیٹا چھوڑا۔ جنکا اسم گرامی خواجہ نظام الدین یوسفؒ تھا۔

واضح ہو کہ وہ حاشیہ جو مولینا عبدالغفور لاری قدس سرہٗ نے کتاب "نفحات الانس" پر تحریر کیا ہے اُسکا باعث خواجہ ضیاءالدین یوسفؒ ہی تھے۔

۱۔ مولینا عبدالغفور لاریؒ نے حاشیہ کے ابتداء میں حضرت مخدوم زادہ خواجہ ضیاءالدین

marfat.com

Marfat.com

یوسف رحؒ کی تعریف و منقبت میں کچھ کلمات لکھے ہیں جو حضرت مخدوم زادہؒ کے کمالاتِ ظاہری و باطنی کی مضبوط اور قوی دلیل ہے ۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

این فقیر حقیر قلیل البضاعۃ عبدالغفور لاری . . .

کہ یہ فقیر حقیر کم مایہ عبدالغفور لاری۔ اس کا ارادہ جمع و تالیف کتاب کا نہ تھا نہ وہ باقاعدہ تحریر و تصنیف کی ہمت پاتا تھا خصوصاً سلسلۂ عالیہ کے بزرگان قدس اللہ اسرارہم کے ارشادات کہ اس عاجز کو نہ ان کا کافی ادراک ہے نہ اس کا کلام اتنا شافی اور مکمل ہے اور نہ اس کا قلب اتنا پاکیزہ کہ وہ کوئی ایسی کتاب لکھنے کی کوشش کر سکتا مگر چونکہ اب روشن ضمیر حقائق پذیر حضرت مخدوم زادہ جو اخلاق حمیدہ وصفات محمودہ کے جامع ہیں۔ ذہین طبیعت کے مالک جانچنے پرکھنے والی فہم والے۔ حضرت عالی مقام مولینا جامیؒ کی حیات کے ثمر اور پھل (ان کے صاحبزادے) ان کے اخلاق و احوال کا خلاصہ جن کا طور طریقہ ایک حقیقی سالک کا اور جن کا فیض جاری و ساری۔ ان بلند مرتبت بزرگ کے نور نظر اس چمکنے والے چاند کے نور کا عکس اس بحر ناپید کنار سے نکلا ہوا سمندر ضیاء الملۃ والدین یوسف (یعنی حضرت خواجہ ضیاء الدین یوسفؒ) اللہ تعالیٰ ان کی تمام غم واندوہ اور تاسف کے موقعوں سے حفاظت فرماتے۔ اب چونکہ یہ کتاب نفحات الانس کے مطالعہ کی طرف مائل ہیں جو ان کے والد بزرگوار کی ایک تصنیف ہے قدس اللہ تعالیٰ روحہٗ اور اس کتاب کے بہت سے ایسے مواقع تھے جو تشریح و بیان کے محتاج تھے تو عاجز نے یہ کتاب آنحضرت مولانا جامی قدس سرہٗ کے سامنے رکھی تھی۔ اور ان سے اس کے مشکل مقامات کی تشریح پوچھی تھی اور ان کی زبان مبارک سے اسے سمجھا تھا۔ حضرت مخدوم زادہ نے مجھے حکم فرمایا کہ جو کچھ حضرت قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے ادا ہوا اسے جمع کروں چونکہ ان کے حکم کی تعمیل واجب تھی اور حدیث شریف میں بھی حکم وارد ہے۔

اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ فَتَعَرَّضُوْا لَہٗ [1] الحدیث

(بلا شبہ تمہارے رب کے لئے تمہارے ایام زمانہ میں خوشبوئیں ہیں۔ تم ان سے

---

[1] الجامع الصغیر للسیوطی کشف الخفا للعجلونی ۱/۲۶۹

marfat.com

Marfat.com

تعرض کرو)

تو اس کتاب سے تعرض کرنا مناسب محسوس ہوا اور یہی چیز اس کتاب کی تالیف کا سبب بن گئی۔ انتہٰی۔

راقم حروف عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ اب جبکہ مولانا عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ نفحات کی ابتداء سے کچھ کلمات نقل کئے گئے تو دل میں آیا کہ اس حاشیہ سے دوسری جگہ سے بھی تبرکاً کچھ پیش کر دیا جائے اور وہ یہ ہے۔

تسمہ: شیخ علاؤ الدولہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:۔

"وَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِنَزَاهَتِهٖ مِنْ جَمِیْعِ مَا یَخْتَصُّ بِهِ الْمُمْكِنُ فَهُوَ ظَالِمٌ حَقِیْقِیٌّ"

(جو اللہ پاک کے ان تمام چیزوں سے پاک ہونے پر یقین نہ لائے جو کسی طرح بھی ممکن الوجود یعنی مخلوق کے ساتھ مخصوص ہو سکتی ہیں تو وہ صحیح معنی میں ظالم ہے)

اس کی تشریح کرتے ہوئے مولانا عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ نفحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ارباب مسئلہ توحید کا کہنا ہے کہ کمال کا حقیقی مرتبہ یہ ہے کہ اس کا کسی دوسری چیز پر کسی درجہ میں بھی انحصار نہ ہو۔ اگر محسوس ہونے والے مظاہر کے ساتھ اسے مقید کریں تو تشبیہ لازم آتی ہے جو مادیات کے ساتھ وابستہ ہے از قبیلۂ مجردات وہ لائق شمار ہو جاتا ہے۔ تو کمال تنزیہ (خدا کا منزہ اور پاک ہونا) یہ ہے کہ وہ ہستی ممکن کی تمام صفات سے پاک ہو خواہ وہ مجرد ہوں یا مادی ۔۔۔۔

تسمہ: شیخ علاء الدولہ کے اس ارشاد کی تشریح کرتے ہوئے جو انہوں نے توحید وجودی کے رد کے سلسلہ میں شیخ عبد الرزاق کاشی قدس سرہٗ کو لکھا تھا آپ نے ان کا قول اس طرح نقل کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ اَیُّهَا الْمُسَبِّحُ لَوْ سَمِعْتَ مِنْ اَحَدٍ اَنَّهٗ یَقُوْلُ فُضْلَةُ الشَّیْخِ عَیْنُ وُجُوْدِ الشَّیْخِ لَا تُسَامِحُ اَلْبَتَّةَ بَلْ تَغْضَبُ عَلَیْهِ فَكَیْفَ یَسُوْغُ لِعَاقِلٍ اَنْ یَنْسِبَ

marfat.com
Marfat.com

اِلَی اللّٰہِ ھٰذَا التَّھْذِیَانُ"

(اے اللہ کی پاکی بیان کرنے والے اللہ حق بات سے نہیں شرماتا۔ اگر تو کسی کو یہ بات کہتے ہوئے سُنے کہ شیخ کا فضلہ (اس سے نکلی ہوئی نجاست و پلیدی) عین وجود شیخ ہے تو اسے پسند نہ کرے گا بلکہ اس شخص پر غصہ کرے گا۔ تو کیسے کسی صاحب عقل کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اللہ پاک کی طرف اس ہذیان و بیہودہ بات کو منسوب کرے")

تسمہ: مولانا لکھتے ہیں کہ ارباب توحید اگر اشیاء کے ساتھ حق کی معیت کو اس معیت پر قیاس کریں جو جسم کی معیت جسم کے ساتھ سمجھتے ہیں تو اس سے خرابی لازم آئے گی وہ معیت ان کے خیال کے مطابق معیت وجود کی طرح ہے۔ ماہیات کو ماہیات کونی کے ساتھ ملوث نہ کریں بخلاف اس معیت کے جو فضلہ کے ساتھ ہے کہ یہ جسم کی جسم کے ساتھ معیت کے قبیلہ سے ہے اور جسم ملوث ہو سکتا ہے۔ اور آپ نے مختلف مقامات پر اس طرح کی بہت سی مثالیں لکھی ہیں اور بعض اکابر نقشبندیہ کے کلام کا حاصل اور اس مقالہ کی مناسبت واضح ہے اور اسی ضرورت کے تحت ہم نے اس حاشیہ سے اقتباسات نقل کئے۔ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے اس ارشاد کی تشریح میں جس میں آپ نے فرمایا:-

طریقۂ ما صحبت است بشرط نفی بودن در یکدیگر

(ہمارا طریقہ صحبت ہے ایک دوسرے میں نفی کی شرط کے ساتھ)

تسمہ: آپ نے تحریر فرمایا یعنی ایک دوسرے پر نظر نہیں ڈالتے بلکہ ان کی نظر امتثال امر اور حکم بجا لانے پر ہوتی ہے۔ اس کلام کی شرح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمام طالبان راہِ سلوک باہم ایک دوسرے سے صحبت رکھیں تو اس میں بہت خیر و برکت ہے۔

تسمہ: تحریر فرماتے ہیں چونکہ ہر ایک دوسرے کو متاثر کرتا ہے اور اس طرح صحبت و اجتماع سے نسبت تمام حاصل ہوتی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ اگر مبتدی اپنے ابناءِ جنس مبتدیوں کے ساتھ صحبت رکھے تو اس نسبت میں ایسی

marfat.com
Marfat.com

قوت پیدا ہوتی ہے جیسے پیر و مرشد کی صحبت سے یہ آپ نے ان کے قول کی تشریح میں فرمایا کہ توحید کے راز تک آدمی پہنچ سکتا ہے لیکن معرفت کے راز تک نہیں۔

نسمہ: تحریر فرماتے ہیں کہ توحید کا راز دل کو غیر حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے خالی کر لینا ہے اور معرفت کے راز سے مراد خدا کا تفصیلی علم ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ پہلی چیز ممکن ہے اور موجود ہو سکتی ہے۔ دوسری نہیں۔ آپ نے خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ کے اس ارشاد کی تشریح فرمائی کہ پہلے خدا کی عنایت ازلی پر نظر رکھنی چاہیئے اور اس عنایت بے علت کا امیدوار ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی طلب سے ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔

نسمہ: تحریر فرماتے ہیں جو کچھ ظاہر ہو جائے اسے خدا کے فضل و عنایت کے باعث جاننا چاہیئے تاکہ عجز و انکسار اور نیاز و تفرع کی صفت جو اس سلسلہ عالیہ میں لازم ہے سود مند ہو۔ اس لئے کہ اسناد امور سے غفلت حق تعالیٰ سبحانہٗ و تعالیٰ کے فضل و عنایت سے اپنی اور اپنی استعداد کے لیے استناد اشیاء کی موجب ہوگی۔ یہ عین فنا ہے کہ اس امر کی نقیض جو اس سلسلہ میں لازم ہے۔ آپ کے اس ارشاد کی شرح بیان کرتے ہوئے کہ وسوسوں کو روکنا بڑی ہمت و قوت کا کام ہے فرمایا کہ وسوسوں کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیئے کہ گھر کریں ورنہ فیض جاری ہونے کے مقامات میں گرہ لگ جاتی ہے۔

نسمہ: آپ نے تحریر فرمایا وسوسوں کا دل میں گھر کرنا اس کا فعل ہے لیکن وسوسہ کا دل میں گزرنا اس کی طرف سے نہیں یعنی پہلا فعل اختیاری ہے اور دوسرا غیر اختیاری اور اس کلام کی شرح میں جس میں فرمایا۔ در خود رفتن (اپنے اندر جانا) ہے واز خود رفتن (اور دل سے گزرنا)

نسمہ: آپ نے تحریر فرمایا کہ غیر سے شعوری طور پر غائب ہونا اپنی جانب اس معنی میں ہے کہ کبھی کبھی اس کا شعور موجود ہے نہ یہ کہ اس کا شعور قطعاً معدوم ہو گیا ہے اس لئے کہ خود کا شعور علم حضوری کے قبیلہ سے ہے اور کسی شخص

marfat.com

Marfat.com

کی خود سے علم حضوری اس کا عین ہے اور اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ کوئی شخص حقیقت سے جدا نہیں ہو سکتا اور "در خود رفتن" (اپنے اندر جانا) علامت و نشانی ہے "از خود رفتن" (دل سے گزرنا) کی اور اس کا اثر ہے اور اثر نشاندہی کرتا ہے ایک ایسی چیز کی جو موجب اثر اور اثر کو جنم دینے والی ہے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے اس ارشاد کی کہ،

اَلْمُحَافَظَۃُ عَلَی الْاَمْرِ الْوَسَطِ فِی الطَّعَامِ
لَا فَوْقَ الشِّبْعِ وَلَا الْجُوْعِ الْمُفْرِطِ!

"کھانے میں میانہ روی کی پابندی۔ نہ سیری سے زیادہ اور نہ انتہائی درجہ کی بھوک"
شرح میں آپ نے فرمایا،

نسمہ: شکم سیری سے زیادہ کھانا فیض جاری ہونے کے راستوں کو بند اور مسدود کر دیتا ہے اور حد درجہ کی بھوک مزاج کو ضعیف و کمزور بنا دیتی ہے۔ بزرگوں نے فرمایا شکم سیری و حالت بھوک میں انسان کو فرشتہ صفت ہونا چاہیئے اس لئے کہ فرشتے نہ شکم سیر ہیں نہ بھوکے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے ارشاد کہ دل کے التفات غیر سے خالی ہوئے بغیر کسی قسم کی خاموشی اختیار کی جائے اس کا پانا ممکن نہیں" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

نسمہ: دل کا التفات غیر سے خالی ہونا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بغیر مزاحمت غیر کا شعور نہ باقی رہے نہ یہ کہ مطلقاً شعور ہی ختم ہو جائے، اس لئے کہ شعور کا مطلقاً ختم ہو جانا، نادر ہوتا ہے۔ اور اچک لے جانے والی برق کی طرح ہوتا ہے۔

آپ کے اس قول کی شرح جس میں آپ نے فرمایا کہ سیر کی انتہا اس انتظار کے حصول سے عبارت ہے آپ نے تحریر فرمایا کہ نہایت نہایت الی اللہ اس کا انتظار ہے اس بنا پر کہ اس کا انتظار نتیجہ کا انتظار ہے اور نتیجہ کا انتظار قطع مسافت کے بعد ہوتا ہے۔ اسی بنا پر کہ انتظار نہایت سیر ہے اور ان خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم کی ابتداء یعنی جو چیز انتہا میں ہوتی ہے۔ یہ بزرگ ابتداء میں اس کا حکم فرماتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

مولانا نے نفحات الانس کے حاشیہ پر حضرت مخدوم رہ کے حالات لکھے ہیں اور وہ تکملہ کے طور پر مشہور ہے۔ اس میں ایک قیدی کی رہائی سے متعلق حضرت مخدوم رہ سے ایک حکایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میں اس کی رہائی کا ارادہ کرتا ہوں — ستر وحدت غالب آجاتی ہے اور توحید کے معنی کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ غم و دکھ دور ہو جاتا ہے اور بغیر اس غم و دکھ کے کوئی کام نہیں انجام پا سکتا نیز وہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ اور مختلف سلاطین حضرت مخدوم کی خدمت میں پہنچتے تو آپ کم ان کی نصیحت کے لئے زبان کھولا کرتے اور اس کے راز کے سلسلے میں فرماتے کہ نصیحت کرو یا نہ کرو وہ عمل نہ کریں گے جو فقیر کی صحبت سے متاثر نہ ہو وہ اس کی نصیحت سے بھی متاثر نہ ہوگا۔

واضح ہو کہ ایک بزرگ نے اپنے رسالہ میں حضرت مولانا عبد الغفور رہ کا ارشاد نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ہرات آیا تو عجیب طرح کی مشکلات میں گھرا ہوا تھا جب حضرت مخدوم جامی قدس سرہٗ السامی کی صحبت شریف میں پہنچا تو آپ نے روزمرہ کی گفتگو کے ضمن میں کچھ اس طرح میری مشکلات حل فرمادیں کہ مجھے کامل یقین ہو گیا کہ انہیں براہِ راست اللہ پاک کی طرف سے القاء ہوتا ہے۔

(۱) مولانا علاؤالدین ساؤجی رحمۃ اللہ علیہ | ساؤج لفظ "ساوہ" سے معرّب ہے اور وہ مرو کے قریب اس سے چند مرحلہ پر ایک شہر ہے۔ حضرت مولانا علاؤ الدین ساؤجی رہ صاحب کمال حضرت مخدوم جامی رہ قدس سرہٗ کے اصحاب میں سے تھے۔ حضرت مخدوم رہ کی صحبت کے اکتساب سے قبل مختلف عارفین و صلحاء کی صحبت میں بھی رہے۔ جب ان قطب زمانہ (حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رہ) کے آستانہ پر پہنچے تو وہیں اقامت اختیار کرلی اور کئی سال حضرت کی خدمت میں گزارے پھر حضرت مخدوم سے اجازت لے کر اپنے وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ زندگی گزاری اور یہیں ۹۶۰ھ میں دار فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی عمر شریف نوّے ۹۰ سال سے متجاوز تھی۔

(۲) مولانا حاجی رحمۃ اللہ علیہ | یہ بھی حضرت مخدوم مولانا جامی رہ کی صحبت سے مستفید ہوئے

marfat.com

Marfat.com

اور عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے۔ اس دور کے ایک فاضل نے لکھا ہے کہ حضرت مخدوم جامی رحمۃ اللہ علیہ جتنی شفقت و محبت آپ سے فرماتے تھے اپنے اصحاب میں کسی دوسرے سے کم ہی کرتے تھے۔

حضرت مولانا نے حجاز کے کئی سفر پا پیادہ فرمائے اور وہاں اس دور کے بعض مشائخ کبار سے بھی ملاقاتیں فرمائیں رحمہم اللہ سبحانہٗ۔

(۱۷) حضرت صالح تیمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب دوابر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بھی حضرت مخدوم جامی رحمۃ اللہ علیہ کے یارانِ منظور و صاحبِ نسبت و حضور میں سے شمار کیا ہے۔ خود آپ نے بھی اپنے غزلیات کے دیوان میں اس سلسلۂ عالیہ سے وابستگی کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ کا شعر ہے ؎

شہیدے نقشہا زد از غزل بر صفحۂ عالم

ہر آں نقشے کہ زد از فیضِ شاہِ نقشبند آں زد

(ایک شہید (مشہدی) نے صفحۂ عالم پر اپنی غزل سے نقش کھینچے ہیں۔ جو نقش بھی کھینچا ہے وہ شاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے کھینچا ہے) قزلباش کے دور آشوب میں ہندوستان تشریف لے گئے اور وہیں سے آخرت کا سفر اختیار کیا۔ یہ شعر آپ ہی کا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بیا اے عشق آتش زن دل افسردۂ ما را

بنورِ خود منور کن تنِ پژمردۂ ما را

(اے عشق آ اور ہمارے افسردہ دل کو گرما دے۔ ہمارے پژمردہ کملائے ہوئے جسم کو اپنے نور سے منور کر دے)

(۷) شیخ مودود لاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ بظاہر بابا نظام کے مرید تھے مگر بطریق خدمت حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی تربیت یافتہ تھے صحبتِ کامل کے مالک تھے۔ صاحب جذبات و تفرید و تجرید تھے۔ اسرار و مواجید سے نوازے

marfat.com

Marfat.com

گئے تھے۔ نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کے مبارک دور میں ہندوستان تشریف لاتے آگرہ میں گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ پانی پت شاہ جہاں آباد کے نواح و اطراف میں مشہور مقام ہے۔ وہاں میاں شیخ امان پانی پتی ایک بزرگ تھے۔ ان سے بعض حضرات نے استفادہ کیا تھا یہ ان کے ایک شاگرد کے پاس تشریف لائے اور اسی شہر میں سکونت اختیار فرمائی۔ وہاں مشہور کتاب فصوص الحکم کا درس دینا شروع کیا اور اس کتاب پر تعلیقات و حواشی بھی لکھے۔ اور یہیں رمضان المبارک ۹۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔

میاں شیخ امان پانی پتی جن کا ابھی ذکر ہوا۔ ہندوستان کے مشہور عارفین و اکابرین سے ہیں۔ حضرات صوفیہ کے علوم میں انہیں یدِ طولیٰ حاصل تھا اور اس سلسلے میں ان کی کئی اچھی تالیفات ہیں۔ انہیں میں "لوائح" پر حاشیہ بھی شامل ہے۔ جو انہوں نے بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ ان کا وصال ۹۵۷ھ میں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷۱) مولانا حافظ الدین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یہ بہق کے رہنے والے تھے جو ہرات سے دو فرسخ کی مسافت پر ایک مقام ہے۔ کلامِ عرب میں ایک کلمہ میں ج کاف کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شیخ ابن حاجب مالکی نے شافیہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ وہ بحق کو بہق کہتے ہیں۔ مولانا حافظ الدین بیہقیؒ حضرت مخدوم مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامیؒ صاحب وقت حضور سے استفادہ کرنے والوں اور ان کے فیض یافتہ حضرات میں سے تھے اور ان کے منظورِ نظر تھے اور دانش و فضیلت میں خصوصاً علم تجوید و قرأت میں بڑا کمال رکھتے تھے۔ اور اس علم میں آپ کی ایک تصنیف بھی ہے جو بہت مفید ہے اور حضرات صوفیہ ارباب حال کے مشرب میں آپ کے خوبصورت اشعار بھی ہیں۔ حالی تخلص فرماتے تھے۔ یہ دو شعر آپ کے ہیں۔

بنازِ مثل تو شاہے کہ بودہ است و کہ باشد
بہ حسن ہیچو تو ماہے کہ بودہ است و کہ باشد
تو آفتاب جہان تابے از تو ولیکن
چو من بروز سیاہے کہ بودہ است کہ باشد

marfat.com

Marfat.com

(اے شاہ بھلا تیرے جیسا ناز و انداز کس کا ہوگا اور اے چاند بھلا تیرے جیسا حسن کس کا ہوگا۔ تو آفتاب جہاں ہے اور تجھ سے ہر شے روشن مگر مجھ جیسی سیاہ بختی و تاریکی بھلا کس کی ہوگی)

مولانا محمد ہاشم بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ مولانا حافظ الدین بیہقی رح کے صاحبزادے تھے اپنے والد ماجد کی نسبت سے بہرہ مند تھے۔ کئی سال خراسان میں طالبانِ طریقت کے لئے آپ کے فیوض عام رہے۔ یہاں تک کہ بعض طالبان آپ سے نعمتِ عظمیٰ کو پہنچے ہیں انہی میں مولانا عبدالقدوس قہستانی اور مولانا سید محمد میر دولت کرخی" ہیں اور یہ تین بزرگ جن کا ابھی ذکر ہوا۔ مولانا عبدالقدوس اور مولانا میر دولت مذکور سلسلۂ شریفہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ شیخ احمد جو بہت بڑے ولی تھے ان سے بھی بہرہ مند ہوئے ہیں اور مولانا سید محمد جو تاحال قہستان میں گوشہ نشینی اور حضور و صفا کی زندگی گزار رہے ہیں وہ بھی شیخ احمد مذکور کے مریدوں میں سے ہیں اور مولانا شاہ محمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ جو ان اکابر کی نسبت کے باعث صاحبِ نصیب ہیں انہی شیخ مذکور کے فرزند ہیں آپ کے والد بزرگوار مولانا محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ کورشانی ہیں۔ وہ حضرت صوفی کے فرزند ہیں جو مولانا زین الخوافی قدس اللہ اسرارہما کے کبار اصحاب میں سے ہیں مولانا مقیم بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر سلسلۂ سہروردیہ میں بڑے راسخ تھے۔ اچانک اتنے سخت بیمار ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہوگئے۔ مولانا محمد امین مذکور ان سے سسرالی رشتہ رکھتے تھے۔ ایک بار ان کی عیادت کو آئے۔ ان سے اشارۃً فرمایا منت مانو کہ اگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں شفا عکرامت دے دے تو تم سلسلۂ عالیہ نقشبند سے منسلک ہوجاؤ گے۔ انہوں نے بخوشی قبول فرمالیا۔ اس روز سے آپ کی طبیعت سنبھلنی شروع ہوگئی یہاں تک کہ کامل صحت نصیب ہوئی چنانچہ اس منت اور عہد کی رو سے آپ نے مولانا محمد امین کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی صحبت کی برکت سے ان بزرگوں کی نسبت شریفہ حاصل کی۔ پھر کئی سال خاموشی و انکساری میں وقت گزارا اور ان علاقوں میں صفائے قلب و حسن کردار اور تربیت طالبانِ طریقت میں مصروف رہے۔ ۱۰۳۰ھ کے قریب حجاز کے سفر مبارک کی طرف متوجہ ہوئے

marfat.com

Marfat.com

جب سفر حجاز سے واپس ہوئے تو ۱۳۰۱ھ کے قریب کرمان میں ۹۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کی میت کو وہاں سے ہرات لایا گیا۔

میر حسن ادیبی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد امین کے خاص اصحاب میں سے تھے بلخ میں حضرت مولانا بزرگ و حضرت مولانا خورد کی صحبت شریف میں رہے اور مولانا دوست صحاف رح کی خدمت میں بھی حاضری دی۔ ان تینوں بزرگوں کی خاص نظر عنایت ان پر رہی۔ آج قریہ ادبہ میں جو دیار خراسان میں ہے آپ بقید حیات ہیں اور آپ کی عمر شریف سو سے تجاوز کر چکی ہے۔

مولانا حسین نسفی رحمۃ اللہ علیہ آپ اگرچہ اپنے والد بزرگوار مولینا فخر الدین حسین سے بیعت تھے اور مولانا فخر الدین حسین۔ حضرت مولانا علاؤ الدین مکتب دار کے مرید تھے۔ رحمہا اللہ لیکن اپنے والد کے انتقال کے بعد مولانا محمد امین سے بھی بہرہ ور ہوتے یہاں تک کہ آج جبکہ ۱۳۰۹ھ ہے وہ قریہ سباشان میں بقید حیات ہیں۔ جو ہرات کے مضافات میں ہے (اللہ تعالیٰ اسے تمام آفات سے محفوظ رکھے) آپ کی عمر اس وقت اسّی سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ چمچے تراشتے ہیں اور اس سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے روزی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے فرزند مولانا عبداللہ بھی اپنے والد کی نسبتِ معنوی سے بہرہ ور ہیں سلمہا اللہ سبحانہٗ،

واضح ہو کہ خراسان میں حضرت مخدوم الانام مولانا عبدالرحمٰن جامی کے زمانہ سے ہمارے دور تک اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بہت سے بزرگ گزرے ہیں کیا اولیاء عزلت و گوشہ نشینی اور کیا اکابر صاحب ہدایت و ارشاد لیکن چونکہ ان بزرگوں کے حالات معتبر ذرائع سے اس عاجز کو نہیں پہنچے اس لئے اس عاجز نے ان کے احوال گرامی لکھنے میں توقف کیا۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے جب بھی ان بزرگوں کے معتقدین کے رسائل سے معتبر ذرائع سے یہ حالات اس حقیر کو پہنچے یہ عاجز انشاء اللہ العزیز اس کتاب میں شامل کر دے گا۔ اسی طرح سلسلۂ سہروردیہ کے متاخرین اکابر اور سلسلۂ عالیہ کبرویہ کے مشائخ رحمہم اللہ میں اولیا کاملین اور صاحب دل بزرگوں کے حالات

marfat.com

Marfat.com

جو ان علاقوں میں گزرے یا اب موجود ہیں انشاء اللہ اپنی کتاب صفحات الانوار میں لکھوں گا اگر اللہ جل شانہ کی تائید وعنایت شامل حال رہی۔

سید مرتاض مجذوب ومغلوب فانی ربانی امیر جعفر ہروی قدس سرہٗ کئی سال خراسان میں طالبان طریقت کے لیے مشعل ہدایت وفیض بخش رہے۔ ۱۰۲۷ھ میں انتقال فرمایا۔ بزرگوں کے راہنما حضرت خواجہ عبیداللہ جو خواجہ احرار کے نام سے مشہور ہیں (قدس سرہٗ) یہ ان کی روحانیت سے بھی تربیت یافتہ تھے تو ان صاحب کمال عارف کا ذکر بیان کرنا چاہیئے تھا لیکن چونکہ بظاہر انہیں نور ہدایت اور آداب طریقت کی تعلیم میرزا قاسم لنگری قدس سرہٗ سے ملی تھی جو شیخ واشکی قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے ہیں وہ حضرت مخدوم ربانی شیخ حاجی محمد جوشانی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے تو اس سلسلۂ شریفہ کے خلفاء کے ذکر کے ضمن میں صفحات الانوار میں ان کے حالات لکھوں گا۔

۷۱/ مولانا محمد صلاح رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے بھی حضرت مخدوم مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحؒ سے استفادہ کیا تھا۔ ایک معتبر ہستی کا کہنا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے لیے حضرت مخدوم جامی رحؒ کا اجازت نامہ جو اجازت طریقت کے لیے حضرت نے آپ کے لیے لکھا تھا آپ کے سامان سے برآمد ہوا۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ مولانا محمد صالح حضرت مولانا شمس الدین محمد روجی قدس سرہٗ کے بھی فیض یافتہ تھے۔ مختصر یہ کہ صاحب علم وفضیلت اور صاحب حضور ونسبت تھے شیخ ربانی خلیل اللہ بدخشانی کبروی قدس سرہٗ کے اجلۂ اصحاب میں سے ایک درویش نے اس عاجز کو بتایا کہ ہمارے شیخ فرماتے تھے کہ قابل فخر شہر بخارا میں ابتداء سلوک کے ایام میں میں نے ایک خواب دیکھا۔ کسی نے مجھ سے خواب میں کہا کہ مولانا محمد صلاح کے اوراد میں سے ایک ورد سے تجھے بہت سے فائدے حاصل ہوں گے اور اس وقت حضرت مولانا بخارا میں بقید حیات تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا میرے تو بہت سے اوراد ووظائف ہیں تمہیں کس ورد کے بارے

marfat.com

Marfat.com

میں ہدایت ہوئی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اچھا مناسب یہ ہے کہ میں اپنے وِرد پڑھتا جاتا ہوں۔ جہاں تمہارا دل ٹھہر جائے اسی وِرد کو تم وہ وِرد سمجھنا جس کی تمہیں خواب میں ہدایت ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے اوراد میں سے اس دعا پر میرا دل ٹھہر گیا۔

اَللّٰهُمَّ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ[1]

(اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے ایک لحہ کے لیے بھی اپنے نفس کے سپرد نہ کیجیو اور میری پوری حالت کی اصلاح فرمائیو۔ اے جلال والے اے عزت والے) میں نے اس دعا کو اپنا معمول بنا لیا اور اس دعا سے مجھے بڑی کشائش نصیب ہوئی۔

حضرت مولانا کی بعض تصانیف بہت مقبول ہوئیں۔ انہی میں مختصر وقایہ جو فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے اس کا ترجمہ بھی شامل ہے۔

نسمہ۔ اس کتاب کے دیباچہ میں دینی عقائد کا بیان ہے اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا اگر دنیا کے تمام عقلاء اسے پوری پوری طرح سمجھنا چاہیں نہیں سمجھ سکتے۔ ان کا اس بارے میں سمجھنا کچھ اس طرح کا ہوگا جیسے ایک اندھا ایک سرائے میں آجائے جہاں ہر چیز اپنی جگہ پر رکھی ہوئی ہو مگر اس کا پاؤں کبھی ایک چیز سے ٹکرائے اور وہ کہے کہ یہ چیز راستہ میں کیوں رکھی ہے اور پھر ٹکرائے اور وہ یہی کہے

---

[1] مسند ابی داود الطیالسی۔ مجمع الزوائد (۱۰/۱۳۷) اور الفردوس للدیلمی وغیرہ میں اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ ہے مجمع میں بحوالہ طبرانی یہ دعا کُلَّهٗ تک ہے۔ مسند طیالسی اور فردوس میں آخری کلمات لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ہیں ایک دوسری حدیث میں اَلِظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ آیا ہے۔ شاید اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے مولانا صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے آخری الفاظ شامل کئے ہیں۔ واللہ اعلم (اشرف)

marfat.com
Marfat.com

حالانکہ وہ نابینا خود ہی صحیح راستہ نہ چل رہا ہو اور راستہ اسے نظر نہ آرہا ہو۔
مولانا محمد صلاح ہرات کے باشندے تھے لیکن قزلباش کی فرمانروائی کے بعد سے خراسان سے بخارا چلے گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار فرمائی تھی جیساکہ اس کا بیان آئے گا۔ اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ سمرقند میں آپ کے ایک خاص مرید مولانا سید محمد تھے جو شیخ سوختہ کے نام سے مشہور تھے یہ کافی عمر رسیدہ فاضل اور صاحب دل بزرگ تھے رسالہ گنج الطالبین میں لکھتے ہیں کہ اس تحریر کے وقت فقیر کی عمر چھیانوے سال ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کچھ عرصہ زندہ رہے۔
واضح رہے کہ اس کتاب میں متعدد مواقع پر بعض بزرگوں کے عراق و خراسان سے ماوراء النہر اور ترکستان اور ہندوستان منتقل ہو جانے کا ذکر آیا ہے کہ قزلباش فتنہ کے باعث انہیں ایسا کرنا پڑا۔ مختصر طور پر اس واقعہ کا بیان کر دینا ضروری ہے تاکہ آئندہ جب بھی اس فتنہ اور یلغارش کا ذکر آئے تو اسے سمجھنا آسان ہو۔
مختصراً یہ حادثہ اس طرح پیش آیا کہ ۹۰۰ھ کے قریب بے دینوں کے ایک گروہ نے جنہوں نے شیعہ مذہب اختیار کیا ہوا تھا خروج کیا۔
شاہ اسماعیل بن حیدر جو پانچ واسطوں سے شیخ صفی الدین اردبیلی کی اولاد میں سے ہے اگرچہ اس کا اعتقاد و کردار اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر نہیں ہے یہ بلاد عجم و عراق پر قبضہ کر کے بادشاہ بن بیٹھا۔ یہ فتنہ روز بروز بڑھتا رہا یہاں تک کہ خراسان کی حدود تک پہنچ گیا۔ یہاں کی حکومت ان دنوں سلطان حسین میرزا انار اللہ برہانہٗ کے فوت ہو جانے اور اس کے بیٹوں کے کمزور پڑ جانے کے باعث ماوراء النہر اور ترکستان کے والی محمد خان شیبانی کے ہاتھ آگئی تھی جو شاہ بیگ خان کے نام سے مشہور تھا۔ ۹۱۶ھ میں مرو کے مقام پر محمد خان شیبانی اور شاہ اسماعیل بن حیدر کے درمیان معرکہ ہوا۔ خدا کا کرنا کہ محمد خان شیبانی کی فوج کو شکست ہوئی اور شیبانی جنگ میں کام آگیا۔ شاہ اسماعیل نے مرو میں غارت گری شروع کر دی اور ہرات کی طرف بڑھا اور اپنے باطل مذہب کی ترویج کے لیے اس نے کمر ہمت باندھ لی۔ شہر ہرات ان دنوں سلطان حسین مرزا اور امیر کبیر علی

marfat.com

Marfat.com

شہر (اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کی کوششوں کو قبول فرماتے) کی کوشش وخدمت کے باعث عارفین وعلماء کا مسکن بن گیا تھا اور یہاں بڑے بڑے بزرگ جمع تھے۔ قزلباش کے خونی ہاتھوں سے بعض بزرگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا اور وہ شہید ہوئے۔ بعض دوسرے قریبی ممالک کی طرف ہجرت کر گئے۔

جو بزرگ اس فتنہ کے دور میں شہید ہوئے اور ان نیک بختوں کے زمرہ میں نمایاں ہوئے وہ شیخ الاسلام علامۃ الانام حضرت مولانا سیف الدین تفتازانی تھے۔

مولانا سیف الدین تفتازانی اعلم المحققین والمدققین حضرت مولانا سعد الدین تفتازانی کے نواسے تھے (رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہُمَا) اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کی ارواح کو راحت وآرام میں رکھے یہ معقول ومنقول اور فروع واصول تمام علوم میں یگانہ روزگار تھے اور دین ودیانت اور تقویٰ میں اس زمانہ میں ان کی کوئی مثال نہ تھی۔ چالیس سال سے زیادہ یہ خراسان میں طالبان علم کے لیے بذریعہ تدریس وتصنیف باعث فیض رہے تھے اور ان کی بعض تصنیفات ایسی تھیں جیسے حاشیۂ تلویح اور حاشیۂ شرح وقایہ جو ساری دنیا میں مشہور تھیں۔ اور ان کے عظیم شاگردوں میں ایسی ہستیاں بھی تھیں جیسے حضرت مولانا عصام الدین ابراہیم۔ مولانا عبدالعلی برجندی۔ مولانا احمد جند مولانا حنفی۔ مولانا شمس الدین محمد بحرآبادی۔ مولانا حاجی تبریزی۔ میر ابو البقاء۔ مولانا ناصر وغیرہ کثیر البرکات والتصنیفات علماء جو تمام دنیا میں مشہور تھے۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ۔

شیخ الاسلام مولانا سیف الدین تفتازانی کی شہادت کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ظالم تراکمہ اپنے بادشاہ کے کہنے پر گذشتہ سال کے جمعوں میں سے ایک جمعہ کو کمنان کی مسجد میں جمع ہوئے اور مولانا زین الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ پر زور دیا کہ وہ حضرات خلفاء ثلثہ (حضرات ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لعنت ملامت کریں۔ اور انہیں ڈرایا دھمکایا کہ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ مولانا مردانہ وار منبر پر تشریف لے گئے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی جو واہب العطیات (عطا کرنے والا) ہے اور

marfat.com

Marfat.com

سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کی نعت پڑھی۔ جب آپ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی منقبت پر پہنچے تو آپ کو اسلام کی غیرت و حمیت آ گئی۔ اس دار فانی کی تکلیف اور اذیتوں پر حق تعالیٰ کی رضا اور جاودانی نعمتوں کا تصور آپ پر غالب آ گیا۔ آپ نے رضائے الٰہی کو اپنے لیے پسند فرمایا آپ کی آنکھیں پُرنم ہوئیں اور آنسوؤں کے چند قطرے آپ کے رخسار مبارک پر گرے آپ نے ارشاد فرمایا اتنے سالوں سے میں اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر خطبہ پڑھتا چلا آیا ہوں آج اگر بالفرض میری نو عمری ہوتی (صبح ایام حیات) اور میں دوجہان کے اس خسارے کے سودے سے اپنی جان کی حفاظت کرتا اور اسے بچاتا تب بھی بُرا ہوتا چہ جائیکہ اب جبکہ میرا بڑھاپا ہے۔ میں ایسی بے دینی و بد دیانتی کا ارتکاب کروں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں آپ نے یہ فرمایا اور حضرات صحابہؓ کے اسمائے گرامی کو پوری تعظیم و ادب سے پڑھنا شروع کیا یہ سننا تھا کہ ظالم تماکہ نے ان روشن صفات والے روشن ضمیر والے بزرگ کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا منبر سے نیچے گرایا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اکابر دوسرے گوشوں میں چلے گئے۔ دوسرے دن شاہ اسماعیل بن حیدر نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سیف الدین تفتازانی کو بلایا اور ان سے کہا حیف تیرا شیخ اتنا دانشمند پھر بھی غلط راہ پر چلا گیا۔ اثنا عشریہ مذہب قبول کر لے اور صحابہ کو گالیاں دے ان پر لعنت ملامت کر۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے بچے تو دین کو کیا جانے کہ مجھے اس کا سبق پڑھا رہا ہے۔

ان لوگوں کو لے آ جنہیں اس دین کے بارے میں زور آور کرتی ہو۔ اگر ان کی بات لوگوں کے دل کو لگے تو اس کے مطابق عمل کر لو اور اگر میں اپنے دین کی برتری لوگوں پر واضح کر دوں تو پھر تو اپنا مذہب چھوڑ دے یعنی شیعہ مذہب چھوڑ کر اہل سنت والجماعت کا مسلک اختیار کر شاہ اسمٰعیل بن حیدر نے یہ سن کر روئے سخن اپنے علماء کی طرف کیا اور کہا کہ ہاں کہو کیا کہتے ہو وہ علماء گھبرا گئے اور بولے کہ ان لوگوں کے ساتھ باتوں میں نہیں جیتا جا سکتا۔ چنانچہ بادشاہ اب شیخ الاسلام کے ساتھ خشونت و بدتمیزی کے ساتھ پیش آنے لگا اور اپنے باطل مذہب کو اختیار کرنے پر زور دینے لگا۔ شیخ الاسلام نے اب اپنی جان ہتھیلی پر رکھ لی اور پورے

marfat.com
Marfat.com

جوش ایمانی کے ساتھ مسلک اہل سنت والجماعت کی تشریح شروع کر دی اور جو کچھ کہنا تھا کہا
اچانک تیرہ بخت بادشاہ نے ایک تیر شیخ الاسلام کے سینہ میں پیوست کر دیا حضرت نے اپنے
دست مبارک سے وہ تیر نکالا۔ حضرت کے سینہ سے خون کا ایک فوارہ پھوٹ نکلا اور سارے
کپڑے خونا خون ہو گئے۔ حضرت شیخ الاسلام نے وہ خون اپنے چہرۂ مبارک پر ملا اور فرمایا

"الحمدللہ والمنۃ کہ پس از ہشتاد سال عمر بر اثبات دین حق وابطال مذہب
باطل محاسن خود را بخون شہادت رنگین دیدم"

(خدا کا شکر ہے احسان ہے کہ اسّی سال اپنی عمر سچے دین کو سچا ثابت کرنے اور
مذہب باطل کو باطل ثابت کرنے کے بعد اب میں اپنے کپڑوں کو خون شہادت سے رنگین
دیکھ رہا ہوں)

بادشاہ نے غصہ میں حکم دیا کہ شیخ الاسلام کو ایک اونچے درخت پر لے جاؤ اور پھر
اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکو تاکہ ملت بیضا کے درخت کا یہ باغبان

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (ابراہیم ۱۴ : ۲۴)

(اس کی جڑیں مضبوط اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں)

مع اس درخت کے نیچے زمین پر آرہے۔ آپ کو اس وقت بڑے بازار میں لائے اور آپ کی
لاش کو جلایا۔ مگر پوری کوشش کے باوجود آپ کا سینۂ مبارک نہ جلا اور عرصہ تک ان فرشتہ
اوصاف علامہ کا جسم مبارک اس ظالم گروہ پر لعنت ملامت کا سبب بنا رہا۔

رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً

(اللہ پاک ان پر اپنی وسیع رحمت فرمائے)

نمبر ۱۰ وقت پڑنے پر جان پر کھیل جانا اور جسم کو خاک میں ملا دینا محبت کے تقاضوں
میں سے ہے۔ حضرت شیخ ابوالخیر تیناتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"حب دو حرف است، حا و با۔ حا اشارت ست
بہ روح و با ایماء بہ بدن۔ یعنی ہر کہ راہ دوستی
پوید دست از جسم و جان بشوید"

marfat.com
Marfat.com

(حُب جس کے معنی محبت کے ہیں دو حرف سے مل کر بنا ہے ؛ ایک (ح) اور دوسرے (ب) ۔ (ح) اشارہ ہے روح کی طرف اور (ب) بدن کی طرف یعنی جو دوستی کے راستہ میں دوڑا اس نے اپنے جسم و جان سے ہاتھ دھوئے)

مولانا زین الدین خطیبؒ اور شیخ الاسلام مولانا سیف الدین تفتازانیؒ کی شہادتوں کے ان واقعات کے بعد بقیہ بزرگان دین و عارفین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق خراسان سے مختلف اطراف میں ہجرت فرمانا شروع کی بعض بزرگوں کو تو ماوراء النہر کے سلاطین خود اپنے اپنے علاقوں میں لے گئے اور بعض نے خراسان ہی میں دور دراز مخفیہ گوشے اپنے لیے پسند فرمائے ۔ بیت

چونکہ نامحرم در آید از درم
پردہ در پنہاں شوند اہل حرم

(جب میرے گھر سے نامحرم نکل آیا تو اہل حرم پردہ میں چھپ گئے)

واضح رہے کہ ان بزرگوں کے علاوہ جن کا ذکر ہوا اور بھی بہت سے ایسے علماء و صلحاء تھے جو حضرت مخدوم الانام مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ سے بہرہ مند ہوئے تھے لیکن حضرت مخدوم کا افاضۂ نسبت و تعلیم طریقت میں چونکہ آئین و طریق ایماء و اشارہ تھا اور وضاحت کے ساتھ امر سلوک کا کسی کے لیے اظہار نہ فرمایا تھا اس لیے آپ کے بہت سے منتسبین کے حالات اخفاء میں رہے اور نہ معلوم ہو سکے ۔

(۱۱۷) حضرت مولانا شروانی رحمۃ اللہ علیہ

امیر علی شیر اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں ۔ کہ مولانا شروانی جو مشہور عالم ربانی تھے اور ۱۹۷ھ میں شہید ہوئے تھے وہ بھی حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کے مریدوں میں سے تھے اور آپ سے استفادہ کیا تھا ۔

(۱۱۸) حضرت مولانا حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا فخرالدین نے "رشحات" میں حضرت مخدوم کے حالات کے بیان میں اس ستر و کتمان اور حضرت مخدوم کے امر سلوک میں وضاحت کے ساتھ

marfat.com

Marfat.com

کسی کے لیے اظہار نہ فرمانے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود اپنے والد بزرگوار مولانا حسین واعظ مفسر اور مذکر کی نسبت حضرت مخدوم کی طرف بیان کی ہے۔ ان کے خواب دیکھنے اور حضرت مخدوم رحمہ اللہ کے اس کی تعبیر بتانے کا واقعہ لکھا ہے۔ حضرت مولانا حسین رحمہ اللہ کا انتقال ۹۱۰ھ میں ہوا اب جبکہ ان مشہور واعظ کا اسم گرامی اور ان کے انتساب کا ذکر آیا ہے تو ان کے چند مفید کلمات اور نکتے اگر ہم اس کتاب میں نسمہ کے طور پر پیش کر دیں تو کیا عجب ہے ان بزرگوں کے ارشادات نقل کرنے کے باعث ہمیں شفاعت نصیب ہو جاتے۔ منہا۔

نسمہ: جواہر التفسیر آپ کی بہترین تالیف ہے۔ اس میں استعاذہ (پناہ مانگنا) کی تفسیر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ اس کے تین درجے ہیں۔ مقام تجلی افعال کے وقت استعاذہ مقام تجلی صفات کے وقت استعاذہ اور مقام تجلیات ذاتیہ کے وقت استعاذہ۔ سالک راہ جب مقام تجلی افعال میں پہنچے اور اس کو یہ مشہود ہو کہ صور مظاہر میں سے کوئی فعل ظاہر نہیں ہوتا مگر فاعل حقیقی (خدا) کی طرف سے جیسا قرآن کریم میں فرمایا:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو

تو اس مرتبہ میں اس کا استعاذہ ان افعال سے ہے جو ان تجلیات کے آثار ہیں اور جب سالک تجلی صفات کے درجہ کو پہنچتا ہے اور اس پر یہ حقیقت روشن ہوتی ہے کہ کوئی صفت اور کمال ثابت نہیں ہے مگر حق سبحانہ کے لیے اور اہل نسبت کے ساتھ اس کی نسبت کرنا محض عاریت ہے اس مرتبہ میں اس کا استعاذہ صفات قہریہ (جن صفات سے خدا کا قہر اور غصہ ظاہر ہوتا ہے) سے صفات لطیفہ (جن صفات سے رحمت خداوندی ظاہر ہوتی ہے) کی طرف ہو گا اور اِسْمُ الْمُضِلّ کے مقتضیات یعنی شیطان اور اسکے متبعین جو اس اسم کے مظاہر آثار ہیں، سے پناہ مانگنا ہے اِسْمُ الْهَادِیْ کے ساتھ کہ انوار ہدایت انبیاء علیہم السلام اور ان کے اتباع کرنے والوں پر ڈالے جاتے ہیں اور جب سالک پر تجلیات ذاتیہ ضو فگن ہوں اور کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ـــــ

marfat.com

Marfat.com

(ہر چیز ختم ہو جانے والی ہے سوائے ذات باری کے) کا منشاء و مقصد اس کا حق الیقین بن جائے تو اس مرتبہ میں اس کا استعاذہ ذات سے ذات کی طرف ہو گا جو نہایت بلند اور مقدس ہے قرب فرائض کے ذریعہ جیسے اللہ سبحانہ، وتعالیٰ نے اپنے بندہ خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مقدس سے استعاذہ کے تین مرتبوں کی طرف اشارہ فرمایا:
پہلا مرتبہ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ (میں تیرے عذاب سے تیری معافی کی طرف پناہ چاہتا ہوں) دوسرا مرتبہ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ (تیرے غصہ سے تیری رضا کی طرف پناہ چاہتا ہوں) اور تیسرا مرتبہ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ[1] (تجھ سے تیری طرف پناہ چاہتا ہوں۔

استعاذہ کے تیسرے مرتبہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ یہ عاجز حقیر عارفین کے راہنما شیخ قطب الدین محمد الراعش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک حضرت نے قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ فرمائی۔ ابھی اعوذ باللہ بھی پوری طرح ادا نہ فرمائی تھی کہ آپ پر وجد و سکر کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کافی وقت کے بعد جب آپ مقام صحو میں واپس آئے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر جاری ہو گیا ؎

گفتم اعوذ و غیر تو در خاطرم نبود
دیدم کہ ہم ز تو بہ تو آوردہ ام

(میں جب اَعُوْذُ کہوں تو میرے دل میں تیرے علاوہ کوئی نہ ہو اور میں دیکھوں کہ میں تجھ سے تیری طرف تیری ناپسند سے تیری پسند کی طرف آ رہا ہوں)
تسمیہ: بسم اللہ کے معنی کی تشریح میں آپ نے فرمایا کہ اس میں ۱۹ حروف ہیں اور یہ ان انیس[19] گناہوں سے انسان کو محفوظ رکھتی ہے جو زبان سے سرزد ہوتے ہیں۔ (نوزدہ زبانیہ دوزخ مثلاً جھوٹ۔ غیبت، چغلی وغیرہ) بزرگوں نے اس کی تشریح میں یہ بھی لکھا کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ ان میں پانچ گھنٹے نماز کی تیاری اور دوسری ضروری مصروفیات کی تیاری میں گزرتے ہیں اگر بقیہ انیس گھنٹے اس کی طاعت میں نہ گزریں تو ضائع

---

[1] یہ اشارہ ہے اس دعا کی طرف جو مشکوٰۃ کے باب السجود اور باب الوتر میں آئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ہو گئے۔ ایسی صورت میں بسم اللہ کے انیس حروف کا ادا کرنا اس کا تدارک کرتا ہے۔
عارفین نے یہ بھی لکھا کہ اے سالک راہ اس بسم اللہ میں (ب) ہدایتِ سلوک شناس (سلوک شناخت کرنے والے کی ابتداء) کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور (س) سرِ معرفت (معرفت خداوندی کا راز) کی طرف۔ اس دنیا کو تو ایک نگار خانہ تصور کر جہاں ہر ایک تصویروں میں محو اور ڈوبا ہوا ہے۔ تیرے لیے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جب تک تو اس راہ کا شہسوار نہ بنے ہدایت کی (ب) اور انانیت کی (الف) سے یعنی جب تک تو شروع سے ہمت سے کام نہ لے گا۔ شناخت کی (ش) کو نہ پہنچے گا اور جب تک سرِ معرفت کی (س) کے لیے استعداد نہ پیدا کرے گا۔ مراد کی (م) کا راستہ نہ پائے گا۔
قسمہٗ۔ بسم اللہ کی (ب) کے اسرار کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ قرآن مجید۔ تمام قرآن مجید کے جواہر پاروں کا خزانہ سورۂ فاتحہ۔ سورۂ فاتحہ کے سارے حقائق بسم اللہ میں پوشیدہ اور بسم اللہ کے سارے مقصد اس کی (ب) میں مضمر ہیں یہ با (ب) جس کے معنی ساتھ کے ہیں (با حیا۔ بے حیا) با غیرت۔ بے عزت وغیرہ) وصال یا اتصال ملنے اور متصل ہونے کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ تو لفظ بسم اللہ میں عقلمندوں کے لیے تنبیہ ہے کہ ان کے ہر عمل کا مقصود اور اصل غرض وصول الی اللہ ہونی چاہیئے کلام پاک کے شروع ہی میں اس حرف کا لانا گویا اسی وصال کی یاد دھانی کرایا ہے۔
اس حرف (ب) کو الف کے بعد دیگر تمام حروف پر جو شرف و برتری حاصل ہے اس کے راز کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی وہ واحد سورت جو بسم اللہ سے نہیں شروع ہوتی (یعنی سورۂ براۃ) وہ بھی اسی (ب) سے شروع ہوتی ہے۔
بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (براۃ کی (ب) جس سے لفظ براۃ شروع ہوتا ہے)
نیز تفسیر بحر الحقائق سے نقل فرماتے ہیں کہ روز الست ارواح بنی آدم اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اعراف ۱۷۲) کے جواب میں جو لفظ کہا وہ لفظ بلیٰ (ہاں۔ کیوں نہیں) تھا اور یہ لفظ بھی اسی حرف (ب) سے شروع ہوتا ہے تو قرآن مجید کے بسم اللہ سے شروع ہونے میں اشارہ ہے کہ بندہ کو چاہیئے شروع

marfat.com
Marfat.com

ہی میں روز الست کو یاد کرے جب اس نے اپنے رب سے بندہ ہونے کا اقرار کیا تھا اور یہ ملنے کہ قرآن مجید روز میثاق کا عہدنامہ ہے۔

راقم الحروف (ہاشم کشمی) عفی عنہ کے ذہن میں اسی روز الست کے سوال وجواب میں جو دو پہلے حرف (اَلَسْتُ کا الف اور بَلٰی کی ب) استعمال ہوئے ہیں ان کے متعلق دو خوبصورت نکتے آئے ہیں جو لکھے جاتے ہیں۔

نکتہ اولیٰ:۔ ممکن ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے سوال کا الف کے حرف سے شروع کرنا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اور تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح کے جواب بلیٰ کا (ب) کے حرف سے شروع کرنا اس میں اشارہ ہو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے مرتبۂ احدیت ذات سے تنزل کی طرف تنزل مرتبۂ احدیت ذات سے تعین اوّل کی طرف کہ حقیقت محمدی ہے تمام حقائق کی روح یعنی اس جمالِ خداوندی کو جس آئینہ کی ضرورت ہے وہ حقیقت محمدی کا آئینہ ہے اسرارِ حروف کے محققین نے الف میں ذات احدیت کی طرف اور (ب) میں تعین اوّل کی طرف اشارہ رکھا ہے۔

نکتہ ثانیہ:۔ انسان اللہ کا خلیفہ ہے اور (ب) الف کی خلیفہ (یعنی اس کے بعد کا حرف) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے سوال کے شروع میں اپنی حقیقت ذاتیہ کی طرف اشارہ کیا اور انسان نے اپنے جواب کے شروع اپنے مرتبۂ عامہ کی طرف۔

یہ جو ہم نے کہا کہ (ب) حرف اللہ کی خلیفہ ہے یہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی کے کلام سے ماخوذ ہے۔ ایک یہودی نے حضرت شیخ سے کہا کہ تم مسلمانوں کو بھلا توحید سے کیا واسطہ۔ توحید کے معنی ایک اور تمہارا تو قرآن ہی (ب) سے شروع ہوتا ہے جو دو کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضرت شیخ نے جواب میں فرمایا تمہاری کتاب بھی اسی حرف (ب) سے شروع ہوتی ہے اس لیے کہ تورات کے شروع میں بھی بسم اللہ ہے پھر تمہیں بھی توحید کا کون سا حصہ ملا۔ اثبات اصل یہ ہے کہ حقیقت اسی حرف (ب) سے متمکن اور واضح ہوتی ہے جو الف کا نائب اور خلیفہ ہے اس لیے کہ الف سے ابتداء مشکل ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نسمہ: مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

بندہ باید از ہر اسمے از اسمار الٰہی بہ نصیب خاص از مسمیٰ محظوظ گردد و بہ آں عمل کند تا مظہر آں شود

(بندہ کو چاہیئے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام سے اپنا خاص حصہ حاصل کرے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس اسم الٰہی کا مظہر بن جائے)

مولانا حسین واعظؒ اس ارشاد کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ رحمٰن ورحیم اسماء سے بندہ کا حصہ یہ ہے کہ کثیر الرحمہ (بہت مہربان) ہو۔ جو شخص بھی اس کے قریب آئے اس کی مہربانی اسے پہنچے۔

نسمہ، مولانا حسین واعظ اپنی مختصر تفسیر "جواہر التفسیر" میں آیت کریمہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (ہمیں سیدھا راستہ دکھا) کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ حضرت قطب العارفین غوث الواصلین ناصر الحق والدین خواجہ عبید اللہ جن کا لقب خواجہ احرار ہے قدس سرہٗ انہوں نے اس بارے میں ایک بہت اونچا نکتہ اور پیاری بات فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ اس کے معنیٰ ہیں ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی ہمیں محبت ذاتیہ سے مشرف فرما تاکہ اپنے اور غیر التفات سے کٹ کر ہم پوری طرح تیرے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں۔

"جز تو نہ دانیم و جز تو نہ بینیم و جز تو نہ اندیشیم"

(نہ ہم تیرے علاوہ جانیں نہ تیرے علاوہ دیکھیں نہ تیرے علاوہ کسی کے بارے میں سوچیں) یعنی ہر چیز میں پہلے تیری رضا دیکھیں۔ یا یہ کہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی وہ راستہ جو ہر موجود کے مقابلہ میں تیرا ہے کہ وہ موجود نہ اس کے بغیر پیدا ہوا نہ درجۂ کمال کو پہنچا یہاں تک کہ ہر حال میں ہم تیرے در کے علاوہ کسی کو نہ دیکھیں اور تیرے غیر کی توجہ سے آزاد ہو جائیں۔

مولانا حسین واعظؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت قطب الاولیاء خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کی بعض ایسی تصنیفات سے بھی اقتباسات نقل کیے ہیں جو غیر مشہور ہیں مثلاً پورے کلام مجید کی آپ کی تفسیر یا شرح قصیدۂ تائیہ یا کتاب وصایا کما لایخفیٰ (جیسے پوشیدہ نہیں ہے)

marfat.com
Marfat.com

مقصدِ اوّل ــــ فصل سوم

حضرت مولانا علاء الدین مکتب دار رحمۃ اللہ کے بعض مستفیدین کے حالات کے بیان میں ہے

(۱) مولانا غیاث الدین احمد قدس سرہٗ یہ حضرت مولانا علاءُ الدین کے بڑے صاحبزادے تھے۔ یہ بہت بڑے عالم دین اور صاحب معرفت دیقین تھے۔ حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس سرہٗ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا لیکن اکتساب حضور دبصفا اپنے والدماجد رح کی خدمت میں لیا۔ حضرت مخدوم جامیؒ قدس سرہٗ کی نظرعنایت بھی ان پر رہی ہے ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا مولانا علاءُ الدین اور آپ کے فرزند مولانا غیاث الدین کی سرشت پاک مٹی سے ہوئی ہے یعنی یہ دونوں بہت نیک طینت ہیں۔ مولانا علاءُ الدین اپنے ان فرزند کے حق میں فرماتے ہیں کہ ہمارا علاءُ الدین کوئی ایسا ویسا نہیں ہے اور مولانا نوراللہ جن کا پہلے ذکر گزرا انہوں نے بارہا فرمایا:

جان ما مشتاق مولانا غیاث الدین احمدؒ است

(کہ ہمارا دل مولانا غیاث الدین احمدؒ کا مشتاق ہے) مولانا محمود قواسؒ فرماتے ہیں ایک دن مولانا شمس الدین محمد روجیؒ نے کہا میری خواہش ہے کہ میں مولانا غیاث الدین احمد کے حق میں اجازت نامہ لکھ کر دوں تاکہ لوگوں کو اس سلسلہ عالیہ کی تعلیم کا طریقہ بتائیں فرمایا لیکن میرے اندر اس کام کی صلاحیت نہیں ہے۔ مولانا محمود قواس فرماتے ہیں۔ میں نے ان کا یہ قول مولانا نوراللہ کو بتایا تو وہ فرمانے لگے مولانا غیاث الدین احمد دس روجی کے برابر ہیں۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اس لیے کہ اہل اللہ کے حالات گمنامی و

marfat.com

Marfat.com

بے یقینی میں ہوتے ہیں اور دوسرے شہرت وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں
من کلماتہ۔

نسمہ: مولانا محمود حضرت مولانا غیاث الدین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے وَمِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ لَا تَقْدِرَ اگر حق تعالیٰ کا تجھے ایک محفوظ رکھنا یہ بھی ہے کہ تجھے گناہ پر قدرت نہ دیں) بزرگوں نے فرمایا ہر شخص طاعت کر سکتا ہے لیکن گناہوں سے دور ہونا یہ صدیقین کا کام ہے۔

راقم الحروف (ہاشم کشمی) کہتا ہے کہ اپنے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں سلسلۂ نقشبندیہ میں ریاضتیں اور مجاہدے نہیں ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اس طریقۂ عالیہ کی بنیاد مناہی اور بدعات بلکہ رخصت سے بھی دور رہنا ہے (مناہی۔ وہ بری چیزیں جن سے شریعت میں روکا گیا ہے۔ بدعات دین میں وہ اضافے جن کا شریعت میں کوئی ثبوت موجود نہیں۔ رخصت وہ شرعی حکم جس کی بعض حالات میں اجازت دے دی گئی ہو اگرچہ اس کے بالمقابل اصل حکم یعنی عزیمت پر عمل کرنا افضل ہو) اور کوئی ریاضت نفس کے لیے اتنی مشکل اور دشوار نہیں جتنا ان چیزوں سے بچنا۔ محققین نے فرمایا ہے کہ جو ریاضت از قبیل ترک ہے جہاں کسی چیز کو چھوڑنے یا اس سے بچنے کو کہا گیا ہے وہ نفس کے لیے اس ریاضت سے زیادہ مشکل ہے جو از قبیل فعل ہے یعنی جہاں کسی چیز کے کرنے کو کہا گیا ہے۔

نسمہ: مولانا غیاث الدین فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم جامی رح قدس سرہٗ کے رسائل سے رخصت عام سمجھ میں آتی ہے کہ جب چاہیں ہر رخصت پر عمل کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ طریق مشغولی کو انہوں نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم نے لکھ دیا تم پڑھو اور جیسا چاہو کرلو بلکہ رخصت کو اتنی زیادہ وضاحت کے ساتھ انہوں نے اس لیے لکھا تاکہ مسلمانوں میں اس وسعت کو دیکھ کر عمل کرنے کی ترغیب پیدا ہو اور وہ اس بارے میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رح کی روح پر فتوح سے مدد طلب کرتے ہیں اور آپ کی روح شریف ایسی ہے کہ جو کوئی بھی پورے اخلاص سے

marfat.com
Marfat.com

آپ کی طرف متوجہ ہوگا اور آپ کی روح شریف سے مدد چاہے گا تو جو اس کے لیے حق و صواب ہوگا وہ ایک دن اسے ضرور مل جائے گا اور نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

نسمہ ۹: سالکانِ طریقت میں سے ایک طالب علم نے حضرت سے پوچھا کہ اگر میں سبق کی طرف متوجہ ہوں تو نسبت ہاتھ سے جاتی ہے تو کیا کروں۔ آپ نے فرمایا جب تک کوئی مطالعہ میں مشغول ہے معذور ہے اس لیے کہ اگر وہ متوجہ نہ ہوگا نہ سمجھے گا اور مجہول رہ جائے گا۔

راقم (ہاشم کشمیؒ) عرض کرتا ہے کہ مولانا غیاث الدین احمدؒ کی یہ بات خصوصاً معنی کے اعتبار سے وہی ہے جو حضرت مولانا عبدالغفور لاریؒ نے حضرت مولانا محمود قواسؒ سے کہی تھی جیسا کہ گذشتہ اوراق میں گزرا ہے۔ ممکن ہے معذور ہونے سے مولانا غیاث الدینؒ کی مراد یہ ہو کہ جب طالب علم خالص نیت سے پڑھے گا اور مطالعہ کرے گا تو وہ عین ذکر ہے تو لامحالہ جب وہ ایک ذکر میں مشغول ہے تو دوسرا ذکر نہ بجا لا سکے گا۔

مولانا محمود نے جو چیز نقل کی وہ اس کی مؤید ہے کہ ایک طالب علم جو ذکر میں مشغول رہنے کے باعث اپنے اندر پڑھائی اور مطالعہ کے لیے کم ذوق پاتا تھا حضرت مولانا شمس الدین محمد روجیؒ قدس سرہٗ سے عرض کرنے لگا کہ میں خود کو تحصیل علوم میں پست محسوس کرتا ہوں۔ مولانا نے اس سے پوچھا کہ دن رات میں کتنے گھنٹے ہوتے ہیں اس نے کہا چوبیس۔ آپ نے فرمایا اس میں مطالعہ سبق کے لیے کتنا وقت نکالتے ہو۔ فرمایا تم صرف تین گھنٹے طاعت میں گزارتے ہو کیا چاہتے کہ بالکل چھوڑ دو۔

مولانا محمود یہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ظاہراً اس طالب علم کی مشغولی اصل نہ تھی نیز فرمایا:

"آرے اگر ترا از تو بگیرند و بہ خود مشغول گردانند ترک کردن تو عین صلاح ست"

(ہاں اگر وہ تجھ کو تجھ سے لے لیں اور اپنے ساتھ مشغول کر لیں تو تیرا ترک کرنا

marfat.com

Marfat.com

عین صلاح و نیکی ہے"

راقم عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ مولانا محمودؒ نے خود فرمایا کہ وہ طالب علم مشغولی کے باعث اپنے آپ کو کم ذوق محسوس کرتا تھا اور تحصیل علم سے اسے بے رغبتی ہوگئی تھی اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ اس طالب علم کی مشغولی اصلی نہ تھی ۔ اِلیٰ آخِرِ قَولِہٖ۔

نسخہ جب تک ذوق کا اس طرح غلبہ نہ ہو کہ ان لوگوں کو چھوڑ کر ان کا ہو رہے تحصیل علوم نہ چھوڑنا چاہیئے اس لیے کہ جب تک تو خود درمیان میں ہے نفس کے لیے مزاحمت کا موقعہ ہے۔ ممکن ہے کہ علوم دین حاصل کرنے سے بے رغبتی نفس کی کاہلی اور سستی کے باعث رہا اس لیے کہ علوم دین حاصل کرنا کارِ خیر ہے اور نفس کی کاہلی تجھے اس نیک کام کے لیے کمر ہمت باندھنے سے روکتی ہے۔ بعد میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ نفس کی سستی تجھے دونوں ہی کاموں سے روک دے، طاعت سے بھی اور تحصیل علم سے بھی لیکن جب تیری خودی درمیان سے چلی گئی تو اب تیرا کام دوسری ہستی کے پاس آ گیا۔ یہاں اب وہ بات نہیں ہے۔ یہاں نہ ترک تیرا ہے اور نہ فعل تیرا ہے۔ مولانا نے جو ترک تیری طرف منسوب کیا ہے کہ

کہ ترک کردن تو عین اصلاح ست

"تیرا ترک کرنا عین صلاح ہے"۔

تو یہ باعتبار مآکان کے ہے کہ ہو چکا اور اللہ تعالیٰ حقیقت حال زیادہ جانتا ہے اور یہ جو مولانا محمود نے اس طالب علم کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف تین گھنٹے طاعت کے شمار کرائے اس پر غور کرنا چاہیئے ممکن ہے ایک یہ بات بھی ہو کہ اس میں اس طالب علم کے لیے تنبیہہ ہو کہ علوم دینیہ حاصل کرنے میں سستی اسی کا نتیجہ ہے۔ یا یہ ہو کہ انہوں نے اس طالب علم کے ذکر کو نفس کی کاہلی و سستی سے خالی نہ دیکھا ہو اور وہ ذکر جس میں کاہلی و سستی کو دخل ہو بزرگوں نے اس کو ذکر نہیں شمار کیا ہے بلکہ علوم حاصل کرنے کو وقت کے تقاضے کے مطابق عظیم طاعت جانا ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

واضح ہو کہ بزرگانِ دین کا عمل یہ رہا ہے کہ اگر حصولِ علم کی تکمیل سے پہلے ان کے

marfat.com

Marfat.com

پاس کوئی طالب علم آتا اور حصول علم سے سرد مہری کرتے ہوئے ان بزرگوں کے اوراد و وظائف میں مشغول ہونا چاہتا تو وہ اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے اور فرماتے کہ جاؤ اور علوم دین حاصل کرنے کا نیک کام پہلے مکمل کرو۔

مولانا محمود اس سلسلے میں ایک حکایت نقل کرتے ہیں کہ فتح اللہ نام کا ایک طالب علم مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت میں حصول علم میں خود کو بے رغبت پاتا ہوں۔ مولانا نے فرمایا جب تک تم اس بارے میں حضرت مخدوم مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ سے نہ پوچھ لو علم حاصل کرنا نہ چھوڑو۔ وہ حضرت مخدومؒ کے پاس پہنچا۔ آپ نے اس سے پوچھا تم کہاں سے اور کس کام کے لیے آئے ہو۔ اس طالب علم نے حصول علم سے اپنی بے رغبتی حضرت کو بتائی۔ حضرت نے فرمایا یا تو تیرا حیلہ جذبہ ہے۔ یا تو عاشق کی جگہ ہے یا تو نے اولیاء اللہ کے کچھ ملفوظات کا مطالعہ کیا ہے۔ طالب علم نے کہا میں نے بزرگوں کے کچھ ملفوظات دیکھے ہیں۔ آپ نے پوچھا تو کیا پڑھتا ہے۔ اس نے کہا "شرح شمسیہ" حضرت مخدوم جامیؒ نے ارشاد فرمایا جا پہلے اسے پورا کر اور جو مذہب بھی تیرا ہے اس کا مختصر مطالعہ کر اور چند حدیثیں بھی یاد کر پھر خدا پرستی میں مشغول ہو۔

مولانا غیاث الدین احمدؒ کی وفات ۹۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ مولانا سعدالدین کاشغریؒ کے مقبرہ میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں آرام فرما ہیں رحمہم اللہ سبحانہٗ۔

الف۔ مولانا نظام الدین حسین قدس سرہٗ

آپ مولانا غیاث الدین احمدؒ کے فرزند گرامی تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے ظاہری و باطنی کمالات سے بہرہ مند ہوئے اور والد کے انتقال کے بعد مرجع طالبان طریقت بنے۔ بیت اللہ شریف اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ مبارکہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مصر و شام میں بھی بہت سے بزرگوں سے صحبتیں رہیں پھر وطن مالوف واپس لوٹے اور ۹۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک مولانا سعدالدین کاشغریؒ کی قبر کی تختی کے قریب اپنے دادا اور اپنے

marfat.com
Marfat.com

والد بزرگوار کے پہلو میں ہے۔

نسمہ: مولانا محمود قواس کہتے ہیں کہ مولانا نظام الدین حسین رح نے اپنے انتقال سے کچھ پیشتر اپنے دوستوں عقیدتمندوں کو بلایا اور فرمایا جن باتوں سے حق تعالیٰ سبحانہ، کا توسل ڈھونڈنا چاہیئے وہ تین چیزیں ہیں اور توسل ان میں منحصر ہے۔ حق تعالیٰ کا کلام حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کبار قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کے ملفوظات واقوال۔ دس بیس قرآنی آیتیں۔ سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث اور ارباب محبت وعرفان کے چند ارشادات پڑھو اور اس کے مطابق عمل شروع کردو۔

(ب) میر علاء رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت مولانا نظام الدین حسین کے سعادتمند صاحبزادے تھے۔ بلند حالات وجذبات اور اچھی گفتار کے مالک تھے ایک فاضل نے لکھا ہے کہ جب حضرت مولانا نظام الدین حسین حجاز کے سفر کے بعد روم تشریف لے گئے ایک رات ایک سید کے گھر مہمان ہوئے۔ میزبان کی ایک لڑکی تھی جو دائمی دردسر کی مریضہ تھی۔ حضرت مولانا کے مبارک قدم اس گھر میں آجانے کے باعث وہ مریضہ صحت مند ہوگئی اور اس کا دردسر جاتا رہا۔ اگلے دن صبح جب مولانا نے رخت سفر باندھا اور روانہ ہونے لگے اس مریضہ کو دوبارہ شدید دردسر شروع ہوا۔ صاحب خانہ نے سمجھ لیا کہ اس بیماری کی شفا حضرت مولانا کے مبارک قدموں کے طفیل تھی تو اس لڑکی کو آپ کے نکاح میں دے دیا۔ حضرت میر علاء رحمۃ اللہ علیہ اسی خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ قوم تراکمہ کے دو ظالم شخص جن کا تعلق قاضی محسن سے تھا ایسے وقت حضرت میر علاء کے گھر میں گھس آتے جبکہ آپ گھر پر تشریف فرما نہ تھے انہوں نے اہل خانہ کی بے عزتی کی اور لوٹ مار شروع کردی اور آپ کے گھر میں جو کچھ سامان تھا سب اٹھا کر لے گئے۔ جب حضرت میر علاء کو اس کا پتہ چلا : آپ نے ان دونوں ظالموں کا پیچھا کیا اور جب ان تک پہنچ گئے تو آپ نے تیز رفتاری سے انہیں پکڑنے کی کوشش نہ کی۔ اسی وقت ان میں سے ایک لڑکھڑا کر گرا اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور دوسرا عقل کھو

marfat.com

Marfat.com

بیٹا اور پاگل ہو گیا۔ قاضی محسن کو جب اس واقعہ کا پتہ چلا حضرت میر علاء کے پاس آیا اور معذرت پیش کی اور احسان دنیا زمندی کے جذبات کے ساتھ آپ کے سارے نقصان کی تلافی کی۔ قریہ قندز میں حضرت میر علاء کا انتقال ہوا جو قہستان سے ذرا آگے ہے ۔ اور وہیں آپ مدفون ہوئے۔

(ج) ۔ شیخ غیاث الدین ثانی المعروف بہ شیخ اگروی رح

یہ مولانا غیاث الدین رح کی اولاد میں سے تھے۔ بڑے بزرگ انسان تھے۔ بطریق وراثت اپنے آبائے کرام سے یہ نسبت عالی حاصل کی۔ قزلباش کے ظلم و ستم کے باعث خراسان سے ماوراء النہر چلے گئے۔ اور مغاک کی مسجد میں جو قابل فخر شہر بخارا کے متبرک مقامات میں سے ہے فقر و فاقہ و مسکنت تمام کی زندگی اختیار کی۔ اسی شہر میں آپ کا انتقال ہوا۔

شیخ اگروی رح نیستی و انکسار و بے تعینی و انکسار اور شورش و تواجد کے مالک تھے اور حضرت مولانا روم کی مثنوی پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ماوراء النہر کا حاکم عبد اللہ خاں آپ کے دیدار کے لیے آیا اور چونکہ اس نے سنا ہوا تھا کہ حضرت صاحب تواجد ہیں انتہائی خوبصورتی و دانائی سے سادہ لوح بن کر اس نے حضرت شیخ سے کہا آپ کی صفت سماع تو ہم نے سنی تھی اب دیکھنے کی آرزو ہے حضرت نے اپنا سر مبارک آگے کر دیا اور چلے گئے۔ عبد اللہ خان کو اس گستاخی کا احساس ہوا اس نے حضرت شیخ سے معذرت کی آپ نے اسے بادشاہ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کا اشارہ جانا اور بڑے جذبہ کے عالم میں مثنوی مولانا روم رح سے یہ شعر پڑھا ؂

ایں ہمہ آوازہا از شہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

(یہ تمام آوازیں بادشاہ حقیقی کی طرف سے ہیں اگرچہ عبد اللہ کے حلق سے آرہی ہیں) اور آپ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور وہ مجلس غایت حضور و کرم

marfat.com

Marfat.com

اور انتہائی مفید باتوں کی مجلس ہو گئی۔ شیخ کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام شیخ عبداللہ تھا وہ بھی بڑے صاحب وجد و سماع تھے اور وہ بھی فضائل صوری کے مالک تھے رحمہم اللہ سبحانہ۔

(د) مولانا احمد ابیوردی رحمۃ اللہ علیہ یہ مولانا غیاث الدین کے کبار اصحاب میں سے تھے اور بزرگانہ اوصاف کے حامل۔ آخر عمر میں کاشان میں توطن اختیار کر لیا تھا جو قزوین کے قریب ایک شہر ہے۔ یہیں کاشان میں آپ کا انتقال ہوا اور آپ کی اولاد یہیں رہی۔

(۱۰) مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی حضرت مولانا غیاث الدین احمد کے یاران صاحب احوال میں سے تھے اور بزرگانہ شان رکھتے تھے۔ راقم کو آپ کے حالات جائے پیدائش وجائے دفن وغیرہ کے بارے میں معلومات فراہم نہیں ہوئی ہیں۔ رحمہ اللہ سبحانہ

(۱۱) مولانا علی ابیوردی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے حضرت مولانا علاء الدین مکتب دار سے تعلیم حاصل کی تھی اور یہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ کے تربیت یافتہ بھی تھے۔ مولانا جامیؒ کی ان پر بڑی نظر عنایت تھی۔ ایک معتبر دوست نے بتایا کہ وہ اجازت نامہ جو حضرت مخدوم جامیؒ نے آپ کے لیے تحریر فرمایا تھا۔ انہوں نے دیکھا تھا۔ مولانا علیؒ مولانا غیاث الدین احمدؒ سے بھی بہرہ ور ہوتے تھے۔ قزلباش کے ظہور کے بعد ماوراء النہر کی طرف چلے گئے تھے اور بخارا میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ حضرت مولانا میر کا سکرانی علیہ الرحمہ جو آپ کی صحبت میں رہے تھے فرماتے ہیں کہ آپ پر نسبت خموشی غالب تھی اور شیخ جلال پر نسبت معرفت وبیان غالب تھی ایک دن میرے ماموں صاحب مولانا فخر الدین علی قدس سرہ کے مکان پر یہ دونوں بزرگ مولانا علیؒ اور شیخ جلالؒ خاموشی کی حالت میں بیٹھے تھے کہ اچانک شیخ جلال گرمی میں آئے اور بے اختیار بولنا شروع کر دیا۔ جب ان کی گفتگو نے طول کھینچا تو مولانا علی نے سر اٹھایا اور یہ رباعی پڑھی ؎

marfat.com

Marfat.com

تا کے ز تصوف خرد بار آوردن
بر جائے یکے نکتہ ہزار آوردن
خاموش کہ حاصل ہمہ یک سخن است
روئے از ہمہ تافتن بہ یار آوردن

(تصوف کی باتوں سے آخر کب تک ذہن کو اتنا بوجھل کرو گے اور ایک نکتہ کے بجائے آخر کب تک ہزار باتیں کرو گے۔ خاموش ہو جاؤ کہ یہ ایک بات تمام باتوں کا خلاصہ ہے کہ سب سے منہ موڑو اور یار سے رشتہ جوڑو)

حضرت شیخ جلالؒ خاموش ہو گئے لیکن ان دونوں بزرگوں کے درمیان ایک گونہ شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

صاحب تاریخ رشیدی جو ان دونوں بزرگوں کے ہم عصر ہیں لکھتے ہیں کہ مولانا علیؒ بخارا میں مرجع خواص و عوام ہیں اور سب ان کی بزرگی پر متفق ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے اپنے پیر و مرشد تک اس سلسلۂ عالیہ کے تمام خواجگان کے آپ نے حالات جمع کیے اور اسے کتابی شکل دی ہے اور اس میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا علاء الدین کی بہت سی کرامتیں اور عجیب و غریب حالات بیان کیے ہیں۔

راقم الحروف عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ مسودہ اوراق میں سے چند ورق اس نیاز مند کے ہاتھ لگے۔ ان اوراق میں حضرت مولانا علاء الدین کے بعض ارشادات اور ان کی بعض کرامات کا ذکر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوراق اسی کتاب مذکور کا ایک حصہ ہیں۔ ان اوراق میں حضرت مولانا علاء الدین سے حکایت ہے وہ اپنے شروع کے حالات بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت میں ہرات میں مولانا محمد مہاجری کے پاس جاتا تھا اس محلہ میں ایک درویش تھا مغلوب الحال اور مجذوب۔ اس کا نام قطب تھا۔

یہ بازاروں میں پھرا کرتا اور حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کے اشعار پڑھا کرتا تھا لوگ اس کے گرد جمع ہو جایا کرتے اور اس کے بڑے معتقد تھے۔ ایک دن بزازوں کی کارواں سرائے میں اپنے ایک جامہ فروش عزیز کی دکان پر بیٹھا تھا

marfat.com
Marfat.com

کہ اچانک یہ درویش قطب کارواں سرائے میں آیا جب اس دکان پر پہنچا تو کھڑا ہو گیا اور حضرت مولانا روم رح کے شعر پڑھنے لگا۔ لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اسی دوران ایک نان فروش سر پر نانوں کی ٹوکری رکھے وہاں پہنچا۔ درویش قطب نے نان فروش کو بلایا اور کہا کون ہے جو ان نانوں کا سودا کرے اور ان کی قیمت ادا کرے مجمع میں سے ایک شخص نے وہ سارے نان خرید لیے اور درویش کے سامنے رکھ دیئے درویش نے ان روٹیوں کو مجمع میں تقسیم کر دیا اور آخری روٹی کے دو حصے کیے آدھا خود رکھا اور آدھا مجھے دے دیا۔ پھر شعر پڑھنے شروع کر دیئے۔ مجھے محسوس ہوا میرے اندر تبدیلی آ رہی ہے اور میں نے اپنے اندر بے خودی کے آثار محسوس کیے اور یہ بے خودی آہستہ آہستہ بڑھتی گئی یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو گیا اور دوکان سے نیچے گر پڑا۔ میں نے اسی بے خودی میں دیکھا کہ میرے ہاتھوں کو کھجور کی چھال کے ساتھ میری کمر کے پیچھے مضبوط باندھ دیا ہے اور کئی بار مجھ پر اتنی گرانی ہوئی کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ کچھ وقت یہی کیفیت رہی جب مجھے ہوش آیا تو دیکھتا ہوں کہ درویش میرے سرہانے کھڑا ہے کہہ رہا ہے کہ آج میں نے شکار کیا ہے اور کیسا شکار۔ جو لوگ وہاں کھڑے تھے انہوں نے حضرت مولانا علاؤالدین مکتب دار کو بتایا کہ آپ جب بیخود ہو کر دکان سے نیچے گر پڑے تھے تو درویش قطب نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر کے پیچھے رکھے اور آپ کو بار بار تیز نگاہوں سے دیکھا اور کبھی اپنے پاؤں چھوتے۔ اس وقت آپ کا رنگ بحال ہونا شروع ہوا اس کے بعد درویش نے اس مصلیٰ کی چار تہ کیں جو اس کے پاس تھا اور میرے کندھے پر ڈال کر کہا:

بیا کہ امشب جائے صحبت ست، آنجا رویم۔ مرا با خود بہ بُر،،

آ آج رات صحبت کا موقعہ ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔ مجھے اپنے ساتھ لا

دو تین دن رات میں نے اس کی خدمت میں گزارے۔ میرے اندر سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی اور میں نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ اب میں مولانا محمد کے پاس پڑھنے نہ جاؤں گا ادھر جب میں تین دن درس میں حاضر نہ ہوا تو مولانا محمد نے میرے ہم سبقوں سے

marfat.com

Marfat.com

پوچھا کہ علاؤالدین کہاں ہے۔ طالب علموں نے بتایا کہ حضرت وہ درویش ہوگیا ہے اور درویش قطب کے ساتھ رہتا ہے مولانا نے فرمایا بہرنوع تم اسے میرے پاس لاؤ میں اسے سمجھاؤں گا۔ زیادہ مطالعہ کے باعث شاید اس کے دماغ میں خلل ہو گیا ہے۔ تیسرے دن میرے ہم سبق آئے اور مجھے مولانا محمد کے پاس لے گئے۔ آپ نے بہت سی نصیحتیں کیں اور فرمایا :-

درویشی خوب ست۔ اما اول تحصیل کن۔ آنگاہ بدرویشی
مشغول شو کہ درویشی بے علم مسخرۂ شیطان ست۔ ہرگاہ
شیطان میخواہد یکے را از کار خیر بیرون آرد اول بکار
خیر دیگر دلالت میکند۔ بعد ازاں از ہر دو بیرون می آرد

(درویشی بڑی اچھی چیز ہے مگر پہلے علم حاصل کرو اور پھر درویشی اختیار کرو اس لیے کہ بغیر علم کے درویشی شیطانی مذاق ہے۔ جب شیطان تمہیں کسی نیک کام سے ہٹانا چاہتا ہے تو پہلے تو کسی دوسرے نیک کام کی طرف لگاتا ہے۔ وہ ڈھیلا پڑا تو پھر دونوں نیک کام چھڑا دیتا ہے)

مجبوراً میں نے دوبارہ پڑھنا شروع کیا۔ تقریباً دو سال تک میں درویش قطب سے نہ ملا۔ میں جہاں اسے دیکھتا اس سے نظر بچا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک دن میں ایک مسجد میں شام کی نماز پڑھ رہا تھا اور اتفاقاً درویش قطب میرے پیچھے تھا۔ مجھ سے بالکل قریب۔ میں نے جب سلام پھیرا تو اسے دیکھا اور میرا حال دگرگوں ہو گیا جب اکثر لوگ مسجد سے چلے گئے تو درویش قطب نے کہا ازیں مسجد بوئے آشنا می آید (اس مسجد سے کسی شناسا کی خوشبو آتی ہے) وہ اپنا چہرہ ادھر ادھر پھیرتا۔ سونگھتا اور جو کچھ لوگ مسجد میں رہ گئے تھے ان کے پاس جاتا اور پوچھتا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ درویش کی نظر کمزور ہو گئی تھی اور میں مسجد کے ستون کے پیچھے ہو گیا تھا کہ درویش مجھے نہ دیکھے مگر وہ ستون کے پاس بھی پہنچ گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور کہا کہ تو کہاں ہے۔ آگے آ کہ تجھ میں مجھے ایک دوست کی خوشبو آتی ہے۔ میں نے اور تو نے بھلا کس مسجد

marfat.com

Marfat.com

میں نماز ادا کی تھی۔ میں نے ناچار اپنا نام بتایا اور سارا قصہ بیان کیا۔ درویش نے کہا آآ تو کہاں تھا اور مجھ سے کیوں بچا بچا پھرا اور اب تو کہاں ہے۔ میں نے کہا میں مدرسہ بیگم میں رہتا ہوں۔ درویش نے کہا اگر تو مدرسۂ بیگم میں نہ رہتا تو میں تجھ سے بھائی چارہ کر لیتا۔ میں نے کہا میں اس مدرسہ سے توبہ کرتا ہوں اور نکلتا ہوں۔ درویش نے کہا کہ کیا بیگم اور کیا میرزا اور کیا یہ دنیا اور آخرت کا درس دینے والے۔ اہل اللہ کے سامنے یہ سب بیچ ہیں۔ چنانچہ میں نے درویش کی صحبت اختیار کی یہاں تک کہ کچھ زمانہ بعد مجھے مولانائے معظم حضرت سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔

اسی کتاب میں مولانا علاء الدین سے نقل ہے آپ نے فرمایا کہ یہی درویش قطب ایک دن ایک دوسرے درویش کے ساتھ ایک گھر میں حالت مراقبہ میں تھے اور دروازہ بند کیا ہوا تھا۔ میں پوری احتیاط کے ساتھ گیا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ دونوں مراقب و متوجہ بیٹھے ہیں میں بھی خاموشی سے گیا اور بیٹھ گیا۔ درویش قطب نے سر اٹھایا اور کہا ارے تو نے عجیب بات کی ہم شیر مارنے کے قریب تھے تو آیا اور موقع ضائع ہو گیا۔ اس بات سے میرے دل میں درویش کا خوف پیدا ہوا۔ یہ دیکھ کر درویش نے کہا خوف نہ کر۔ تو ہم میں سے ہے۔ تجھے نقصان نہ ہوگا اس کی اس بات سے میرا ڈر جاتا رہا۔

مقامات خواجگی میں لکھا ہے کہ مولانا علیؒ اور مولانا خواجگی میں باہم نفرت تھی ایک دن بخارا میں ایک مجلس عزا میں دونوں موجود تھے۔ علماء بھی حاضر تھے بعض علماء نے سماع کے متعلق گفتگو شروع کی۔ یہ دونوں بزرگ خاموش رہے۔ مولانا خواجگیؒ نے پوچھا میت اٹھانے سے پہلے قرآن خوانی کیوں منع ہے۔ مولانا محمودؒ نے کہا اس لیے کہ اہل عزا تجہیز و تکفین میں مشغول ہیں۔ سن نہیں سکتے۔ مولانا خواجگی نے فرمایا اس وقت ہم مسجد میں ہیں اور اہل عزا دور ہیں۔

حافظ قرآن مجید پڑھیں اس کے بعد فرمایا نعت خوانی شروع ہو۔ چنانچہ مجلس گرم ہو گئی جو لوگ سماع کے خلاف تھے ان میں سے ایک صاحب مست و بے خود گریبان چاک محفل سماع میں آئے اور حضرت مولانا کے قدموں میں گر پڑے اور سماع کے بارے

marfat.com

Marfat.com

میں اپنی رائے بدلی مولانا علیؒ اور مولانا خواجگی باہم بغل گیر ہوئے اور ایک دوسرے کے کاندھوں اور کانوں کو بوسہ دیا مولانا علی نے مولانا خواجگی کے سامنے یہ مصراع پڑھا۔

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ا!

خدا آپ کو خوش رکھے کہ آپ نے ہمیں خوش کردیا

حافظ بصیر واعظ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی محمد تھا اور جائے پیدائش شہر فزار۔ آپ اگرچہ اویسی تھے جیسا کہ آپ کے مرید مولانا امیر علی ہروی نے اپنے رسالہ میں اس کی تصریح کی ہے لیکن بظاہر مولانا امیر علیؒ ابیوردی" کے تربیت یافتہ تھے اور کئی سال مخلوق خدا کے لیے باعث فیض رہے اپنے وعظ و تذکیر سے لوگوں کے دلوں کو فرحت بخشی آپ عجیب کشوف کے مالک تھے اور عجیب و غریب اسرار و رموز کے آشنا اور ان کے خبر دینے والے۔ بظاہر نابینا تھے اور جسمانی آنکھوں سے محروم لیکن جمال و کمال معنوی سے آپ کا دیدۂ دل بینا تھا اور باطنی آنکھیں بیدار اور یہاں ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھنے کی جزا آخرت میں ان کے لیے رویت باری تعالیٰ ثابت۔ چنانچہ اولیاء اللہ کے راہنما خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے رسالہ تحقیقات میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ اس شخص کی جزا کیا ہے جس سے میں اس دنیا میں بینائی چھین لیتا ہوں۔ اس کی جزا یہ ہے کہ روز قیامت اسے میں اپنا دیدار کراؤں گا۔

اور حافظ بصیر کی اس مشکل رباعی کی ایک شرح ہے۔ رباعی یہ ہے۔

بنگر کہ برہنہ روئے بری طلبد

از پشنہ مادہ شیر نری طلبد

از خانہ عنکبوت پری طلبد

او از دہن مار شکری طلبد

دیکھو کہ ایک برہنہ رو جوان عورت طلب کرتا ہے۔ مادہ مچھر سے نر طلب

marfat.com

Marfat.com

کرتا ہے۔ لکڑی کے جالے سے پر طلب کرتا ہے اور سانپ کے منہ سے شکر طلب کرتا ہے)

اس شرح لکھنے کا باعث یہ جذبہ ہوا کہ حافظ بصیر رہ کو پتہ چلا کہ یہ رباعی حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ کے خاندان اور نسل کی ایک عارفہ نے کہی ہے اور نادان بے ادبوں کو اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے انہوں نے اس پاک دامن خاتون کی ہزل کہی اور مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ اس عظیم خاندان سے اخلاص کی بنا پر حافظ بصیر کو جوش آیا اور وہ اس شرح کی تحریک کا محرک بن گیا۔ اس شرح کا سیاق وسباق اور تمہید وتقریر چونکہ اس نوعیت کی ہے کہ اس کے ذکر سے بات طویل ہو جائے گی ہم اس اختصار کو کافی سمجھتے ہیں۔

تسمہ اس شرح میں ایک بزرگ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا۔ اَلْفَقْرُ هُوَ الْعَدَمُ (کہ فقر فنا کا نام ہے) ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا ہے
اَلْفَقْرُ ثَلَاثَةُ اَحْرُفٍ، اَلْفَاءُ فَنَاءٌ وَالْقَافُ بَقَاءٌ وَالرَّاءُ رِضَاءٌ۔

(فقر تین حروف سے مل کر بنا ہے (ف) فنا کو ظاہر کرتی ہے (ق) بقاء کو اور (ر) رضا کو)
حافظ بصیر اس شرح میں مثنویوں سے بہت اقتباسات نقل کرتے ہیں۔ آپ کی ایک مثنوی حضرت مولانا رومیؒ کی مثنوی کے وزن پر منظوم ہے جس میں ایک استاد کا قصہ ہے جو بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتا تھا۔ اس کے ایک بیٹی تھی بڑی نیک اور صالحہ۔ انتہائی بھوک افلاس سے مجبور ہو کر اس نے اپنی اس نیک وصالح بیٹی کو ایک سمرقندی تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس تاجر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں اسے آزاد کر دے الیٰ آخرہ القصہ۔ حافظ بصیر نے اس قصہ کے ضمن میں تصوف کے بڑے باریک نکتے بیان کیے ہیں۔ آپ کے بعض شعر یہ ہیں ؎

گر بدانی کز چہ دور افتادہ
وز جان دلبر صبور افتادہ
در کجا بودی کجاتے این نفس
باچہ مردم آشنائے این نفس

marfat.com

Marfat.com

(کاش تو جانتا کہ تو کتنا دور جا پڑا ہے۔ اس محبوب دلبر سے جس میں بڑی برداشت ہے تو نے آپ کو دور کر لیا ہے۔ تو کہاں یہ ترا نفس کہاں اس نفس نے کیسے لوگوں سے آشنائی کر لی ہے)

از چنیاں زہر تحمل می چشی
وز کیاں قہر و تذلل می کشی
آتش اندر خان ومانے می زنی
شیشۂ ناموس ما می بشکنی

(تو زہر کی مانند ایسی ایسی سخت باتیں آخر کیوں برداشت کر رہا ہے۔ ان کے برداشت کا زہر چکھنے پر آخر کیوں مجبور ہو رہا ہے اور کن کن لوگوں کے غصے اور ذلتیں جھیل رہا ہے۔ لذات دنیا کی تجھے اتنی فکر کہ عیش ہوتا رہے گھر میں آگ جلتی رہے۔ کھانے پکتے رہیں تو ہمارے شیشۂ ناموس کو توڑ پھوڑ رہا ہے)

لیک مہرِ غفلت ست بر دل زدند
راہت اندر اولیں منزل زدند
مرغ قدسی بے تعلق بال زن
بس علم بر آشیانِ حال زن

(یہ دنیا دار دل پر مہرِ غفلت لگاتے ہیں۔ شروع ہی کی منزل تک تیری راہ متعین کرتے ہیں۔ مرغ قدسی کو انہوں نے بے بال و پر کر دیا ہے اور آشیانِ حال پر جھنڈا لہرایا ہے دینی اقدار کے یہ قائل نہیں۔ ان کے مطمح نظر جو کچھ ہے وہ صرف حال یہی دنیا اور اس کا عیش)

زاں جدا اُفتادہ دلبر یاد کن
از غمش شب تا سحر فریاد کن
ناصح ار گوید کہ ایں بدنامی است
گویش آرے عالم ناکامی است

marfat.com

Marfat.com

(وہ محبوب جو تجھ سے جدا ہے اسے یاد کر۔ رات سے صبح تک اس کے غم کی فریاد سن ناصح اگر تجھ سے کہے کہ اس میں بدنامی ہے تو اس سے کہہ یہ عالم ناکامی ہے)

در حضور نور سلطانِ ازل
حیّ دائم مُستعان لم یزل
بستر راحت چساں می زیبدت
چہ دل خواب گراں می زیبدت
او ہی پند ترا ہشیار باش
یا بمیر از شرم یا بیدار باش

(تو ایسے بادشاہ کے نور کے حضور میں رہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ زندہ ہے۔ دائم ہے۔ ایسی ہستی ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے اور اسے کبھی زوال نہیں یہ آرام دہ بستر بھلا تجھے کب زیب دیتا ہے۔ یہ گہری نیند بھلا کب تجھ پر جچتی ہے۔ یہ چند نصیحتیں تیرے بھلے کی ہیں۔ ہشیار رہو جا۔ یا شرم سے مر جا یا بیدار ہو جا)

والیٔ بدخشان میرزا سلیمان کی اہلیہ علیہا ما تستحق نے حافظ بصیر کو درجۂ شہادت کو پہنچایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ حافظ بصیرؒ کے اصحاب مولانا پایندہ بخاری اور میر ہروی رح اور مولانا بابا بخاری سب اہل دل اور خود آگاہ و تھے رحمہم اللہ سبحانہ۔

مولانا علی ہروی رحمۃ اللہ علیہ یہ صاحب احوال حافظ بصیر کے مریدین میں سے تھے اور فضائل ظاہری سے بھی انہیں حصہ ملا تھا۔

سلوک میں ان کا ایک رسالہ ہے اس سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مولانا درویش محمد امکنگیؒ اور مولانا قطب الدین احمد ابن مولانا محمد قاضی رحمہم اللہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے اور ان دونوں بزرگوں سے بھی بہرہ ور تھے یہ تین اقوال اس رسالہ سے ماخوذ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

نسمہ ۷۔ طالب طریقت ذکر کے دوران ولایت مقتدا (پیر و مرشد) کی پناہ میں آجاتا ہے۔ اس کے باطن سے مدد کا طالب ہوتا ہے اس کی صورت کبھی قلب میں حاضر رکھتا ہے اور پندرہ سانسوں میں پینتالیس بار ذکر کرتا ہے اور اس کے بعد جتنی بار ذکر کیا اس سے نصف مرتبہ درود بھیجتا ہے ذکر کے دوران جو نیند بلا اختیار آئے وہ نیند بھی از قبیل ذکر ہے۔

نسمہ ۸۔ اگر ذاکر کاروبار معاش میں ہو تو اسے چاہیئے کہ ذکر رواں میں مشغول ہو یعنی حبس نفس (سانس روکنا) کے بغیر دل سے نفی و اثبات کہے اور عدد کی رعایت کرے اور وقوف قلبی و وقوف زبانی کو بھی ملحوظ رکھے یعنی قلب و زبان دونوں مصروف رہیں۔

نسمہ ۹۔ ذکر شروع کرنے کے بعد یا تو قبض و کدورت کی کیفیت طاری ہوتی ہے یا شورش و بے مزگی کی یا سوزش اور حضوری کی یا قلق و اضطراب کی۔ اگر قبض و کدورت کی کیفیت ہو تو اس کے معنی ہیں کہ ذکر نے نفس پر اثر کیا اور ذاکر کو چاہیئے کہ نفس کو تاثیر کے ساتھ شامل کرے۔ اور شورش اور بے مزگی ظاہر ہو تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ ذکر نے معدہ پر اثر کیا اور اگر ذکر کے نتیجہ میں دل میں سوزش جلن اور حضوری پیدا ہو اور وہ تازگی اور محبت کا باعث ہو تو اس کا مطلب ہے کہ ذکر نے دل پر اثر کیا ہے اور دل میں نسبت پختہ ہوئی ہے اور اگر قلق و اضطراب کی کیفیت ظاہر ہو تو اس کے معنی ہیں یہ ورود و جذبہ ہے۔ اس کا مراقبہ کرے۔

(۱۱) مولانا صنع اللہ کورکتانی رحمۃ اللہ علیہ

کورکتان تبریز سے دس فرسخ کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ مرشد کی طلب میں حضرت مولانا صنع اللہ نے سفر اختیار کیا۔ حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے انہیں مولانا علاؤ الدین مکتب دار کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ مدت تک حضرت علاؤ الدین کی خدمت میں رہے اور بہت کچھ حاصل کیا۔ پھر انہیں وطن مالوف واپسی کی اجازت ملی۔ کئی سال وطن میں

marfat.com

Marfat.com

طالبان طریقت کو مستفید کرتے رہے کتاب حبیب السیر کے مصنف کا کہنا ہے کہ یعقوب میرزا کی حکومت کے زمانے کے تیس سال سے زیادہ سے یہ تبریز میں طالبانِ طریقت کی تربیت و تلقین میں سرگرم تھے ۹۲۹ھ میں انتقال فرمایا اور بابا کمال خجندی کی قبر کے بازو میں سرخاب میں آرام فرما ہیں۔ آپ کی عمر ستر سال ہوئی۔

(الف) مولینا علی جان بادام باری رحمہ اللہ

بادام باری تبریز کے قریب ایک دیہات ہے۔ مولانا علی جان" مولانا صنع اللہ رح کے اصحاب میں سے تھے اور ان کے اچھے رفیق تھے آخر میں حلب سے دس فرسخ کے قریب ایک قریہ میں منتقل ہو گئے تھے اور اسی قریہ میں ۹۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ستر سال کے قریب تھی۔

(ب) درویش اخی خسروشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ابتدا میں یہ حضرت شیخ بایزید خلخالی رح سے ارتباط طریقت رکھتے تھے جو سید محمد نوربخش کے مرید تھے۔ جب سید محمد کے ساتھ وہ عجیب وغریب واقعہ پیش آیا جس کا ذکر انشاء اللہ کتاب صفحات الانوار میں آئے گا ان کے مریدین ہر طرف بھاگ گئے۔

درویش اخی اپنے پیر ومرشد شیخ بایزید خلخالی کی اجازت سے اپنے وطن مالوف واپس آگئے۔ کچھ مدت بعد خواب میں انہیں اشارہ غیبی ہوا کہ جانب قبلہ سیدھا روانہ ہو جا چنانچہ یہ چل پڑے۔ اتفاقاً کورکنان کے دیہات میں پہنچ گئے۔ وہاں مولانا صنع اللہ کو دیکھا تو دل ان کی طرف کھینچنے لگا۔ اب آپ کو معلوم ہوا کہ جانب قبلہ سے یہ حقیقی قبلہ مراد تھا۔ ؏

ما قبلہ راست کردم بر سمت کجکلاہی

(ہم نے اس محبوب کی طرف اپنا قبلہ سیدھا کر لیا)

یہ مصرع زبان حال سے ادا کرتے ہوتے حضرت مولانا کی خدمت میں پہنچے اور اس

marfat.com

Marfat.com

طریق سلوک کو اختیار فرمایا یہاں بڑی کشائش اور فراخی ہوئی۔ ذکر جہر سے بھی چونکہ ان کو حصہ ملا تھا اس کا بھی کبھی کبھی اہتمام کرتے تھے۔ خسرو شاہ تبریز سے چار فرسخ کے فاصلہ پر ایک دیہات کا نام ہے۔

مولانا الیاس بادام باری رحمۃ اللہ علیہ

یہ ابتداء میں شیخ عبدالحی رح کی صحبت میں رہے جو شیخ شاہ بید وازی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ یہاں انہیں بڑا فیض ہوا۔ جب شیخ عبدالحی کا انتقال ہو گیا تو مولانا الیاس بادام باری نے درویش اخی خسرو شاہی رح کی خدمت وصحبت اختیار کی اور اس سلسلہ کی نسبت وحضور سے مشرف ہوئے اور صاحب اجازت ہوئے صاحب ودایر نے لکھا ہے کہ یہ مولانا صنع اللہ کی صحبت میں بھی رہے آپکی عمر شریف ننو سے متجاوز تھی ۹۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک بادام بار میں ہے۔

سید محمد بادام باری رحمۃ اللہ علیہ

یہ مولانا الیاس بادام باری رح کے خلیفہ تھے اور اس عارف حق شناس کے رشتہ دار بھی۔ انہیں اطوارِ سنیہؑ حاصل تھے اور یہ بڑے عجیب وغریب واقعات ومکاشفات کے مالک تھے۔ بدمعاش قزلباش کے ظلم وستم کے باعث مع لواحقین واصحاب آپ نے سیرام کی طرف ہجرت کی جو حدود ترکستان کا ایک قصبہ ہے اور سیرام ہی میں دنیا سے آخرت کی طرف ہجرت کی اور ۹۷۰ھ میں انتقال فرمایا۔

صاحب ودایر فرماتے ہیں جن دنوں سید محمد بادام باری رح عراق میں تھے شیعوں کا ایک گروہ ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ ہمارے مذہب کے مجتہد حضرت امام جعفر صادق ہیں اس گروہ کے چلے جانے کے بعد حضرت مولانا نے فرمایا کہ جس وقت وہ لوگ اپنے مذہب کی نسبت امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کر رہے تھے حضرت امام اس وقت تشریف لاتے اور فرمایا کہ یہ لوگ ہماری طرف جس چیز کی نسبت کرتے ہیں ہمیں اس کا علم نہیں اور ہمارے حق میں یہ افتراء اور بہتان ہے۔

راقم الحروف (ہاشم کشمی) عرض کرتا ہے کہ حضرت سید محمد بادام باری رح کے اس کشف

marfat.com

Marfat.com

کی صداقت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جو عارفین کے راہنما حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے کتاب فصل الخطاب میں امام ہمام علی الرضا۔ عَلَیہِ وَعَلٰی آبَائِہِ التَّحِیَّۃ وَالرَّحمۃ الیٰ یوم الجزاء کے ذکر میں لکھا کہ آپ بعض کبار اہل بیت سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِلعَنِ الرَّفَضَۃَ فَاِنَّھُمْ یَتَّھِمُوْنَنَا۔

(اے اللہ تو روافض پر لعنت بھیج کہ یہ ہم پر تہمت لگاتے ہیں)

اور بعض اہل بیت کا یہ ارشاد نقل کرنے کے بعد وہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے آنجناب ولایت پناہ اولادِ امجاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہنما (حضرت امام زین العابدینؓ) سے پوچھا۔ کَیْفَ رَأَیْتَ مَنْزِلَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مِنَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ؟ (آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مرتبہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں) آپ نے ارشاد فرمایا۔ کَمَنْزِلِھِمَا الْیَوْمَ (ان دونوں کا آج بھی مرتبہ ہے یعنی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب عزت کے ساتھ آج بھی یہ دونوں حضرات آرام فرما ہیں۔ حضرت خواجہ محمد پارسا نے اسی کتاب فصل الخطاب میں یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرات شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) اور حضرت ذوالنورین (حضرت عثمان غنی رضؓ) کی دشمنی اور ان سے کینہ کا اظہار کیا۔

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا کہ سمجھ لو کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قیامت تک تمام مسلمانوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے پہلا مہاجرین کا گروہ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ (الحشر: ۸)

marfat.com

Marfat.com

(اور ان حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جُدا کر دیئے گئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں) آپ نے یہ آیت پڑھ کر پوچھا بتاؤ تمہارا اس گروہ سے تعلق ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی یہ اگلی آیت تلاوت فرمائی جو حضرات انصار رض کی منقبت میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (الحشر ۹)

(اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں۔ جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں)

آپ نے یہ آیت پڑھ کر ان لوگوں سے پوچھا بتاؤ تم اس گروہ سے تعلق رکھتے ہو یا نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں اس وقت آپ نے اس کے بعد والی قرآن مجید کی آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ (اور ان لوگوں کا (بھی اس مال فی میں حق ہے جو ان کے بعد آئے) اور پوچھا کیا تم اس گروہ سے تعلق رکھتے ہو یا نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہمارا اس گروہ سے تعلق ہے۔ حضرت امام محمد باقر نے فرمایا تمہارا اس گروہ سے بھی تعلق نہیں ہے اس لیے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس گروہ کی حالت و صفت بیان کرتے ہوئے اس طرح خبر دی ہے کہ وہ :

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحشر ۱۰)

جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے۔ اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں)

اور تم لوگ مہاجرین اور انصار جو سابقین ہیں اور جنہیں قرآن مجید میں اَلَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں) سے تعبیر کیا تم ان سے عداوت اور کینہ کا اظہار کر رہے ہو۔ تو تم مسلمانوں کے فرقوں میں سے نہیں ہو اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دیا۔

---

marfat.com

Marfat.com

مقصدِ اوّل میں فصل چہارم

مولانا شمس الدین محمدؒ روجی کے فیض یافتگاں رحمہم اللہ کے حالات کا ذکر ہے!

(۱) **شیخ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ** | آپ حضرت مولانا شمس الدین محمد روجیؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ حافظِ قرآن تھے اور نسبت باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کی تھی بیت اللہ شریف کے طواف اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ مبارک کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ اس مبارک سفر میں بہت سے اکابر اور بزرگوں کی صحبت حاصل کی تھی۔ شام میں ۹۶۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی قبر بھی حضرت بلالؓ کی قبر کے پاس شام ہی میں ہے جو کبار اصحاب میں سے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) **بابا سید محمد علی مجذوب رحمۃ اللہ علیہ** | یہ حضرت مولانا شمس الدین محمد روجی کے دوسرے صاحبزادے تھے اپنے والد بزرگوار کی نظر کی برکات سے آپ کو جذبۂ قوی حاصل تھا۔ آخر عمر تک آپ کا جذبہ اسی طرح انتہائی قوی رہا یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہوا۔ اپنے والد بزرگوار کی قبر کے نزدیک جگہ پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۳) **شیخ جلال الواعظ رحمۃ اللہ علیہ** | یہ حضرت مولانا شمس الدین محمد روجی قدس سرہٗ کے منظور نظر مرید اور صاحب نسبتِ حضور تھے۔ کہتے ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے یکایک آپ میں سلوک کے بارے میں ایسا شرح صدر اور کشائش پیدا ہوگئی تھی کہ برملا تصوف کے نکات بیان فرمایا کرتے یہاں تک کہ بعض اکابر اور ارباب دل بھی آپ کی مجلس میں آتے اور استفادہ کرتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک حدیث کے بارے میں آپ روز گفتگو فرمایا کرتے آپ کر

marfat.com

Marfat.com

شیخ عماد الدین بن فضل اللہ کبروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ غایت ارتباط و اختلاط تھا اور ان بزرگ کی صحبت سے بھی آپ کو بہت کچھ حاصل ہوا تھا۔ اپنے بعض رسائل میں وہ شیخ عماد الدین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کئی بار ارشاد فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگوار کا طریقہ کچھ اتنا خوبصورت اور دل ربا ہے کہ عقل سلیم اسے قبول کرنے پر مجبور ہے۔

جب عبداللہ خان نے خراسان فتح کیا تو شیخ کو ہرات سے بخارا لے آیا۔ چنانچہ آپ نے کئی سال قابل فخر شہر بخارا میں وعظ و نصیحت اور تلقین و ارشاد کا کام سرانجام دیا یہاں تک کہ ۱۰۰۱ھ میں انتقال فرمایا اور فتح آباد میں جو مشہور جگہ ہے شیخ العالم سیف الدین باخرزی قدس سرہ کے قریب آخری آرامگاہ پائی۔ ایک فاضل نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح کہی۔

"رہبر دین حق ز دنیا شد"

(دین حق کا رہبر دنیا سے رخصت ہوا)

آپ کے بعض شعر بہت اچھے ہیں جیسے یہ شعر ؎

تا حسن ما از رخ خوباں نمودہ است
ما را خیال شاہد و ساقی ربودہ است

(چونکہ ہمارا حسن حسینوں کے رخسار سے جلوہ گر ہوا ہے ہمیں محبوب اور ساقی کا خیال جاتا رہا ہے)

آپ نے سلوک میں بھی بعض مفید رسائل تحریر کیے ہیں اور اس سلسلۂ عالیہ کے اکابر کی بعض کتابوں اور رسائل پر بھی مفید حاشیے اور بعض کی شرحیں لکھی ہیں۔ منجملہ ان کے شرح قدسیہ ہے جس کے جامع حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ ہیں۔ رشحات کے بعض کلمات کی شرح ہے۔ نفحات الانس کا ایک انتخاب ہے جس میں اس کے بعض مشکل مقامات کی تشریح و توضیح ہے۔ آپ نے اس انتخاب کا نام "خلاصۃ النفحات" رکھا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اس کتاب میں شیخ جلال الاعظم رہ نے حضرات خواجگان کے کلمات کی تشریح کے بعد حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں اور حضرت مخدوم رہ کے ترجمہ کے ضمن میں اپنے پیر و مرشد مولانا شمس الدین محمد روجی رہ کے کچھ حالات بھی تحریر کیے ہیں اس طرح کہ :

الحمدللہ ایں فقیر را چشم بہ دیدن طلعت ہمایوں ایشاں منور گشتہ

امید دارم کہ از جملہ خادمانِ ایشاں محشور گردم

(خدا کا شکر ہے اس فقیر کی آنکھیں آپ کی مبارک ہستی کو دیکھ کر روشن اور منور ہوئیں۔ میں امید وار ہوں کہ قیامت کے دن آپ کے خادموں کے ساتھ میرا حشر ہوگا)

اس کے بعد حضرت مولانا شمس الدین محمد روجی رہ کی زبان مبارک سے جو احوال آپ نے سنے اس کا بیان ہے حضرت مولانا کے بعض ارشاد آپ نے اس طرح نقل کیے ان میں ایک یہ آپ نے فرمایا قرآنی حکم وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کیجیے) پر عمل سے تیس سال تک اپنی غفلت کے باعث حق تعالےٰ سبحانہ نے ہمیں قدرت نہ دی یہاں تک کہ اپنے نبی کی محبت میں گرفتار کر دیا۔

نسمہ ہر آپ نے فرمایا ہمارے سلوک کی ابتداء اور انتہاء حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے حضرت مولانا سعدالدین کاشغری کی خدمت میں رہے اور آپ کے انتقال کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے تربیت ہوئی۔

اب بعض وہ مفید باتیں نقل کی جاتی ہیں جو شیخ جلال الاعظم نے ارباب کمال کے ارشادات کی شرح کے طور پر فرمائیں۔

نسمہ ہر حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی نے عوارف المعارف کے ترجمہ اس طرح نقل کیا کہ " معرفت عبارت ست از شناختن معلوم مجمل در صور تفاصیل الیٰ آخرہ " (معرفت کے معنی ہیں جو چیزیں ہمیں اجمال و اختصار کے ساتھ معلوم ہیں انہیں تفصیلی شکلوں میں جاننا اور پہچاننا) اس کی تشریح کرتے ہوئے شیخ جلال الاعظم کہتے ہیں معرفت صرف اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان خود سے

marfat.com

Marfat.com

چھٹکارا حاصل کرکے مرتبۂ فنا کو پہنچے اور غلبۂ حضور حق حاصل کرے اور یہ علم صرف سننے سے نہیں آتا اور اگر تم محض سن کر اور حسن ظن کے ساتھ اعتقاد رکھو تو وہ تقلید علم ہے اور علم کے ذریعہ کسی چیز کا جاننا یا علم کا جاننا خلقیت کے مراتب کثرت و تعینات کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ حسن و نمود لیں کوئی اشیاء کا تعینات اور ان کا باہمی اختلاف وحدت کا مخالف ہے تو لازم ہے کہ لوگ صرف بذریعہ علم اسے نہ تلاش کریں۔

نسمہ: شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے حضرت ذوالنون کی منقبت میں فرمایا:

ذوالنون از آنہاست کہ اورا نہ بیارایند بہ کرامات و بہ بستایند بہ مقامات

(ذوالنون ان میں سے ہیں کہ جنہیں نہ کرامات سے تقویت دیتے ہیں نہ مقامات سے)

اس کی تشریح کرتے ہوئے شیخ جلال الواعظ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالنون قدس سرہٗ صاحب تجلی ذاتی تھے جس کا اثر بے صفتی اور بے نشانی ہے اور صاحب مقام ہونا کسی مقام پر ٹھہرنا اس سے نیچے کا مرتبہ ہے۔ جو تجلی ذات کے مرتبہ پر فائض ہو وہ جامع اضداد (مختلف نوعیت رکھنے والی چیزوں کا مجموعہ) ہوتا ہے اور قید کی بندشوں سے آزاد۔

نسمہ: شیخ الاسلام نے فرمایا:

آخر نہ گسستن و نہ پیوستن

(آخری منزل یہ ہے کہ نہ ٹوٹے نہ ملے)

اس کی تشریح میں شیخ جلال لکھتے ہیں کہ سالک طریقت جب ہستی کے سامان کو نابود و نیستی کے خلوت خانہ میں لے جاتا ہے تو نہ ٹوٹنا رہتا ہے نہ ملنا۔ اس لیے کہ ٹوٹنا اور ملنا دونوں اس کی ہستی سے متعلق ہیں۔

نسمہ: شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔

"مریدی طلبد و با صد ہزار نیاز و مرادی گریزد و با صد ہزار ناز"

(مرید طلب کرتا ہے لاکھ نیاز و انکساری سے اور مراد گریز کرتا ہے لاکھ ناز و انداز سے)

اس کی تشریح میں شیخ جلال لکھتے ہیں کہ وصل اس وقت حاصل ہوتا ہے جب

marfat.com

Marfat.com

مریدکامل مریدی کے باعث مراد ہو جائے اور اکابر نے جو فرمایا کہ محبوب تک محبوب کے سوا نہیں پہنچ سکتے وہ اسی طرف اشارہ ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ متوکلین کے امام کی فتح یہ ہے کہ کھانا بڑھا دو اور لے جاؤ اور حضرت بشر نے فرمایا یہ تمہیں سکھاتا ہے کہ توکل جب درست ہو تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس کی تشریح میں شیخ جلال فرماتے ہیں کہ شہود توحید میں توکل افعال کو درست کرتا ہے اگر سالک طریقت مظاہر فطرت میں اسباب قادح کے توسل سے کسی چیز کو فاعل سمجھ لے اس کا توکل معتبر نہیں ہے۔

تسمہ: حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

چوں می یابم ایثار میکنم و چوں نیابم شکر کنم

(جب مجھے مل جائے تو ایثار کرتا ہوں اور جب نہ ملے تو شکر کرتا ہوں)

اس کی تشریح میں شیخ جلال فرماتے ہیں کہ نعمت نہ ملنے کی صورت میں شکر کرنے کی توجیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہے (سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والا) وہ بغیر وجہ اور فائدہ کسی محتاج بندہ سے نعمت واپس نہیں لیتا نہ بغیر وجہ کسی کو نعمت سے محروم کرتا ہے تو نعمت نہ ملنے کی صورت میں وہ وجہ اور فائدہ بندہ کے لیے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا بندہ کو شکر بجا لانا چاہیے۔

تسمہ: شیخ عبداللہ خفیف قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اِقْتَدُوْا بِخَمْسَةٍ مِّنْ شُيُوْخِنَا لِاَنَّهُمْ جَمَعُوْا بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْحَقَائِقِ (ہمارے شیوخ کی اقتدا، پیروی کرو اس لیے کہ وہ علم و حقائق کے جامع ہیں) اس کی تشریح میں شیخ جلال فرماتے ہیں اقتدا اور پیروی کے لائق وہ ہے کہ جس کی گفتار میں علم و حال یعنی شریعت و حقیقت دونوں مندرج ہوں اور جیسا کہ فرمایا کہ ارشاد حقیقی کے لیے شرط ہے کہ ذوق حقائق اور معارف الٰہی کی تعبیر ہو اسے ایسے انداز بیان پر قدرت ہو جس میں شریعت عقل اور توحید سب جمع ہو جائیں۔ یہ اسی سابق قول کی تائید ہے۔

تسمہ حضرت احمد خضرویہ فرماتے ہیں اَمِتْ نَفْسَكَ حَتّٰى تُحْيِيهَا۔ (اپنے

marfat.com

Marfat.com

نفس کو مار تا کہ وہ زندہ ہو) اس کی تشریح کرتے ہوتے شیخ جلال فرماتے ہیں اپنے نفس کو مار یعنی نفسانی خواہشات کو چھوڑ تا کہ اسے ابدی زندگی کے ساتھ زندہ کرے یا یہ کہ تو اپنے نفس کو مار یعنی خود کا شعور ختم کر تا کہ حق سبحانہ' وتعالےٰ کے شعور سے تو اسے زندہ کرے کہ وہی حیات حقیقی ہے۔ پہلی مرتبہ جو نفس کا لفظ استعمال ہوا اس سے مراد وہ نفس مشہور ہے جو صفات رذیلہ کا منبع ہے اور دوسری مرتبہ جب یہ لفظ استعمال ہوا تو اس سے مراد نفس ناطقہ ہے۔

نسمہ: حضرت ابو حمزہ بغدادی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ وَنفس جاہل تر جاہلانست

سزاوار تر است با آنکہ از وے اعراض کنی

(قرآنی حکم ہے کہ جاہلوں سے اعراض و روگردانی کرو اور نفس تمام جاہلوں سے بڑھ کر جاہل ہے تو اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے اعراض وروگردانی کی جائے)

اس قول کی تشریح میں شیخ جمال' لکھتے ہیں کہ نفس کا کمال جہل یہ ہے کہ اگرچہ وہ خود موجود نہیں بلکہ کسی دوسرے کا ظل اور سایہ ہے خود کو موجود سمجھتا ہے اور خود کو نہیں پہچانتا۔

نسمہ: شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں۔

اوّل ایں کار قبول ست و آخر یافت

(سلوک میں پہلا کام قبول کرنا ہے اور آخر کام پالینا)

شیخ جلال ابو عطرر اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اس عبارت کے دو معنی دل کو لگتے ہیں۔ پہلے معنی یہ کہ قبول سے مراد مشائخ کے دل کا مرید کو قبول کرنا ہے اور پالینے سے مراد حق سبحانہ' وتعالیٰ کا پالینا اور وصول ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ قبول سے مراد مرید کے دل کا قبول کر لینا اور پالینے سے مراد اصحاب حقیقت کے طریقہ اور معارف کو پالینا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نسمہ ۵ شیخ الاسلام ارشاد فرماتے ہیں۔

روزگارے او را می جستم خود را می یافتم اکنون

کہ خود را می جویم او را می یابم !!

(کبھی میں اس کو ڈھونڈتا تھا خود کو پا لیتا تھا۔ اب خود کو ڈھونڈتا ہوں

اس کو پا لیتا ہوں)

شیخ جلالؒ اس بارے میں فرماتے ہیں یعنی جن ایام میں حقیقت سے غافل تھا چونکہ وجودی صفات کو خود سے سمجھتا تھا تو لامحالہ اگرچہ اس کو ڈھونڈتا تھا مگر چونکہ نظر خود پر ہوتی تھی خود کو پا لیتا تھا اور اب درد و جذبات اور فنا کے باعث تمام صفات کو حق کی صفات کا عکس اور سایہ دیکھتا اور پاتا ہوں تو اب کتنا ہی خود کو ڈھونڈوں اسے پا لیتا ہوں کیونکہ میں مظہر ہوں اور وہ ظاہر۔

نسمہ ۶ حضرت جنید بغدادیؒ نے قلیع مجنون سے پوچھا:

جنون تو از چیست

(تیرا جنون کس وجہ سے ہے)

مجنون نے جواب دیا حُبِسْتُ فِی الدُّنْیَا فَجُنِنْتُ بِفِرَاقِہٖ مجھے دنیا میں محبوس اور قید کر دیا گیا تو میں اس کے فراق میں مجنون ہو گیا، اس کی تشریح میں شیخ جلالؒ فرماتے ہیں ان ارشادات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ دنیا میں حجاب سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ؎ (میرے قلب پر پردہ سا آ جاتا ہے) یہ بھی اسی بنا پر ہے۔

نسمہ ۷ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے بارے میں بزرگوں نے لکھا ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے اس کی تشریح میں شیخ جلال فرماتے ہیں کہ مستجاب الدعوات وہ نہیں ہے کہ جو وہ چاہے وہی ہو جائے یہ تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ بہت مرتبہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

نسمہ ۸ حضرت ابو عبداللہ سنجری رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ فتوت

؎ صحاح مسلم و المشکوٰۃ کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ۔

marfat.com

Marfat.com

(مروّت۔ جوانمردی) کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا جو صورت حال لوگوں کو درپیش ہے انہیں اس میں معذور جاننا۔ حضرت شیخ جلال اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ لوگوں کو معذور جاننے سے مراد یہ ہے کہ خود سے ان پر اعتراضات نہ کرے نہ یہ کہ سچی بات کہنے میں بھی مداہنت کرے اور غفلت برتے۔

تسمہ: حضرت عبد اللہ مرتعش سے لوگوں نے پوچھا تصوف کیا ہے آپ نے فرمایا اشکال و تلبیس و کتمان۔ شیخ جلال الواعظ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اشکال سے شروع کی مشکل ریاضتوں کی طرف اشارہ ہے۔ تلبیس (فریب دھوکا) سے فریب نفس پر نفس کو ملامت کرنے کے طریقہ کی طرف اشارہ ہے اور کتمان (چھپانا) سے اخفاء حال اور باطنی کیفیات کو چھپانے کی طرف اشارہ ہے اس معنی کے اعتبار سے تصوف سے مراد راستہ چلنا ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تصوف سے مراد کمال حقیقت ہو اور اس معنی پر نظر رکھتے ہوئے اشکال سے حیرت کی اس مشکل کیفیت کی طرف اشارہ ہو جو جمال احدیت کے مشاہدہ کے وقت ایک عارف کو پیش آتی ہے اور وہ دم نہیں مار سکتا اس لیے کہ وہ جس چیز یا ہستی کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ دائرہ نطق و بیان سے باہر ہے اور تلبیس سے مراد یہ ہے کہ عارف کو اگرچہ وجود حقیقی سے حصہ ملا ہے لیکن وہ بار عبودیت کے نمود وجود کو کاندھے پر رکھے اظہار وجود مجازی کو محنت میں مبتلا ہے اور کتمان سے مراد یہ ہے کہ عارف وجود حقیقی کے شہود کے وقت ہمیشہ اپنے وجود مجازی کے ایک طرح خود سے چھپاتا ہے بہرصورت وہ حجاب مستور نہیں رکھتا یہ اس بارے میں شیخ جلال کی تحقیق تھی۔ لیکن مولانا عبد الغفور لاری قدس سرہ نے ان کلمات کی اس طرح تشریح کی ہے کہ اشکال سے مراد یہ ہے کہ عارف عوام الناس کے لیے اپنے باطنی حالات کو مشکل بنا دیتا ہے اور تلبیس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس عارف کا پہچان نہ سکیں اور کتمان میں اُس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی باطنی کیفیات لوگوں کی نظر سے چھپی رہیں اس لیے کہ کسی دوسری چیز سے باطن اس طرح

marfat.com

Marfat.com

خالی نہیں ہو جاتا اور کوئی چیز باطنی کیفیات کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتی جتنا کہ ان باطنی کیفیات کا لوگوں پر اظہار۔ انتہیٰ

راقم عرض کرتا ہے کہ یہ معنی بھی "راستہ چلنا" کے معنی کے مناسب ہیں اس لیے کہ توسط ابتداء سے متعلق ہے اور منتہی سر حال کرتا ہے اور اس معنی کی رو سے کتمان (چھپانا) تعقید (گرہ لگانا۔ مشکل بنانا) کے بعد ہے۔

نسمہ: حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

مقصود از ذکر آنست کہ بہ حقیقت کلمۂ توحید برسد و حقیقت کلمہ

آن ست کہ از گفتن ماسویٰ بہ کلے نفی شود"

(ذکر سے مقصود یہ ہے کہ ذاکر کلمہ توحید کی حقیقت کو پہنچے اور کلمہ کی حقیقت یہ ہے کہ ماسویٰ کہنے سے کلیتاً نفی ہو جائے) شیخ جلال اس بارے میں لکھتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ ماسوی کی نفی کے بعد طریقہ حضور خداوندی ہے نفی ماسوی کے ساتھ بے واسطہ ذکر واحتیاج بہ ذکر۔

نسمہ: حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری حضرت خواجہ محمد پارسا کی منقبت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "میگویم بگو ونمی گوید" (میں کہتا ہوں کہو اور وہ نہیں کہتا) شیخ جلال اس بارے میں لکھتے ہیں کہ محبوب مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طفیل حضرت خواجہ محمد پارسا کو جو مرتبہ محبوبیت عطا فرمایا گیا تھا اس کے باعث آپ اپنے محب کو مہلت نہ دیتے تھے۔

نسمہ: حضرت شیخ نجیب الدین علی برغش سے لوگوں نے کہا آپ توحید کے راز پر کوئی مثال دے کر روشنی ڈالیں۔ آپ دو آئینے اور ایک سیب لائے۔ شیخ جلال اس بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ نے غالباً سیب سے وحدت کو تعبیر فرمایا اور تمام پھلوں میں سیب کو منتخب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سیب خوش رنگ بھی ہے خوشبودار بھی اور دل کے لیے مفرح بھی۔ اسی طرح وحدت حقیقی ہے کہ جمال وکمال سے آراستہ ہے اور فرح بخش بھی ہے اور دو آئینے سے ایک آئینہ تو کثرتِ اسماء وصفات کے ساتھ الوہیت

marfat.com

Marfat.com

واحدیت کے مرتبہ کا آئینہ اور دوسرا اعدام اضافی کا یعنی حقائق کونی کا کہ وجود حقیقی اور وحدت اس کے لیے آئینہ ہے اس تجلی کے واسطہ سے جو دونوں پر اپنا رنگ ظاہر کرتی ہے اور اسی لیے تجلی کے اعتبار سے وحدت حقیقی دو قسموں میں منقسم ہوتی ہے ایک واجب اور دوسرا ممکن اور قاب قوسین اسی معنی کا بیان ہے۔

(۱۷) مولانا کمال الدین فیضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ طریقت میں

آپ کا انتساب حضرت مولانا محمد روجی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ اس سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں کی نسبت سے انہیں کامل حصہ ملا تھا۔ ظاہری علوم میں بھی کامل تھے اور حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ کے عظیم شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کا [illegible] میں اشعار بھی ہیں چنانچہ فرمایا نظم ؎

موئے شدہ ام بے خط مشکین رقم او

کو بخت کہ آیم بزبان قلم او

(میں اس کے سیاہ خط کے بغیر ہی بال کی طرح ہو گیا ہوں۔ میرے کیسے نصیب کہ اس کی زبان قلم پر میرا نام آیا)

مجنوں برہ عشق ز سر کردہ قدم رفت

دارم من سرکشتہ قدم بر قدم او

(مجنوں راہ عشق پر گامزن ہو کر دنیا سے رخصت ہوا میں نے اپنا سر کاٹ کر اس کے قدموں پر رکھ دیا)

بلند مرتبہ زیں خاک آستاں شدہ ام

غبار کوبہ تو گر آسماں شدہ ام

(اس آستانہ کی خاک سے میں بلند مرتبہ ہوا ہوں اگرچہ غبار کی طرح میں آسمان پر اُڑ رہا ہوں)

marfat.com

Marfat.com

مولانا ناصر ہروی رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت میر رنگریز رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے جن کے حالات حضرت مولانا سعد الدین کاشغری کے اصحاب کے سلسلے میں گزر چکے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولانا قوام الدین فرزند مولانا شمس الدین ایک متقی عالم تھے اور حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ آپ کے وعظ کے پیے پہنچے تھے۔ اور شفقت کے باعث آپ کی آنکھیں پُرنم ہوگئی تھیں جب میرزا شاہرخ نے دیوان گوہر شاد کو منار سے ڈال دیا تھا جیسا کہ مولانا فخر الدین علیؒ نے بطریق موعظت رشحات میں اس کا ذکر کیا ہے مولانا ناصر مادر زاد ولی تھی۔

آپ کی والدہ ماجدہ جو ایک نیک خاتون تھیں فرماتی ہیں کہ جن مہینوں میں میں حاملہ تھی اور ناصر میرے شکم میں تھے پڑوس میں کبھی کبھی چند فاضل مثنوی مولانا رومؒ پڑھا کرتے تھے اور جیسے جیسے وہ مثنوی شریف کے اشعار پڑھتے یہ بچہ میرے بطن میں رقص کرنے لگتا اور اتنا مضطرب ہوتا کہ میں بے حال اور بے چین ہو جاتی۔ مجبوراً مجھے ان بزرگوں سے جو مثنوی کے اشعار پڑھتے تھے درخواست کرنا پڑی کہ وہ یہ اشعار نہ پڑھا کریں۔ غرض لڑکپن کے آغاز اور ایام نشوونما کے شروع ہی سے مولانا ناصر ہرویؒ میں لوگوں نے بزرگوں کی اس نسبت کا مشاہدہ کر لیا تھا۔ حضرت میر رنگریز نے جب آپ کو دیکھا تو آپ کی بلند استعداد اور صفائے قلب کی بناء پر آپ کو حضرات خواجگان کے سلسلہ سے منسلک کر لیا۔ آپ کو خلوت میں طلب فرمایا اور ان اکابر کی انابت اور ذکر کی تعلیم اور مراقبہ خاصہ کی رہبری فرمائی مولانا ناصر ہروی نے اس نسبت معنوی کے ضمن میں ظاہری علوم کی بھی تکمیل کی اور ہرات شہر کے صاحب تقوٰی فاضل اور محقق صوفی بن گئے۔ عبداللہ خان آپ کو ہرات کی دیگر معزز ہستیوں کے ہمراہ خراسان سے ماوراء النہر لے آیا اور آپ کئی سال تک قابل فخر شہر بخارا میں طالبان علم وقال کے فائدہ اور سالکان راہ ذوالجلال کی فیض رسانی کے لیے کام کرتے رہے کثرت علم کے باوجود نسبت سکر اور والہانہ جذبات کا آپ پر غلبہ رہتا تھا اور تھوڑے سے نغمہ و سرود سے بھی آپ بے قابو ہو جاتے تھے۔ جب آپ کی عمر شریف اسّی سال

marfat.com

Marfat.com

کے قریب ہوگئی تو آپ نے اسی شہر بخارا میں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ نے ایک دانشمند اور پرہیزگار صاحبزادے مولانا میر اپنے پیچھے چھوڑے۔

شیخ احمد ہروی رحمۃ اللہ علیہ یہ ہرات کے قریہ چغارہ کے رہنے والے تھے اور ایک واسطہ سے حضرت میر رنگریز کے مرید تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے شیخ احمد ہروی صاحب وقت وحال وحضور دفنا وآثار تھے اس سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں کی نسبت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوتی تھی آپ کی کافی عمر ہوئی ہے۔ ــــــھ کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ فی الحال آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ محمد اپنے والد بزرگوار کی نسبت سے بہرہ ور ہیں۔

---

marfat.com
Marfat.com

مقالۂ اولیٰ ـــــ مقصدِ دوئم

پہلے مقالہ کا دوسرا مقصد حضرت زبدۃ الاخیار خواجہ احرار قدس سرہٗ کے مُنتَسِبین کے حالات کے بیان میں ہے اور یہ مقصدِ دوئم تین فصل پر مشتمل ہے ۔

فصل اوّل

یہ فصل حضرت خواجہ احرار کی اولادِ امجاد قدس اللہ تعالیٰ سرہم الاقدس کے حالات کے بیان میں ہے کہ جن کو حضرت خواجہ کی وراثت معنوی سے بھی حصہ ملا اور جنہوں نے مختلف ممالک میں اس سلسلۂ عالیہ کو پھیلایا۔ اس فصل میں ان بزرگوں کے حالات کا بھی بیان ہے جو آپ کی اولاد امجاد سے مستفید ہوتے ۔

واضح رہے کہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے دو لائق فرزند تھے۔ ایک خواجہ محمد عبداللہ جو خواجگک کے نام سے مشہور تھے اور دوسرے خواجہ محمد یحییٰ ۔ مولانا فخر الدین علی متصدی نے ان دونوں صاحبزادگان کے حالات و اطوار پر روشنی ڈالی ہے ۔ صاحب رشحات کے زمانہ میں چونکہ یہ دو صاحبزادگان منصۂ کمال وارشاد پر جلوہ گر نہ ہوئے تھے اسلئے اس کتاب میں ان کے حالات وارشادات موجود نہیں ہیں ہم اس کتاب (نسمات القدس) میں ان کے کچھ حالات بیان کریں گے ۔

(۱) خواجہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
(۲) خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد عبداللہ کے سات صاحبزادے تھے۔ آسمان ولایت کے سات تارے جن کا ذکر عنقریب آئے گا اور خواجہ محمد یحییٰ کے تین فرزند تھے۔ خواجہ محمد زکریا اور خواجہ عبدالباقی کو اپنے جد بزرگوار کی صحبت وعنایت کا شرف حاصل رہا تھا۔ اور انہوں نے ہی ان دونوں کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کیا تھا۔ یہ دونوں عالی مرتبت بھائی اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ۹۰۶ھ میں شہادت کے بلند مرتبہ کو پہنچے ۔ ان کے بعد ایک بھائی خواجہ محمد امین تنہا رہ گئے ۔

marfat.com
Marfat.com

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ اَنَارَ اللّٰہُ تَعَالیٰ بُرہَانَہٗ نے دوبارہ جب سمرقند فتح کیا تو حضرت خواجہ محمد یحییٰ کی تعزیت کی اور فاتحہ کا کھانا کیا اور حضرت خواجہ محمد امین کو اپنے ہمراہ کابل و ہندوستان لے آیا رَحِمَہُمُ اللّٰہُ سُبحَانَہٗ حضرت خواجہ محمد یحییٰؒ کے صاحبزادوں کے حالات چونکہ کم تھے اس لیے پہلے بیان کر دیئے گئے۔

اب حضرت خواجہ محمد عبداللہ کے صاحبزادوں کے حالات بیان ہوں گے۔ خدا کی مدد اور اس کی توفیق سے۔

(الف) خواجہ عبدالہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ حضرت محمد عبداللہؒ کے بڑے صاحبزادے تھے اور راہ سلوک کے شناسا اپنے جدِ بزرگوار کی زندگی ہی میں آپ کو بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی توفیق مل گئی تھی۔ وہاں سے آپ شام اور روم تشریف لے گئے اور روم اور ملحقہ علاقوں میں آپ نے لوگوں کو اس طرح سلوک کی تعلیم دی کہ سب عالی ہمت اور بلند اخلاق کے مالک بن گئے۔ وہاں کے والی نے اس ولایت کا دسواں حصہ واگذار کرنا منظور کر لیا۔ لوگ کہتے ہیں وہ رعایت آج تک قائم ہے اس طرح وہاں کے محتاجوں اور ضرورت مندوں پر آپ کا عظیم کرم واحسان ظاہر ہوا اس حصہ کی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار درہم تھی۔ آپ جب وطن واپس آئے تو آپ کے جدِ امجد نے اسے بہت پسند فرمایا اور اپنے اہل کاروں کو اس کے ادا کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس فرزند نے ہمارے فقر کی ناموس کی نگہداشت کی۔ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین جامی قدس سرہٗ السامی نے خواجہ عبدالہادی کے اس جانے اور آنے کی بہت تعریف کی اور اسے بہت پسند فرمایا۔

آنجناب کو دل کے ذکر کی تلقین آپ کے جدِ بزرگوار نے کی تھی اور آپ کے بھائی خواجہ شہاب الدین محمد پر یہ عنایت شہر سبز کے باغ میں ہوئی جو ایک متبرک مقام ہے۔

اس باغ میں ایک شہتوت کا درخت ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین

marfat.com

Marfat.com

نقشبند بخاری رح نے ایک دن اس پر ٹیک لگائی اور اس کا سہارا لیا تھا اور اسی لیے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رح نے اس باغ کو خرید لیا تھا اور کبھی کبھی اس کی سیر کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ ع

شبے نیکو تراز روز جوانی

اس مبارک درخت کے نیچے دونوں بزرگ اپنے طالبین کو بلاتے انہیں ذکر کی تلقین فرمایا کرتے اور اس پر عنایات فرماتے تھے قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم۔

(ب) خواجہ شہاب الدین المعروف بخواجہ خاوند محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ حضرت خواجہ عبداللہ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے اپنے والد کے نام پر ان کا نام رکھا اور اپنے جد بزرگوار کے لقب سے انہیں ملقب کیا رحمہم اللہ تعالیٰ ان کے تلقین ذکر کا واقعہ خواجہ عبدالہادی رح کے حالات کے تحت گزر چکا ہے۔ یہ اپنے جدِ بزرگوار سے بطریقِ رابطہ بھی مشرف تھے، فرماتے ہیں میں جد بزرگوار کے انتقال کے وقت بیس سال کا تھا۔ ان کی حیات میں ایک بار میں بہت زیادہ کمزور ہو گیا اور ماوراءالنہر کے طبیب اس کے علاج سے عاجز تھے چنانچہ میں خراسان چلا گیا۔ مخدوم الانام حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ مجھے اپنے گھر لے آئے میں ایک مدت تک ان کی خدمت میں رہا اور ان کے بعض رسائل ان سے پڑھے۔ صاحب تاریخ رشید نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا سے بھی معنوی تربیت حاصل کی ہے۔ بعد میں وہ فارس اور عراق بھی گئے اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی متداول و مروجہ کتابیں قاضی حسین احمد میبذی رح اور امیر صدرالدین محمود شیرازی اور مولانا جلال الدین محمد دوانی رح سے پڑھیں۔ طب کی کتابیں آپ نے مولانا عمادالدین محمود سے پڑھیں جو اس فن کے اساتذہ میں سے تھے اگرچہ خود مولانا عمادالدین محمود شرح تجرید کے اسباق میں جو مولانا جلال الدین محمد دوانی رح سے لیے گئے تھے خواجہ شہاب الدین کے ہم سبق بھی رہے تھے علم طب

marfat.com

Marfat.com

حاصل کرلینے کے بعد آپ کئی سال عملاً طبابت کی خدمت بھی انجام دیتے رہے یہاں تک کہ اس میں کامل مہارت پیدا کرلی حضرت خواجہ شہاب الدین کی فن طب پر کتاب تحفۂ خانی کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس فن میں کس درجہ مہارت حاصل کرلی تھی آپ پھر عراق سے روم تشریف لے گئے پھر مصر گئے۔ اور وہاں سے حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریماً (اللہ پاک ان دونوں متبرک مقامات کے شرف وتکریم میں زیادتی عطا فرمائے) آپ فریضۂ حج کی ادائیگی اور زیارت روضۂ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بحری راستہ سے ہندوستان تشریف لائے اور پھر اپنے وطن مالوف روانہ ہوتے۔ ان مذکورہ سیاحتوں کے دوران آپ کی بہت سے علماء وفضلاء کے ساتھ صحبت رہی۔ پھر حالت خواب میں آپ کو اپنے جد بزرگوار کا اشارہ ہوا اور آپنے ماوراء النہر سے بلاد کا تغیر اپنا تلقین وارشاد کا مستقر تبدیل کیا۔

یہاں اطراف وجوانب سے بے شمار مخلوق آپ کے چشمہ فیض وبرکات سے مستفید وشاداب ہوئی۔ پھر آپ نے ہندوستان کی طرف مراجعت فرمائی۔ ہندوستان کے بادشاہ ہمایوں کو شیخ محمد غوث گوالیاری کے بھائی شیخ بہلول سے بڑی عقیدت تھی ان دونوں کا ذکر کتاب صفحات الانوار میں انشاءاللہ آئے گا۔ بادشاہ کی اس عقیدت کی وجہ یہ تھی کہ شیخ بہلول تعویذات وعملیات اور دعوات وتسخیرات میں بڑا کمال رکھتے تھے اور ہمایوں بادشاہ کو ان چیزوں سے بڑا شغف تھا۔

حضرت خواجہ شہاب الدین کو یہ حالات دیکھ کر حیرت ہوئی اور آپ واپس لوٹے آپ جب لاہور پہنچے تو ایک دن مجلس میں فرمایا کہ ان دنوں کچھ ایسا مشاہدہ ہوا کہ ایک بڑا سیلاب آرہا ہے اور ہم اسے بعد دہلی اور آگرہ کے اس پار جو کچھ بچا تھا سب بہا کر لے گیا اور ہم بڑی کوشش کے بعد اس سے بچ سکے۔ بادشاہ کے مقربین میں سے ایک بزرگ جو حضرت خواجہ شہاب الدین کے بھی محبین اور عقیدتمندوں میں سے تھے اس کی تعبیر سن کر رد دیتے اور حضرت خواجہ سے درخواست کی کہ اس بارے میں بادشاہ کو مطلع کر دیں اور کچھ لکھ دیں آپ نے قلم اٹھایا اور

marfat.com

Marfat.com

یہ شعر لکھ دیا ؎

ہما ئے گو مفگن سایۂ شرف ہرگز
دراں دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

(ہما سے کہو کہ شرف و بزرگی کا سایہ ہرگز اس جگہ نہ ڈالے جہاں طوطی سے زیادہ کوے ہوں)

اور آپ ماوراءالنہر کیطرف متوجہ ہوئے ۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہمایوں بادشاہ اور شیر شاہ سوری کے درمیان ہوا جو کچھ کہ ہوا (یعنی شیر شاہ نے اس سے سلطنت چھین لی ۔ حضرت خواجہ شہاب الدین ؒ کے تصوف و سلوک میں چند مفید رسالے ہیں آپ کے بعض رسائل سے کچھ اقتباسات یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

نسمہ و ر تحریر فرماتے ہیں کہ درویش اگر خدا و رسول کی رضا کیلئے خالصۃً للہ اپنے دائیں ہاتھ میں کتاب اللہ اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول اللہ لے کر مسلمانوں کے اہم امور کی خاطر بادشاہوں کے دربار میں جائے اور مسلمانوں کی وکالت کرے تو اسے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم دولت سمجھنا چاہیئے ایسے کام میں درویش کی کوئی بے عزتی لازم نہیں آتی۔ اس لیے کہ اس کی عزت کی بات یہ ہے کہ شریعت مصطفویہ آگے بڑھے اور اسے رونق نصیب ہو اور اس کی بے عزتی یہ ہے کہ شرع شریف کو خوار اور بے عزت دیکھے ۔ اور اپنی عزت پر نگاہ رکھے۔

ایک بزرگ بادشاہ وقت کے پاس مسلمانوں کی کوئی فریاد لے کر گئے ۔ بادشاہ نے اسے قبول نہ کیا ۔ یہ بزرگ دوبارہ بادشاہ کے پاس گئے تو ان کے صاحبزادگان و معتقدین نے کہا کہ آپ کے اس طرح جانے اور بادشاہ کے قبول نہ کرنے سے آپ کی بے عزتی ہوتی ہے اس کے لیے کوئی دوسری تدبیر اختیار کریں ۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ اے نادانو! مسلمان کی آبرو تو اس میں ہے کہ اس کے دین کا کام آگے بڑھے ہم تو اس آبرو کے لیے کوشاں ہیں۔

نسمہ و ر آپ نے فرمایا شریعت کے مطابق بندہ کو جو امر بھی در پیش ہوا ہے

marfat.com

Marfat.com

چاہیئے یہ دیکھے کہ اس کام کے ضمن میں مستحق لوگوں کو فائدہ بھی پہنچ رہا ہے۔

تسمہ: حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے فرمایا۔

"اگر کسے گمان برد کہ درمیان بندہائے حق سبحانہ' ازو بدترے

ہست وی متکبر است"

(اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس سے کوئی کمتر بھی

ہے تو وہ مغرور و متکبر ہے)

سالک کو ان بزرگ کے کلام سے بالیقین یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ سلوک میں کس قدر نیاز و انکساری اور شکستگی و فروتنی درکار ہے۔ اسے مقصود تک رسائی کے لیے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

تسمہ: آپ نے ارشاد فرمایا کہ سالک کا حق تعالیٰ کے ساتھ ملکۂ حضور و محبت اس درجہ ہونا چاہیئے کہ اگر اس کے پاس دنیا کا بہت ساز و سامان ہو تو وہ اس کی محبت میں گرفتار نہ ہو اور یہ اسباب کے ساتھ عدم تعلق اور اس کی محبت میں گرفتار نہ ہونا اس طرح ہو کہ اگر مثلاً اس کا گھر زر و جواہر اور قیمتی ملبوسات سے بھرا ہوا بھی ہو اور چور وہ سب کچھ چرا کر لے جائیں تو اسے کوئی رنج و غم نہ ہو بلکہ وہ شکر بجا لائے اور اسے غیبی اشارہ سمجھے کہ ان کا مقصد اور خواہش یہ ہے کہ سالک پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب تک سالک اتنا پاکباز نہ ہو راہ سلوک میں وہ کامیاب نہیں۔

تسمہ: آپ نے فرمایا کہ کون سی راحت و آرام اور کون سا سرور و حضور بھلا اس کے برابر ہے کہ انسان ایسے محبوب کی یاد میں زندگی گزارے جس نے اسے پیدا کیا اور دنیا اور آخرت کی ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا۔ حضرت مولانا قدس سرہ نے خوب فرمایا۔

جز آنکہ بست داد لب خود مکشا

جز آنکہ نکت داد تکاپوئے مکن

(ماورا، اس کے کہ وہ عنایت فرمادیں تو لب کشائی نہ کر اور ما سوا، اس لقمہ کے کہ وہ برحمت فرمادیں تو زیادہ بھاگ دوڑ و تجسس نہ کر)

marfat.com

Marfat.com

تسمہ: فرمایا جس کسی نے بھی جمعیت خاطر و انتشارِ فکر کے متعلق کچھ کہا ہے سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعیت ہمیشہ اپنے پروردگار کو یاد کرنے کا نام ہے اور انتشارِ فکر اس کی یاد کے بغیر زندگی گزارنا۔

تسمہ: ان خدمات و نیاز مندیوں کے سلسلے میں جو حضرت خواجہؒ بزرگ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حیوانات سے ظہور میں آئی ہیں یہاں تک کہ ایک خارش زدہ کتے نے ایک بار اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر نالۂ حزین کے ساتھ حضرت کو پکارا حضرت خواجہ شہاب الدین خداوند محمودؒ نے یہ بیان کرتے یہ شعر پڑھا ۔

اگر پائے سگے می بوسم ای ناصح مزن طعنہ
کہ من چنداں بہ کوئے آشنائے دیدہ ام اُورا

(اگر میں کتے کے پاؤں چومتا ہوں تو اے ناصح تو مجھے طعنہ نہ دے کہ میں نے اس کتے کو بارہا دوست کے کوچہ میں دیکھا ہے)

آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ حق سبحانہ' وتعالیٰ قادر ہے۔
کیا عجب کہ وہ اپنی بارگاہ کے نیازمندوں کے لیے تمام حیوانات و نباتات کو مناجات میں لگا دے اس لیے کہ حق سبحانہ' وتعالیٰ جب اپنے کسی بندہ پر خصوصی عنایت فرمانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ایسے ہی اسباب مہیا فرما دیتا ہے اور در پردہ اس پر رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

ان چند مبارک کلمات کی حضرت خواجہ نے شرح فرمائی ہے جو حضرت مخدوم جامی قدس سرہٗ السامی کو آپ کی وفات کے بعد آپ کے سرہانے سے ملی ہے چنانچہ حضرت مولانا عبدالغفور لاری قدس سرہٗ نے "تکملہ" میں اس کا ذکر فرمایا ہے ۔ اس شرح کی ابتدا میں حضرت خواجہؒ کے متبرک قلم سے کچھ ایسے کلمات ظہور میں آئے ہیں جن سے آپ کی انتہائی انکساری خاکساری اور دید قصور کا حال معلوم ہوتا ہے اور وہ کلمات یہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

عرض ہے کہ اس گنہگار مجرم کو درویشی کا کوئی دعوٰی نہیں اور اگر کوئی درویش ہو تو بھی اسے درویشی کا دعوٰی کرنا درویشی کے منافی ہے اس لیے کہ سالکِ طریق کو ایسا دعوٰی نازیبا ہے۔ درویشی کی چند شرطیں ہیں اور سالک کو وہ بہر حال بجا لاتی ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ درویش چونکہ راہِ آخرت کا سالک ہے اس لیے یقیناً اسے ذکر میں مشغول رہنا ہے۔ ذکر خواہ دل سے ہو یا زبان سے۔ تو درویش کا دل زبان اور حلق پاک ہونا چاہیئے۔ اب رہی میری بات تو ظاہر ہے کہ کیا میں کہتا ہوں اور کیا میں کھاتا ہوں۔ تو اس طرح میری زبان اور میرا حلق پاک نہیں۔

اور میری زبان کا حال یہ ہے کہ ذکر خداوندی کے علاوہ وہ بہت سی بے معنی باتیں کہتی ہیں کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہیں۔ تو مختصراً یہ کہ جو درویشی کی ان شرطوں کی نگہداشت نہ کر پائے درویشی کا نام لینا اس پر حرام ہے تو غرض یہ کہ میں درویش نہیں ہوں۔ البتہ اتنا ہے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ نے اپنے فرزند حضرت سلطان ولد کو نصیحت و وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎

یکے لحظہ از و دوری نشاید
کہ از نزدیک بودن مہر زاید

(اس محبوب سے ایک لحظہ کی بھی دوری نہ چاہیئے کہ اس سے نزدیک ہونے سے آفتاب کی مانند درخشاں و تاباں شخصیت جنم لیتی ہے)

ہم تو محض درویشوں کی باتیں نقل کرنے والے ہیں۔ خود نہ درویش ہیں نہ دانشمند اور مختصر بات یہ ہے کہ جو کوئی بھی اہل اللہ کی باتوں پر عمل کرے گا اس پر دنیا اور آخرت کے فائدے مرتب ہوں گے۔

فَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ۔

(جو کچھ کہا اسے دیکھو۔ کس نے کہا یہ نہ دیکھو)

آپ کا کلام شریف یہاں ختم ہوا۔

صاحب تاریخ رشیدی نے آپ کی کرامات کے سلسلے میں دو واقعات بیان

marfat.com

Marfat.com

فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک درویش ہمیشہ آپ کی خدمت میں آیا کرتا۔ ایک بار جب کھانا آیا تو دوسروں کے ساتھ وہ درویش بھی شامل ہوگیا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ تیسرے روز اچانک حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس درویش کا حصہ الگ کر کے رکھو اور شام سے نگاہ رکھو تاکہ معلوم ہو کہ اس کے کتنے روزے ہم نے ضائع کیے چنانچہ ایسا کرنے پر پتہ چلا کہ وہ درویش روزانہ روزے سے ہوتا تھا مگر ادبِ صحبت کے باعث اپنا روزہ ظاہر نہ کرتا تھا۔

صاحب تاریخ رشیدی نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ جب قندھار مردم مرزا کامران کے ہاتھوں سے نکل گیا اور قزلباش کا اس پر قبضہ ہوگیا تو بعض مخلصین نے بڑے غم بھرے انداز میں حضرت خواجہؒ سے عرض کی کہ قندھار کی بازیابی کے لیے حضرت توجہ فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نے توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

میں نے اپنے جدّ بزرگوار کو دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ تجھے کس بات کا غم ہے میں نے عرض کیا قندھار کے معاملہ کا۔ حضرت نے فرمایا غم نہ کر سہولت سے معاملہ درست ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی دن قندھار پر دوبارہ مردم مرزا کامران کا قبضہ ہوگیا۔

حضرت خواجہؒ کی وفات ۹۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے جدامجد کے مزار مبارک کے دالان میں آرام فرما رہے ہیں رحمہ اللہ سبحانہٗ۔

(ج) حضرت خواجہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ محمد عبداللہؒ کے تیسرے فرزند تھے۔

آپ کا لقب محی الدین تھا۔ ظاہری و باطنی کمالات سے بہرہ ور تھے۔ آپ کا باطنی سبق آپ کے لئے آپ کے جدّ بزرگوار نے لکھ دیا تھا اور اس عنایت و شفقت کا باعث یہ ہوا کہ ایک دن آپ کے جدامجد باغ ماترید کی سیر میں مشغول تھے کہ اس اثنا میں خواجہ عبدالحق پر جن کی عمر اسی وقت سات سال کے لگ بھگ تھی آپ کی نظر پڑی حضرت نے آپ سے پوچھا کہ باغ کی سیر کو ہمارے ساتھ آؤ گے۔

marfat.com

Marfat.com

خواجہ عبدالحق نے عرض کیا میں نے ابھی سبق نہیں پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا آج ہم تمہیں سبق پڑھائیں گے اور اپنے ساتھ باغ میں لے گئے اور یہ چند مبارک کلمات سبق کے طور پر آپ کو لکھ دیئے۔

نسمہ ۱۔ اے فرزند نور چشم! اپنی ساری ہمت اس کام کے لیے اٹھا رکھو کہ تمہارے دل میں سوائے حق سبحانہ' وتعالیٰ کی ذات کے اور کوئی چیز گھر نہ کرے اگر حق سبحانہ' وتعالیٰ کے سوا اور کوئی چیز خود سے تیرے دل کو مشغول کرے تو لا الہ الا اللہ کہہ کر اس چیز کو دل سے دور کر۔

اور اس طرح دل سے دور کر کہ اس چیز کو اپنا دشمن جان اور حق سبحانہ' وتعالیٰ سے انتہائی عاجزی وانکساری سے دعا کر کہ وہ تجھے اپنے سوا کسی بھی چیز میں گرفتار نہ کرے۔ خود کو پاک وصاف رکھ خلوت وتنہائی میں نماز پڑھا کر اور سر بسجود ہو کر خدا سے دعا کر کہ وہ اپنے خاص بندوں (مقربین) کے دل کی طرف تیری راہنمائی کرے اور سعادت ونیک بختی صرف اسی میں جان کہ حق سبحانہ' وتعالیٰ کے خاص بندے تجھے اپنے دل میں جگہ دے دیں اور حق سبحانہ' سے تجھے طلب کریں کہ اس کی صحبت تیرے دل میں جگہ کرے ۔

ترا ایک پند بس در ہر دو عالم
کہ برناید ز جانت جز خدا دم
اگر تو پاس داری پاس انفاس
بہ سلطانے رسانندت ازیں پاس
تو مباش اصلاً کمال این ست وبس
رو در گم شو وصال این ست وبس

(تجھے ہر دو عالم میں صرف ایک ہی نصیحت کافی ہے کہ تیرے دل سے بجز خدا دوسری آواز نہ آئے۔ اگر تو اپنے سانس کی نگہداشت کرتا رہے تو یہی چیز تجھے اس بادشاہ (خالق حقیقی) تک رسائی دے دے گی۔ تو

marfat.com
Marfat.com

خود بالکل نہ ہو بس یہی کمال ہے اور جا اس میں گم ہو جا بس یہی وصال
ہے) آپ کا کلام شریف ولطیف ختم ہوا۔

کہتے ہیں جو کوئی بھی حضرت خواجہ عبدالحق رح کے شرف ارادت سے مشرف ہوتا آپ اسے اپنے جدّ بزرگوار کے خط سے یہی سبق لکھ کر دے دیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ ہندوستان بھی تشریف لے گئے تھے۔ یہاں کے حکمران ہمایوں بادشاہ آپ کے ساتھ انتہائی نیازمندی وانکساری کے ساتھ پیش آتے لیکن کسی سبب کی بنا پر بعد میں حضرت خواجہ کے دل میں ہمایوں کی طرف سے ایک گونہ رنجش پیدا ہوگئی تھی بادشاہ درویشوں کے ساتھ بالعموم اور حضرت خواجہ رح کے عالی خاندان کے ساتھ بالخصوص محبت و اخلاص کا تعلق رکھتا تھا۔ اس نے عذر خواہی کے طور پر چند کلمات آپ کو لکھ کر بھیج دیئے۔ اگر وہ کہیں کہ ہماری راہ تیری راہ سے جدا ہے تو پھر تو کیوں یہ خط لکھتا ہے اور کیوں نیازمندی وانکساری کا اظہار کرتا ہے کہ یہ ہمیں قبول نہیں۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رح نے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ سے قدسیہ انسیہ میں فرمایا ہے۔

بہ پیوند باں کسے کہ از تو قطع کند و ببرد
اس سے جوڑ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اور کٹے

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ کمینہ تو آپ کا خادم ہے مجھے آپ کی خدمت اور غلامی سے غرض ہے خواہ آپ قبول کریں یا قبول نہ کریں۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے بوستان میں اسی بارے میں یہ حکایت نقل فرمائی ہے ؎

شنیدم کہ پیرے شبے زندہ است
سحر دستِ حاجت بہ حق برفراشت
یکے ہاتف انداخت در گوش پیر
کہ بے حاصلی رَد سر خویش گیر

(میں نے سنا ہے کہ ایک درویش ایک رات صبح تک جاگتا رہا اور بوقت

marfat.com
Marfat.com

صبح دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے۔ ایک ہاتف نے اس درویش کے کان میں کہا کہ یہ سب بے نتیجہ ہے۔ جا اپنا رستہ لے)

برین در دعائے تو مقبول نیست
بہ خواری برو یا بہ زاری بایست
شبے دیگر از ذکر و طاعت نہ خفت
مریدے ز حالش خبر یافت گفت

(اس در پر تیری دعا مقبول نہیں یا ذلت کے ساتھ جا یا عاجزی کے ساتھ ٹھہر۔ دوسری شب وہ درویش تمام رات عبادت کرتا رہا اور نہ سویا اس کے ایک مرید کو اس کے حال کا پتہ چلا تو اس نے درویش سے کہا)

چو دیدی کزین ردتے بربست در
بہ بیہ حاصلی سعی چندین مبر
بنارید از اشک یاقوت فام
بہ حسرت ببارید و گفت اے غلام

(جب تو نے دیکھ لیا کہ اس طرف سے دروازہ بند ہے تو بے فائدہ اس کی چنداں سعی و کوشش نہ کر۔ اس نے حسرت و افسوس کے ساتھ یاقوتی رنگ کے آنسو برسائے اور کہا اے لڑکے!)

بہ نومیدی آنگہ بگر دیدمے
کزیں بہ درے دیگرے دیدمے
مپندار کز وی عناں بر شکست
کہ من باز دارم ز فتراک دست

(میں مایوس و ناامید ہو کر تو اس وقت پھرتا جب اس سے بہتر کوئی دوسرا در دیکھتا۔ تو یہ نہ سمجھ کہ اگر اس نے توجہ پھیری تو میں بھی شکار بند سے ہاتھ اٹھا لوں۔)

marfat.com

Marfat.com

شنیدم کہ راہم دریں کوئے نیست
دلیکن بہ ملک دگر روئے نیست

دریں بود سر در زمین فدا
کہ گفتند در گوش جانش ندا

قبول ست گرچہ ہنر نیستش
کہ جز ما پناہے دگر نیستش

(میں نے سنا کہ اس کوچہ میں میرے لیے راہ نہیں لیکن کسی دوسری طرف بھی میرے لیے کوئی راستہ نہیں وہ درویش اسی خیال میں زمین پر سر نیاز رکھے ہوئے تھا کہ اس کی روح کے کان میں یہ ندا آئی کہ اگرچہ تو ہنر مند نہیں ہمیں قبول ہے اس لیے کہ ہمارے علاوہ تیری کوئی پناہ نہیں")

حضرت خواجہؒ تب سمندری راستہ سے حرمین محترمین کی طرف متوجہ ہوئے (اللہ تعالےٰ اس کے شرف و تکریم میں اضافہ فرمائے) اور اس مبارک مقام کے مکینوں کے ساتھ نیاز مندی و ایثار کا سلوک فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں بعض لوگوں کی طرف سے مجھے ایذائیں پہنچیں۔ میرے دل میں چنانچہ خیال گزرا کہ کیا اچھا ہوتا اگر اس مقدس مقام کے لوگ اور زیادہ شائستہ ہوتے اور برابر یہ خیال کانٹے کی طرح میرے دل میں چبھنے لگا۔ ایک مدت میں تنہائی میں مصروفِ طواف تھا اور اغیار سے مجھے فرصت نصیب ہوگئی تھی کہ اچانک میرے کاندھے نے محسوس کیا اور میرے کانوں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے "اے عبدالحق! یہ لوگ ہماری درگاہ کے خانہ زاد ہیں ان پر اعتراض نہ کر۔ صرف انکساری و تکریم کا اظہار کر" چنانچہ اس کے بعد میں ہمہ تن انکساری و ادب ہوگیا۔

حضرت خواجہ کا بیشتر وقت ضعف و ناتوانی اور دکھ میں گزرا کہ مُحِبُّ اللہِ فِی الدُّنْیَا سَقِیْمٌ (اللہ سے محبت کرنے والا دنیا میں دکھی ہے) مگر بدن کے اس ضعف اور طرح طرح کے دکھوں کے باوجود کیا سفر اور کیا حضر۔ حضرت خواجہ عبادات و مجاہدات میں انتہائی چست و توانا تھے اور فرائض تو کیا کبھی مستحب پر عمل کرنے کو بھی نہ چھوڑتے

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: لَکَ فِی الْقَلْبِ مَکَانٌ مَصُوْنٌ
کُلُّ عَتَبٍ عَلَیَّ فِیْہِ یَھُوْنُ!

(تیرا مقام قلب میں بالکل محفوظ ہے۔ مجھ پر ہر عتاب و رنج کا جھیلنا آسان ہے)

کہتے ہیں جب حضرت خواجہ کو انتقال کے بعد نہلانے کے لیے تختہ پر لے گئے تو اس وقت حضرت مولانا مصطفیٰ رومی حاضر تھے۔

اس وقت مولانا نے حضرت خواجہؒ کے متعلق فرمایا کہ اس سے زیادہ حضرت خواجہؒ کی کیا کرامت ہوگی کہ اس کمزوری بدن کے باوجود مرتے دم تک انہوں نے کبھی ذکر و عبادات میں سستی نہ کی۔ طرح طرح سے اپنے آپ کو مصروف ذکر و عبادت رکھا۔

حضرت خواجہ کی وفات ۹۵۶ھ میں ہوئی اور اپنے جد بزرگوار اور والد بزرگوار قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے قریب دفن ہوئے۔

یہ مولانا مصطفیٰ رومیؒ (جن کا اوپر ذکر ہوا) بہت بڑے عالم دین اور عظیم محدث تھے تدریس اور تصحیح کے کام میں مصروف رہتے تھے۔ ماوراء النہر میں نویں صدی ہجری میں ان کی ذات گرامی سے حدیث کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ اس علاقہ کے اکثر علماء نے اپنی اسانید حدیث کو ان سے درست کیا ۹۶۲ھ میں ان کا وصال ہوا۔

مولانا مصطفیٰ رومیؒ نے سید جمال الدینؒ سے سندِ حدیث لی جن کا سلطان حسین کے آخری دور میں ہرات میں ثانی نہ تھا۔ آپ کی بعض تصانیف یہ تھیں۔ حاشیہ مشکوٰۃ شرح اربعین ترمذی۔ شرح حصن حصین۔ شرح قصیدہ بردہ اور روضۃ الاحباب وغیرہ فارسی میں مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی آپ نے بڑی وقت نظری سے لکھنی شروع کر دی تھی لیکن آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ پوری نہ ہوسکی۔ ۹۲۶ھ میں آپ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی کہتے ہیں کہ آپ نے سو بار سے بھی زیادہ صحیحین (بخاری و مسلم) اور مشکوٰۃ کا درس دیا تھا۔ میر کشاہ نامی آپ کے ایک فرزند تھے جو علم حدیث میں آپ کی طرح تھے اور علم اخبار اور اسماء الرجال میں آپ سے بہتر ان کی بھی بڑی مفید تصانیف تھیں۔ رحمہم اللہ سبحانہٗ۔

marfat.com
Marfat.com

مولانا محمود قدس رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کی باریکیاں بیان فرمائی ہیں ۔

سَوَادُ الوَجہِ فِي الدَّارَینِ درویش

سواد اعظم آمد بے کم وبیش

(درویش کے چہرے کی سیاہی سے مراد درویش کی نیستی اور مقام فنا ہے) فرماتے ہیں کہ پہلے مصرعہ میں چہرے کی سیاہی سے مراد درویش کی نیستی اور مقام فنا ہے اور سواد اعظم سے مراد حق تعالیٰ کا نور ذات ہے یعنی جب درویش نے اپنی ذات کو درمیان سے اٹھالیا۔ وہ نور ذات سے پیوست ہو گیا۔ امیر جمال الدین سے آپ نے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ چہرے کی سیاہی سے مراد چہرے کا سیاہ تل ہے تو شعر کے معنی یہ ہوئے کہ جس طرح چہرے کا حسن سیاہ تل سے ہے اسی طرح ایک درویش کی زینت نیستی وفنا سے ہے۔ تو شعر میں سَوَادُ الوَجہِ فِي الدَّارَینِ اس سے کنایہ ہے۔

حضرت مولانا نے فرمایا کہ میر جمال الدین سید پاک تھے اور جس نے بھی آپ کو دیکھا یقین کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تھے۔ جامع ملفوظات کا بیان ہے کہ مولانا نے پاکی کے ساتھ جو میر سید جمال الدین کی تعریف کی ہے اس سے اعتقاد کی پاکی مراد ہے۔

میر جمال الدین اپنے چچا سید اصیل الدین کے شاگرد تھے یہ چچا بھی خدمت میں یگانۂ روزگار تھے۔ اپنے ایک رسالہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہرات شہر میں ایک سو بیس مرتبہ سے زیادہ میں نے شروع سے آخر تک بخاری شریف کا درس دیا ہے اور مشکوٰۃ شریف کا اس سے بھی زیادہ مرتبہ اور ان دونوں کتابوں کے ختم پر جو دعا بھی مانگی فوری طور پر قبول ہوتی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ۹۰۰ھ میں ہرات میں وفات ہوئی۔ کتاب "درج الدرر فی سیر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم" آپ ہی کی تالیف ہے۔ وہ بالواسطہ شیخ القراء والحفاظ محمد بن محمد الجزری کے شاگرد تھے جو عظیم محدثین میں سے ہوتے ہیں اور کتاب نہایہ اور حصن حصین کے مؤلف تھے ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۳۳ھ میں شیراز

marfat.com

Marfat.com

میں انتقال فرمایا۔ ان کی حضرت قطب الاولیاء خواجہ محمد پارسا رح سے ملاقات کا واقعہ رشحات میں مذکور ہے۔ رحمہم اللہ سبحانہٗ۔

(د) خواجہ عبدالعلیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عبداللہ کے چوتھے فرزند تھے اور صورت و سیرت میں اپنے والد بزرگوار کے مشابہ۔ بھائیوں کی حد درجہ خدمت فرماتے۔ صلہ رحمی کے حقوق کا خیال رکھتے۔ درویشوں کے مشکل امور میں ان کے کام آتے اور ان پر مہربانیاں فرماتے رہتے۔ اس طرح کی نیکیوں میں وہ وحید روزگار اور ممتاز تھے۔ اس سلسلۂ عالیہ کے اکابر کی نسبت و حضور سے بہرہ ور تھے۔

حضرت خواجہ عبدالحق رح ان کے متعلق فرماتے کہ ہمارے بھائی عبدالعلیم بزرگوں کے زمرہ میں ایک کوہ راسخ (مضبوط پہاڑ) کی طرح ہیں اور آپ کے کاموں میں تردد و تنزل کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

خوانین کے تسلط کے بعد جب یہ محترم خاندان طرح طرح کے ظلم اور مصائب کا شکار رہا تو خواجہ عبدالعلیم رح کاشغر کی طرف متوجہ ہوئے اور دو سال بعد وہیں آپ نے آخرت کا سفر اختیار فرمایا رحمہ اللہ سبحانہٗ۔

(ر) خواجہ عبدی الشہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عبداللہ رح کے پانچویں فرزند تھے۔ اپنے دادے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رح کی حیات ہی میں پیدا ہوتے۔ جب حضرت خواجہ رح کو آپ کی ولادت کی اطلاع ملی تو آپ محلہ درسین، جہاں یہ پیدا ہوتے تھے تشریف لاتے آپ کو گود میں اٹھایا اور دائیں کان میں اذان دی اور بائیں میں اقامت کی۔ شہد کے ساتھ آپ کی تحنیک کی اور عبدالشہید نام رکھا۔ حضرت خواجہ نے آپ کے چہرے پر نظر ڈال کر فرمایا اس بچے کے گوش چشم سے فروغ فیض الٰہی اور دفور حضور و آگاہی کے آثار ہویدا ہیں کہ اس بچے سے بڑا فیض ہوگا۔

لوگوں کا بیان ہے کہ خواجہ عبدالشہید رح جب ایک ولی کامل ہو گئے تو تواضع و انکساری

marfat.com

Marfat.com

کے باعث فرمایا کرتے ایک عمر بیت گئی اور وہ بات جس کی طرف حضرت دادا بزرگوار رح نے اشارہ فرمایا تھا میں اپنے اندر نہیں پاتا اگرچہ اس کا امیدوار ہوں۔

حضرت خواجہ عبدالشہید رح نے اپنے دادا بزرگوار رح کی تقلید و پیروی میں انتہائی کوشش فرمائی اور اپنے مبارک اوقات کو تین حصوں میں منقسم فرمایا وقت کا ایک حصہ وہ جس میں آپ دینی کتابوں اور اولیاء کرام رح کے رسائل کا مطالعہ فرمایا کرتے وقت کا دوسرا حصہ وہ جس میں آپ ذکر، تلاوت قرآن اور نماز و عبادت میں مصروف رہتے اور وقت کا تیسرا حصہ وہ جو آپ سکوت و مراقبہ میں گزارتے ع

ہر روز تو چوں دل تو معمور

(جیسا آپ کا دل یاد خدا سے معمور ایسا ہی آپ کا ہر دن معروف)

۹۶۶ھ میں آپ ہندوستان تشریف لائے اور تقریباً پندرہ سال یہاں مقیم رہے۔ یہاں کا سلطان آپ کی بے حد عزت کرتا۔ یہاں کے بہت سے علما، صلحا، امرا اور فقرا آپ سے بیعت ہوتے۔

ایک فاضل تحریر فرماتے ہیں کہ تقریباً بارہ ہزار نفوس آپ کے آستانہ پر تشریف لائے ہیں اور یہ اس واقعہ کی تعبیر تھی جو آپ نے دیکھا تھا کہ آپ کے دادا بزرگوار نے آپ کو کوئی چیز عنایت فرمائی کہ اس کاغذ میں بے شمار ریزے تھے۔ انتہیٰ۔

۹۸۲ھ میں آپ ماوراء النہر کی طرف لوٹے اور اس واپسی میں انتہائی عجلت فرمائی آپ کے اس سفر کے خدام و رفقا نے جب اس جلدی کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ان ایام میں ہر لحظہ شوق دیدار کی ایک ایسی کیفیت پیش آئی کہ میں بے حال ہو گیا اور اس سفر کے اختتام پر اپنا سفر آخرت مشاہدہ کیا۔ ان ایام میں اپنے دادا بزرگوار کو میں نے خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں اب زیادہ دیر نہ کرو۔ اور خود کو ہماری طرف رواں دواں جانو۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبدالشہید جب سمرقند کی سرحد پر پہنچے تو آپ نے سر منڈوایا اور فرمایا کہ سمرقند میں شاید سر کو حلق کرنے کی (منڈوانے کی) مہلت نہ ملے پہنچنے کے تین روز بعد آپ بیمار پڑے اور بیس دن بعد سفر آخرت

marfat.com

Marfat.com

اختیار فرمایا بیماری کے ایام میں آپ نے ضروری وصیتیں ارشاد فرمائیں۔ آپ کے صاحبزادگان اور خدام نے ایک کے سوا سب وصیتیں قبول فرمائیں۔ وہ ایک وصیت یہ تھی کہ آپ نے فرمایا مجھے میرے جد بزرگوار کی پائینتی کی جانب رہگذر پر دفن کرنا تاکہ دادا بزرگوار کے مسزار مبارک کی زیارت کو آنے والے میرے سر پر قدم رکھتے ہوئے آئیں اور ان کی قدم بوسی سے مشرف ہوں۔ صاحبزادگان اور نیاز مندوں نے عرض کیا کہ آپ کے جدّ امجد کے صفہ میں صرف ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ اس متبرک جگہ کا آپ سے زیادہ کوئی مستحق نہیں۔ اگر حضرت کو زیر صفہ مدفون کر دیا پھر دوسرے کیلئے گنجائش نہ رہے گی کہ زیر صفہ خوابگاہ بنا سکے۔ اس بارے میں جب ان حضرات کا اصرار بڑھا تو آپ نے قبول فرما لیا۔

ایک دوسری وصیت میں آپ نے یہ فرمایا کہ میرے مزار کی طرح پر قرآنی آیات یا احادیث نبوی میں سے کوئی چیز کندہ نہ کرائی جائے کہ وہ وقت گزرنے کے ساتھ مٹ جائے اگر لوح پر کچھ لکھنا ہی ہے تو شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کا یہ شعر لکھ دیا جائے ؎

چیست ازیں خوبتر درہمہ آفاق کار
دوست رود نزد دوست یار بہ نزدیک یار

(اس پوری کائنات میں بھلا اس سے زیادہ خوبصورت اور بہتر چیز کیا ہوگی کہ ایک دوست دوسرے دوست کے قریب آجائے اور ایک یار دوسرے یار کے نزدیک")

اور حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کا یہ شعر بھی ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو

(ہم مفلس اور غریب تیرے کوچہ میں آتے ہیں۔ اللہ کے واسطے تیرے جمال روسے ہمیں بھی کچھ ملے)

marfat.com

Marfat.com

اور حضرت شیخ سعدیؒ کا یہ شعر بھی ؎

اگر خاک شد سعدی اورا چہ باک
کہ در زندگی نیز بودست خاک

(اگر سعدی خاک ہو گیا تو کیا حرج کہ زندگی میں بھی تو وہ مٹی ہی تھا)"

انتقال سے پیشتر رات کو جب حافظ سورۃ یٰسین کی تلاوت کے لیے جمع ہوئے تو حضرت خواجہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا جب وقت آئے گا اس کا اشارہ ہو جائے گا جب کچھ وقت گزرا تو آپ نے فرمایا وقت ہو گیا ہے۔ حاضرین سمجھے کہ حضرت شاید عشاء کے وقت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ کیا وقت عشاء ہو گیا ہے؟ چنانچہ حاضرین نے کہا ابھی سفیدی باقی ہے آپ نے فرمایا نہیں (آخری) وقت پہنچ گیا ہے (یعنی میرے اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ پہنچا) پھر لوگوں کو پتہ چلا کہ اس "وقت ہو گیا ہے" سے آپ کی مراد کیا تھی۔ چنانچہ حاضرین نے ذکر ذات کے ساتھ آواز بلند کی اور حضرت نے آخرت کے لیے رخت سفر باندھا۔ آپ کی وفات کا یہ واقعہ ۲۹ رمضان المبارک ۸۹۵ھ میں پیش آیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

میر عبدالحی یہ حضرت خواجہؒ کے منظور نظر مرید تھے۔ آپ کی وفات کے دن موجود تھے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کی اولاد و احفاد صاحبزادگان اور صاحبزادیوں کے متعلق آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد جب آپ کو غسل دیا جانے لگا تو یہ عاجز خود یعنی میر عبدالحیؒ اور خواجہ ہاشمیؒ اور مولانا عصمت اللہ بخاریؒ موجود تھے۔ غسل کے وقت جب آپ کو دوسرے پہلو کی طرف کرنا چاہا تاکہ اس جانب سے غسل دیا جا سکے تو کافی قوت اور زور لگانے کے باوجود آپ کا پہلو نہ بدلا جا سکا۔ اس پر خواجہ ہاشمیؒ نے فرمایا کہ شاید اس جانب آپ کا کوئی عضو برہنہ ہے تو آپ حضرات اپنی آنکھیں بند کر کے وہ پہلو بدلیں۔ چنانچہ غسل دینے والوں نے ایسا کیا تو حضرت خواجہ عبدالشہید کا وہ پہلو نرم ہو گیا۔ مولانا خواجگی دہبیدی کے فرزند خواجہ کلاں علیہما الرحمۃ جو اس وقت موجود تھے

marfat.com
Marfat.com

وجد میں آگئے اور یہ شعر پڑھا ؂

آں پری رخسار آمد جائے در دل کرد و رفت
مرغِ جانم را بہ تیغ غمزہ بسمل کرد و رفت

(وہ حسین رخسار والا محبوب آیا۔ دل میں جگہ بنائی اور چلا گیا۔ میری مرغ جان (روح) کو اپنی ناز و ادا اور غمزہ کی تیغ سے بسمل کیا اور چلا گیا)

حضرت خواجہ رح نے سلوک اور اذکار میں بعض رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ہم تبرکاً ایک رسالہ سے آپ کے تین ارشادات یہاں نقل کرتے ہیں۔

نسمہ : آپ نے فرمایا اے درویش جب کچھ کہنے کا خیال تیرے دل میں آئے تو قرآن کریم کی یہ آیت اپنے دل میں مستحضر کر لے تاکہ کوئی لغویات تیرے منہ سے نہ نکلے۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ؕ (ق ۱۸)

(وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکلنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے)

نسمہ : آپ نے فرمایا اے طالب درویش! ہرچند کہ یہ ممکن ہے کہ بغیر راستہ بتلانے والے اور بغیر راہبر کے تو دوڑ لگائے لیکن اس طرح یہ دشوار ہے کہ تو منزل مقصود تک بھی پہنچ جائے۔ ناامید نہ ہو اور طلب نہ چھوڑ بیٹھ اور یہ خیال ہمیشہ دل میں جما رکھ جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ؂

اگرچہ دولت وصلش بہ چوں منے نرسد
درین خیال بمیرم کہ خوش تمنائے است

(اس کے وصل کی دولت اگرچہ مجھ جیسے کو نہ ملے گی مگر میں اسی خیال میں مرتا ہوں کہ یہ ایک اچھی آرزو ہے)

اے طالب! تیرا کام دوام عبادت و عبودیت ہے۔ رہا دوام آگاہی تو یہ محض ان کا فضل اور ان کی عنایت ہے۔

نسمہ : فرقہ پرستوں کی صحبت سے اجتناب کے بارے میں آپ نے ارشاد

marfat.com

Marfat.com

فرمایئے   رو تے در دیوار کن تنہا نشیں

از وجودِ خویش ہم خلوت گزیں

(اپنا منہ دیوار کی جانب کر اور تنہا بیٹھ تو اپنے وجود سے بھی خلوت گزیں ہو) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں غارِ حرا میں خلوت اختیار فرمائی۔ وہاں آپ کو خلعت نبوت ملی۔ تو تیرا تن (جسم) مخلوق خدا کے ساتھ مشغول رہے اور تیرا دل حق تعالیٰ (خالق) کے ساتھ۔ آپ اپنے رفقاء سے اکثر فرمایا کرتے۔

اہل بہشت . بر چیزے حسرت نخورند مگر بران

ساعت کہ در دنیا ایشاں را بے ذکر حق سبحانہ گذاشت

"اہل جنت کسی چیز کا افسوس نہ کریں گے مگر ان اوقات کا جو انہوں نے دنیا میں بغیر خدا کے ذکر کے گزارے۔"

(س) خواجہ ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ کے بیٹے فرزند تھے اپنے آباؤ اجداد کی نسبت اور ان کے اطوار سے باخبر اور سخاوت حسن اخلاق اور جوانمردی کی صفات بہرہ ور۔ یہ بات مخفی نہ رہے کہ خواجہ عبدالہادیؒ خواجہ خواند محمودؒ اور خواجہ عبدالحقؒ ایک ماں سے تھے اور خواجہ عبدالعلیمؒ۔ خواجہ عبدالشہیدؒ اور خواجہ ابوالفیضؒ ایک ماں سے۔ حضرت خواجہ عبدالہادیؒ کی والدہ سید تقی محمد کرمانیؒ کی صلب سے تھیں جن کا نسب پندرہ واسطوں سے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ حضرت خواجہ عبدالعلیمؒ کی والدہ خواجہ نظام الدین کی صلب سے تھیں جو بھائی ہیں خواجہ عصام الدین کے جن کا نسب نامہ اس طرح ہے خواجہ نظام الدین بن خواجہ عبدالملک بن خواجہ عماد الدین بن خواجہ جلال الدین محمد بن مولانا زین الدین عبدالرحیم بن شیخ الحنفیہ مولانا برہان الدین فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب "الہدایہ" کے مؤلف رحمہم اللہ سبحانہ۔ اور صاحب ہدایہ کا نسب پندرہ واسطوں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا ہے۔ صاحب ہدایہ کی ولادت ماہ رجب ۵۱۱ھ میں ہوئی۔ ۵۹۳ھ میں

marfat.com
Marfat.com

بیت الحرام کے طواف اور روضۂ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی توفیق ہوئی۔
پھر ۵۶۳ھ میں وہ سمرقند واپس ہوئے اور ہدایہ املاء کرانی شروع کی۔ اس املاء کی ابتداء ۵۷۳ھ میں ہوئی اور اس کا اختتام ۵۸۳ھ میں۔ صاحب ہدایہ کا انتقال ۵۹۳ھ میں ہوا۔ رحمۃ اللہ سبحانہ۔

(ص) خواجہ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ کے ساتویں فرزند تھے اور اپنے بزرگوں کے حضور ونسبت کی میراث سے بانصیب۔ بیگ خان کے بادشاہ سے اختلافات کے بعد کاشغر کے سلطان رشید خان نے حضرت خواجہ کے پہنچنے سے پیشتر آپ کے جدِ بزرگوار حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہٗ الاقدس کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ کہ ہمارا ایک فرزند اس دیار میں آرہا ہے۔ اس کی اعانت ونگہداشت کا خیال رکھنا۔ چنانچہ سلطان مذکور نے ان کے لیے انتہائی انکساری ونیازمندی کا اظہار کیا۔ اس سلسلۂ عالیہ کے بعض بہی خواہوں نے بھی اس سے ان کے بارے میں سفارش کی تھی۔ ۱۴ر صفر ۹۲۹ھ کو آپ نے اس دارفانی سے کوچ فرمایا۔ صاحب تاریخ رشیدی نے آپ کے انتقال کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت خواجہ خواوند محمودؒ کاشغر تشریف لائے تو ان کے اور خواجہ محمد یوسف کے درمیان رشک کے باعث کچھ شکر رنجی پیدا ہوگئی۔ ایک دن میں خواجہ خواوند محمودؒ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ خواجہ یوسفؒ بھی وہاں بیٹھے ہیں اور خواجہ خواوند محمود غصہ کی حالت میں کہہ رہے ہیں محمد یوسف تو میرے ساتھ یہ کرتا ہے اور وہ کرتا ہے۔ اگر تو والد کا مرید ہے تو میں حضرت دادا بزرگوار قدس سرہ کا مرید ہوں تو مجھ سے عمر میں اتنا چھوٹا ہے گویا میرے بڑے بچوں کی عمر کا۔ یہ اچھی طرح سن رکھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے میری تائید ہوئی ہے۔ تجھے یہ کہاں زیب دیتا ہے کہ میرا مقابلہ کرے خواجہ یوسف نے عرض کیا کہ مجھے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امیدیں ہیں۔
خواجہ خواوند محمودؒ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان

marfat.com

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما دیں۔ خواجہ یوسف نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ خواجہ خواوند محمودؒ نے فرمایا میں بھی راضی ہوں۔ دونوں خاموش ہو گئے اور اسی پر یہ مجلس ختم ہو گئی۔ اسی دن خواجہ خواوند محمودؒ بدخشاں کی طرف چلے گئے انہی دو تین دنوں میں ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اطلاع دی کہ خواجہ یوسف بیمار ہو گئے اور مجھے بلایا ہے چنانچہ میں جب خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ تپ کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ مجھ سے فرمانے لگے مجھے معلوم ہے کہ مدت سے خواجہ خواوند محمود کو مشغولی تمام حاصل ہے اور وہ میری طرف متوجہ ہیں اور مجھے اس سے پیشتر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عنایات حاصل تھیں۔ اب معلوم کیوں اتنی تاخیر ہو گئی کہ یہ عنایات ظاہر نہیں ہوتیں۔ مجھے یقین ہے میں اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ خواجہ خواوندؒ تو بجائے والد بزرگوار کے تھے۔ یہ سارا غصہ اور جلال بھلا برادرانہ شفقت کے بجائے کہاں مناسب تھا اس کے بعد آپ نے متعلقین سے حسن سلوک کے بارے میں ارشادات فرمائے اور اس دار فانی سے رحلت فرمائی اس بندۂ عاجز طاہر بہشتی کو آپ کی تاریخ وفات ملی۔ یہ خبر جب خان مذکور کو پہنچی تو مجھے عجلت کے ساتھ خواجہ خواوند محمودؒ کے پاس بھیجا اور انہیں بلوایا حضرت خواجہؒ آئے۔ لوگ تعزیت کے لیے ان کے پاس پہنچے آپ نے کھانا وغیرہ کیا اور ختمات کرائے۔ گویا یہ سارا معاملہ اس مصرعہ کا مصداق ہو گیا ؏

خود کشتہ قاسم را خود تعزیہ میداری

کہ خود قاسم کو مارا اور خود تعزیت کی صاحب تاریخ رشیدی کا کلام ختم ہوا۔

واضح ہو کہ صاحب تاریخ رشیدی سے مراد جن کا متعدد جگہ ذکر آیا ہے میرزا حیدر گورگان ہیں۔ انہیں اس سلسلۂ عالیہ کے حضرات سے انتہائی نیازمندی اور اخلاص کا تعلق تھا۔ وہ کئی بار حضرت مولانا محمد قاضی اور حضرت خواجہ خواوند محمودؒ قدس سرہما کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان دونوں بزرگوں کے حالات انہوں نے اپنی تاریخ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ وہ دونوں بزرگ بھی ان سے

marfat.com

Marfat.com

انتہائی درجہ کی شفقت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا قاضیؒ نے آداب مملکت داری سے متعلق ان کے نام ایک رسالہ بھی لکھا تھا جو بہت عمدہ ہے وہ جن دنوں کشمیر کے حاکم تھے انہوں نے وہاں کے اہل زندقہ اور ملحدین کفار کا قلع قمع کرنے اور انہیں قتل کرنے میں جو وہاں بہت کثیر تعداد میں تھے بے حد کوشش فرمائی۔ اللہ پاک انہیں ہم سب کی جانب سے بہترین جزا دے۔ اپنی تاریخ میں انہوں نے اس سلسلہ عالیہ کے بعض اکابر کے مختصر حالات بیان فرمائے ہیں۔ حضرت مولانا سعدالدین کاشغریؒ کے ذکر میں انہوں نے ایک عجیب وغریب حکایت بیان کی ہے جو نفحات ورشحات" میں بھی موجود نہیں ہے۔ لکھتے ہیں کہ مولانا عطاء اللہ کاشغریؒ نے جو اس دور کے عظیم علماء میں سے تھے فرمایا کہ سمرقند میں علوم دین حاصل کرنے کے دوران ہم وطنی کے رشتہ سے اکثر مولانا سعدالدین کاشغریؒ سے میری ملاقات رہتی۔ ایک روز طالب علموں نے کہا کہ:

شہر کے فلاں محلہ میں ایک شیخ آئے ہیں جن کا نام شیخ سراج ہے اور وہ کھانے میں مہمانوں کو نان اور دوشاب (انگور کا رس) پیش کرتے ہیں۔ میں اور مولانا سعدالدین کاشغریؒ طے کر کے اس لذیذ نان و دوشاب کھانے کے لیے شیخ سراج کے پاس گئے۔ شیخ نے وہی لذیذ کھانا ہمیں پیش کیا۔ میں تو اس کے کھانے میں مشغول ہو گیا اور مولانا سعدالدین اور وہ شیخ کسی حکایت میں۔ اس دوشاب کی لذت میں مجھے بالکل پتہ نہ چلا کہ ان دونوں میں کیا باتیں ہوئیں۔

کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ شیخ کی گفتگو میں گرمی آئی ہوئی ہے اور مولانا پر گریہ طاری ہے۔ جہاں وہ اپنا آنسوؤں سے تر ہاتھ رکھتے ہیں وہاں سے دھواں سا اٹھتا ہے یہ دیکھ کر میرے دل میں ایک رعب اور خوف سا پیدا ہوا۔ میں وہاں بیٹھ نہ سکا۔ اور باہر چلا گیا اس دن کے بعد حضرت مولانا سعدالدین کاشغریؒ پھر باہر نہ نظر آتے ان کا حجرہ عرصہ تک مقفل پڑا رہا۔ اس واقعہ کے چند سال بعد خراسان میں ان کی شہرت ظاہر ہوئی۔ انتہیٰ۔

marfat.com

Marfat.com

راقم الحروف عفی عنہ کا خیال ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ ان شیخ سے مراد شیخ سراج ہرمسی ہوں جو حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے۔ مولانا سعدالدین شروع میں ان کی صحبت میں رہے تھے جیساکہ صاحب رشحات نے حضرت شیخ کے احوال میں اس کی تصریح کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میرزا حیدر مذکور امیر خدایداد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں جو بلاد کاشغر کے امراء میں سے تھے اور درویشوں کے خیر خواہ۔ جس زمانہ میں قرغیز و قلماق کے کفار نے اس حدود کے مسلمانوں کے شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور ان میں سے کچھ مسلمانوں کو پکڑ کر قید کر دیا۔

اس وقت امیر خدایداد نے بھاری رقمیں خرچ کر کے انہیں کافروں سے خریدا اور ان مسلمانوں کو ان کے اپنے اپنے شہر بھجوایا اور یہ جود وسخا اس امارت و حکومت کے باوجود تھی جن کی بھاری ذمہ داری ان پر تھی۔ ان نیکیوں ہی کی برکات تھیں کہ آخر عمر میں انہیں حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور اس کے باوجود کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور عمر نوے سال کو پہنچ چکی تھی اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ عجب محبت و دیوانگی کے عالم میں عازم حجاز ہوئے۔ جب سمرقند پہنچے تو مرزا الغ بیگ نے عزت و احترام کے ساتھ انہیں مہمان بنایا۔ اس مجلس میں مرزا نے ان سے کہا کہ مجھے چنگیزی آداب اور رسم و آئین سکھائیں۔ حضرت امیر خدایداد نے فرمایا ہم ان ملعونوں کے آداب اور رسم و آئین کو برا سمجھتے ہیں۔ ہم نے تو آداب و طریقہ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ رکھا ہے۔ اگر مرزا بہتر سمجھیں تو ان آداب محمدی کی میرزا کو تعلیم دے دیں۔ میرزا الغ بیگ نادم و شرمندہ ہو گئے اور سکوت اختیار کیا۔ حضرت امیر نے وہاں سے جانب قبلہ رخ کیا اور روانہ ہوئے۔ جب بغداد سے آگے نکلے تو عجیب فرط محبت و جنون کا عالم تھا مدینہ شریف کا راستہ بھول گئے۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام ہو کہ ان کا یہ شہر مومنین کے لیے باعث سکینہ ہے۔ بالآخر کچھ دن اور عجیب محبت کے عالم میں مدینہ شریف پہنچے۔ طواف و زیارت

marfat.com

Marfat.com

ادا کرنے کے بعد اسی رات انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بعض اکابر مدینہ نے اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے ہیں۔ میرا ایک مہمان دور دراز سے یہاں پہنچا اور اس نے پہنچتے ہی سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے جنازہ میں حاضر ہو اور اس کے لیے توقیر و عزت کا اظہار کرو۔

صبح لوگوں میں ڈھونڈ پڑی اور پوری تعظیم و احترام کے ساتھ انہیں بقیع کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ دوسری رات ان کی اہلیہ صاحبہ نے بھی انتقال فرمایا رحمہم اللہ سبحانہ؎

چوں ہمی خواہند تا مرغ فرا دام افگنند
دانہ بنمودہ مستے از شاخ واز بام افگنند

(جب وہ بلندی میں اڑنے والے پرندہ کو جال میں لانا چاہتے ہیں اسے دانہ دکھاتے ہیں اور وہ شاخ پر ہو یا بالا خانہ پر اسے نیچے گرا لیتے ہیں)

یہ اللہ پاک کا فضل ہے جسے چاہتے ہیں نوازتے ہیں اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

واضح رہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے ان فرزندگان رحمہم اللہ کی بعض اولاد اور ان کے بعض متعلقین ایسے تھے جنہیں ان کی اس نسبت معنوی سے بڑا حصہ ملا تھا۔ ہم اب ان میں سے بعض کے حالات بیان کرتے ہیں۔

(الف) خواجہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ محمد عبد اللہ (فرزند خواجہ احرار قدس سرہ) کے پہلے صاحبزادے حضرت خواجہ عبد الہادی" کے دوسرے بیٹے تھے۔ (قاسم بن عبد الہادی بن محمد عبد اللہ بن خواجہ احرارؒ) ایام شباب میں آپ کو حرمین شریفین (زادھما اللہ تشریفاً وتکریماً) کی زیارت کی توفیق ہوئی تا حیات آپ اسی مقدس سرزمین پر اقامت پذیر رہے اور عبادت و ریاضت میں وقت گزارا۔ بلاد یمن و روم میں متعدد اکابرؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور بیشتر مقبروں کی زیارت کی۔ مولانا اسمٰعیل شروانی قدس سرہ جو حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز کے کبار اصحاب میں سے

marfat.com
Marfat.com

تھے اور اس مقدس سرزمین میں مقیم تھے ان سے ان بزرگوں کے طور طریقے سیکھے۔
کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قاسم رحمہ نے لوگوں سے اپنے حسب و نسب کو مخفی رکھا۔ جب حضرت مولانا اسمٰعیل شروانی رح سے ملاقات کی تو ان سے بھی بڑے اصرار سے یہ چیز پوشیدہ رکھی یہاں تک کہ ایک دن مولانا نے کھوج نکالا اور اصرار اور زور دے کر ان سے اس بارے میں پوچھا تو مجبوراً حضرت خواجہ کو بتانا پڑا۔

حضرت مولانا کی وفات کے بعد خواجہ قاسم رح کے چچا محی الدین خواجہ عبدالحق رح مکہ شریف پہنچے تو حضرت خواجہ نے ان کی خدمت و معیت اختیار کی اور ان کی بھی بہت سی عنایات سے نوازے گئے۔ حضرت خواجہ عبدالحق نے خواجہ قاسم رح کے اوصاف کو سراہا ہے۔ یہ صورت بلکہ سیرت میں اپنے جد بزرگوار قدس سرہٗ کی نظیر تھے اور ہم شکل تھے۔ انہوں نے بھی حرمین شریفین میں ہی وصال فرمایا اس مقدس سرزمین میں آپ کے بعد آپ کی اولاد آباد رہی رحمہم اللہ۔

(ب) خواجہ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ عبدالکافی رح کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ عبدالہادی رح کے پوتے تھے۔ فضائل سے آپ کو کامل حصہ ملا تھا اور تقویٰ و پرہیزگاری سے حصہ وافر۔ اس سلسلۂ عالیہ کے ذکر و مراقبہ کی تعلیم آپ کو خواجہ محمود رح سے ملی تھی جو آپ کے والد خواجہ عبدالکافی کے چچا تھے مختصر یہ کہ بڑے فرشتہ خصلت اور پاکیزہ کردار کے بزرگ تھے۔

(ج) خواجہ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ عبدالکافی رح کے دوسرے فرزند تھے اور اپنے بزرگوں کی ظاہری و باطنی خوبیوں کے مالک بیس سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت اور طواف کے شرف سے مشرف ہوئے اور باقی زندگی انہی مقدس مقامات پر ظاہری و باطنی سلوک میں گزار دی۔ شام تشریف لے گئے تھے کہ وہیں شام زندگی نے آ دبوچا اور آپ نے وصال فرمایا رحمہم اللہ سبحانہٗ۔

marfat.com

Marfat.com

(د) خواجہ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ خواوند محمود رح کے فرزند اوّل تھے۔ بڑے حلیم الطبع وکم آزار اور اپنے بزرگوں کی نسبت کی چاشنی اور اتباعِ طریقت کے آشنا تھے۔

(ر) خواجہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ

یہ خواجہ شہاب الدین محمود رح کے دوسرے فرزند تھے۔ بلند جذبات وحالات کے مالک آپ کی روشن پیشانی سے شرافت وولایت کے آثار نمایاں تھے۔ اہل اللہ کے ارشادات کے بیان کرنے میں زبان کی عجیب تاثیر رکھتے تھے۔

(س) خواجہ معین الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی خواجہ خواوند محمودؒ کے سعادت مند فرزند تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے طریقت کی تعلیم حاصل کی تھی بڑی موزوں طبیعت کے مالک تھے اور زبان کے فصیح وبلیغ۔ بڑے بڑے مشائخ اور متقی علماء کرام کی صحبت میں رہے تھے۔ عشقِ الٰہی سے سرشار تھے رحمہُ اللہ سبحانہٗ۔

(ش) خواجہ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ عبدالشہید رح کے فرزند گرامی تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد ان کے مزار منبع الانوار پر ان کے لائق جانشین اور خلف رشید رحمہُ اللہ سبحانہٗ۔

(ص) خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ ابوالفیض رح کے فرزند تھے آغاز جوانی ہی میں انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہوگئی تھی اپنے عم بزرگوار حضرت خواجہ عبدالحق کے منظور نظر ہوگئے تھے ان کے انتقال کے بعد ہندوستان تشریف لائے یہاں سلطان ہند نے کئی ہزار درہم ودینار دے کر انہیں کاروان حجاز کا امیر بناکر حرمین بھیجا۔ اس سفر میں انہوں نے بندگان خدائے عزوجل کی خدمات کی بجاآوری کے سلسلے میں کوئی کوتاہی نہ برتی اور ممکنہ حد تک ان کی خدمت کی۔ اس مبارک سفر کی واپسی کے بعد آپ نے فقروتوکل اور گوشہ نشینی وعزلت گزینی کی زندگی پسند فرمائی ظاہری فضائل وبرکات سے بھی آپ کو پورا حصہ

marfat.com

Marfat.com

ملا تھا۔

فن طب سے بھی خوب واقفیت حاصل کرلی تھی۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ خود اس کا انتظام کیا اور بیماروں کے علاج معالجہ میں لگ گئے۔ آپ نے ۹۹۹ھ میں انتقال فرمایا۔ آگرہ میں آخری آرامگاہ ہے رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

(ض) خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ کے بھائی تھے عظیم دینی عالم اور درویش تھے اپنے والد بزرگوار کی زندگی ہی میں اپنے چچا خواجہ عبدالشہید کی صحبت و خدمت اختیار کرلی تھی اور اس صحبت و خدمت کی برکت سے ظاہری و باطنی کمالات سے بہرہ ور ہوئے اور طالبان طریقت کی تعلیم و تربیت کی اجازت حاصل کی۔ حضرت خواجہ عبدالشہید کی وصیتوں میں ایک یہ وصیت تھی کہ طالبانِ طریقت حضرت خواجہ ہاشمؒ کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ طالبانِ علوم شریعت و معرفت متعدد سال مزار فائض الانوار میں آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے مستفید ہوتے رہے یہاں تک کہ ۱۰۱۲ھ میں آپ نے اس دار فانی سے آخرت کا سفر اختیار فرمایا اور مزار کے چبوترے کے نیچے مدفون ہوئے رحمہ اللہ سبحانہٗ۔

(ط) خواجہ محمد یحییٰ المعروف بخواجہ کلاںؒ

آپ خواجہ محمد یحییٰ شہید کے پوتے تھے اس لیے کہ آپ خواجہ عبدالباقیؒ شہید کے فرزند تھے۔ آپ کی والدہ حضرت میر عبدالاول کی صاحبزادی تھیں اور حضرت خواجہ احرارؒ کی نواسی۔ آپ کی ولادت چونکہ ایسے ایام میں ہوئی تھی۔ کہ آپ کے دادا بزرگوار خواجہ محمد یحییٰ کو شہید کیا گیا تو آپ کا نام آپ کے دادا کے نام پر محمد یحییٰ رکھا گیا۔ آپ بڑے پرہیزگار، صاحب تقویٰ و فضائل اور فرشتہ صفت بزرگ تھے۔

(ع) خواجہ عبدالصبور رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی خواجہ محمد یحییٰ کو شہیدؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار خواجہ عبدالعظیم بن مرزا خاوند بن خواجہ محمد امین بن خواجہ محمد یحییٰ شہید تھے۔

marfat.com

Marfat.com

خواجہ عبدالصبورؒ جب چالیس سال کے ہوئے اللہ پاک کی عنایت سے آپ کو جذبۂ قوی حاصل ہوا۔ آپ اسی طرح لاہور شہر میں تیس سال مجذوب و مغلوب رہے۔ بالآخر ۹۹۱ھ میں جوار رحمت میں جگہ پائی رحمۃ اللہ سبحانہ،

(ف) میر مخدوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی والدۂ محترمہ حضرت خواجہ محمد عبداللہؒ کی پشت سے تھیں اور آپ کے والد بزرگوار میر عبدالملک بن میر تقی الدین محمد کرمانی کا پہلے ذکر ہوا ان کے نواسے تھے۔ ظاہری فضائل سے کامل حصہ پایا تھا۔ بلند ہمت اور موزوں طبیعت کے مالک تھے۔ اپنے صاحب کمال ماموں خواجہ عبدالحیؒ سے طریقت و انابت کی تعلیم اور طریقۂ خواجگان کا حصول کیا تھا اور جمعیت خاطر و صفائے سِر حاصل کیا تھا رحمہ اللہ سبحانہ،۔

(ق) میر عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ آپ میر مخدوم کے بھائی تھے اور انتہائی سادہ لوح مومن صفت تھے۔ سب پر مہربان۔ سب سے شفقت کرنے والے تھے آپ نے بھی اپنے ماموں خواجہ عبدالحیؒ سے طریقت کی تعلیم حاصل کی تھی۔

(ک) میر عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی انہی میر مخدوم کے بھائی تھے جن کا ابھی ذکر ہوا اپنے ماموں خواجہ خواوند محمودؒ سے طریقت کی تعلیم حاصل کی اور صاحب نسبت و حضور ہوئے۔ حضرت خواجہ کے انتقال کے بعد اپنے دوسرے ماموں خواجہ عبدالحق کی خدمت میں مصروف ہوئے ان کے بعد آپ نے ایک اور ماموں خواجہ عبدالشہیدؒ کے ساتھ وقت گزارا۔ ان بزرگوں کی عنایات اور شفقتوں سے آپ نے بلند مقامات حاصل کیے رحمہ اللہ سبحانہ،۔

(ل) میر عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ آپ میر مخدوم کے بڑے صاحبزادے تھے بزرگانہ طور طریق تھے۔ میر عبدالحیؒ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات کے وقت میں موجود تھا۔ انتقال سے پہلے آپ نے فرمایا مجھے تیس سال ہو گئے ہیں۔ روزانہ میں اپنی فوت نمازیں قضا کرتا ہوں آپ نے

marfat.com

Marfat.com

دہلی میں ۱۰۹۰ھ میں انتقال فرمایا۔ بعد وفات آپ کی میت کو مزار فائض الانوار سمرقند لے گئے۔

(۴) میر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جن میر عبدالسلام کا اوپر ذکر ہوا آپ ان کے فرزند تھے آپ کی والدہ محترمہ خواجہ ابوالفیض مغفور کی صاحبزادی تھیں آپ نے والد بزرگوار سے باطنی تعلیم حاصل کی اور اسی التزام کی برکتوں کے باعث بلند مرتبہ کو پہنچے آپ کے ماموں خواجہ محمد یحییٰ نے جن کا اوپر ذکر ہوا اپنی وفات کے وقت آپ کو بلایا اور ایک عصا اور عمامۂ مبارک آپ کو دیتے ہوئے فرمایا ہمیں جس طرح یہ چیزیں بزرگوں سے ملیں ہم اب یہ میر عبداللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

میر عبدالحیؒ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ بتیس سال سے اس عاجز کو میر عبداللہ کی خدمت و نسبت کا شرف حاصل رہا ہے۔ میں نے کوئی چھوٹا گناہ بھی آپ سے سرزد ہوتے نہ دیکھا نہ کسی متنفس کو آپ سے کبھی کوئی رنج و دکھ پہنچا اور نہ کسی نے آپ کو کبھی رنجیدہ کیا۔

راقم الحروف نے بھی بہت سے بزرگوں سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ کی باطنی اولاد میں سال ہزار کے بعد آپ جیسی شخصیت ہم نے نہیں دیکھی ہے۔ ساری ساری رات جاگنا اور ذکر الٰہی و مراقبہ میں مصروف رہنا۔ خاموشی اختیار کرنا اور اپنی عبادتوں کو چھپانا جو بزرگوں کا خاص طریقہ ہے۔ ان باتوں میں آپ کو وہ راسخ کی طرح تھے۔ آپ نے ۱۱۳۲ھ میں ہندوستان کے شہر اجین میں انتقال فرمایا آپ کی میت کو آگرہ لے جایا گیا اور اپنے مرشد اور ماموں خواجہ محمد یحییٰ کے پہلو میں دفن کیا گیا آپ کبھی کبھی عارفانہ کلام بھی ارشاد فرمایا کرتے۔ آپ کی یہ رباعی اسی عارفانہ کلام کا حصہ ہے رحمہ اللہ سبحانہ

آں بادۂ تلخ کہ ز میخانۂ تست
شہد ست باں کسے کہ دیوانۂ تست
از دردِ سرِ خمار ہستی رستن
موقوف یکے نگاہِ مستانۂ تست

(تیرے میخانہ کی یہ شراب تلخ ہے مگر جو تیرا دیوانہ ہے اس کے لیے شہد

marfat.com
Marfat.com

کی طرح میٹھی ہستی کے نشہ کے دردسر سے چھٹکارا دلانا تیری ایک مستانہ نگاہ پر موقوف ہے)

(ن) شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ آپ بزرگ و صاحب احوال تھے۔ عاجزی و انکساری کی وصف کا حضرت خواجہ عبدالحق سے آپ کو وافر حصہ ملا تھا۔ خواجہ عبدالشہید سے بھی آپ کو برکات حاصل ہوئی تھیں۔

(و) مولانا محمود رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی خواجہ عبدالشہید رہ کے منظور نظر مرید اور صاحب نسبت و حضور تھے رحمۃ اللہ علیہ

(ع) مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی خواجہ عبدالشہید رح کے اصحاب میں سے تھے بڑے متقی۔ صاحب فضیلت حسن صورت و سیرت والے۔ دہلی میں قیام پذیر رہے۔ اس شہر میں دینی علوم کے طلبہ نے آپ سے خوب فیض حاصل کیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ آپ کو نسبت اور خصوصاً مراقبہ کا ایسا التزام تھا کہ جب اپنے گھر سے تدریس کے لیے مدرسہ تشریف لے جاتے جو تقریباً تین فرسنگ کے فاصلہ پر ہے تو نظریں اونچی نہ کرتے۔ آپ نے دہلی ہی میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

(ی) حافظ دولت رحمۃ اللہ علیہ آپ بڑے متقی اور صاحب حضور و آرام تھے قرآن پاک کے حافظ تھے۔ جوانی میں خواجہ عبدالشہید کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو حضرت خواجہ صاحب کی بڑی عنایات حاصل ہوئیں لاہور شہر میں آپ کی سکونت تھی اور اس شہر کے باشندے آپ سے بڑی حسن عقیدت رکھتے تھے۔ ۱۰۳۴ھ میں اسی شہر میں آپ کا وصال ہوا۔

(ے) حافظ ترسون رحمۃ اللہ علیہ آپ ایک پاکیزہ باطن درویش تھے آپ نے خواجہ عبدالشہید کی بہت خدمت کی۔ خواجہ صاحب کے دوسرے بھائیوں سے بھی آپ کو شرف صحبت رہا۔

marfat.com
Marfat.com

اس عاجز نے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ کی پیشانی ہی سے ہویدا تھا کہ ان بزرگوں سے آپ کو کتنا کچھ ملا ہے۔

جناب خواجہ محمد غنی اس عاجز کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ بڑے مرد فاضل متین و سنجیدہ اور بزرگوں سے فیض یافتہ۔ آپ خواجہ عبدالشہیدؒ کی خدمت میں پہنچے کسی حاکم نے آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا اور پیروں میں بیڑیاں پہنا دیں ایک دن میں آپ کو قید خانہ دیکھنے گیا تو آپ نے فرمایا گذشتہ رات میں اکابر نقشبندیہ کے حضور نالہ و فریاد کر رہا تھا کہ میں سنہری زنجیر (سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ) کا ادنیٰ خادم میرے پاؤں میں یہ آہنی زنجیر نہ چاہیئے۔ اس کے بعد مجھ پر نیند طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حافظ ترسون تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اٹھ اور دروازہ کھول اور مجھے قید خانہ سے باہر نکال دیا آج اس بات کو دوسرا روز ہے۔ مجھے توقع ہے کہ میری بیڑیاں کھول دیں گے اور مجھے قید خانہ سے رہائی مل جائے گی۔

میرے ان عزیز کو اکابر خواجگان سے بڑا اخلاص تھا اور اپنی بیشتر پریشانیوں اور مشکلات میں انہوں نے متعدد مرتبہ ان بزرگوں کی مدد رسی کی کرامات کا مشاہدہ کیا تھا۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے مجھے حیرت ہے کہ ان خواجگان بزرگوار سے پیشتر اہل حاجت کی مشکلات کون آسان کرتا تھا۔ اللہ پاک ان بزرگوں کے طفیل ہمارے گناہوں کی مغفرت فرمائے۔

---

marfat.com
Marfat.com

مقالۂ اولیٰ کے مقصدِ دوئم کی دوسری فصل

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے بعض احباب بزرگوار کے حالات کے بیان میں ہے جن کا ذکر کتاب "رشحات" میں نہیں شامل ہو سکا ہے۔ کتاب "رشحات" کے ناظرین پر یہ مخفی نہیں کہ مولانا فخر الدین علیؒ نے حضرت خواجہ احرارؒ کے خلفاء واصحاب میں سے صرف ان بیسؒ بزرگوں کے حالات بیان کیے ہیں۔ جو ان کے دور میں مشہور تھے۔ وہ بیس بزرگ یہ ہیں۔ (۱) مولانا سید حسن (۲) مولانا قاسمؒ (۳) میر عبد الاوّل (۴) مولانا جعفر (۵) مولانا برہان الدین ختلانی (۶) مولانا لطف اللہ ختلانی (۷) مولانا شیخ جن کا سلطنت شاہی بیگ خان کے آخری دور میں سمرقند میں انتقال ہوا اور احاطۂ ملایان میں خواجہ کفشیر کے پہلو میں دفن ہوئے (۸) مولانا سلطان (۹) مولانا ابو سعید ادہی جن کا رشحات مکمل ہونے کے پانچ سال بعد یعنی ۹۱۴ھ میں ہرات میں انتقال ہوا۔ اور اسی سال مولانا سعد الدین کاشغری کے فرزند خواجہ کلاں کا بھی انتقال ہوا اور اسی سال مولانا سعد الدین کاشغری کے فرزند خواجہ کلاں کا بھی انتقال ہوا (۱۰) مولانا محمد قاضی مجملی ہ۔ ان کے باقی احوال مع ان کے تاریخ وفات اس کتاب میں انشاء اللہ بیان ہوں گے (۱۱) مولانا خواجہ علی تاشقندی (۱۲) شیخ حبیب بخاری (۱۳) مولانا نور الدین تاشقندی (۱۴) مولانا زادہ اترازی (۱۵) مولانا ناصر الدین اترازی (۱۶) خواجہ ترکستانی (۱۷) مولانا اسمٰعیل فرکتی (۱۸) مولانا اسمٰعیل قمری (۱۹) مولانا اسمٰعیل شمسی (۲۰) مولانا اسمٰعیل ثالث رحمہم اللہ سبحانہٗ۔

اب ہم حضرت خواجہ کے ان دیگر اصحاب کے حالات بیان کریں گے جن کا رشحات میں بیان نہیں ہوا ہے اور ہم نے "دوایہ" اور بعض متاخرین کے دیگر رسائل میں پایا ہے (اللہ پاک کی مدد اور اس کی توفیق سے) اور وہ ان بیس بزرگوں کی

marfat.com

Marfat.com

جماعت ہے۔ مولانا فخر الدین علی۔ شیخ عبداللہ ادبی۔ مولانا سید علی غمازی حافظ جلال الدین مولانا محمد زاہد وخشی۔ خواجہ تاج الدین کاشغری امیر عبداللہ یمنی شیخ عیان کا زرونی مولانا اسمٰعیل شروانی مولانا خراسانی۔ سید بابا خواجہ مولانا محمد امین بلغاری۔ مولانا عبدالوہاب سمرقندی عم زادہ حضرت خواجہ مولانا عبداللہ سرپلی۔ خواجہ مصطفیٰ۔ مولانا نجم الدین۔ مولانا موسیٰ۔ میر قباد ہروی مولانا درویش سرپلی۔ ان بیس بزرگوں میں سے شروع کے بارہ بزرگوں کا تذکرہ ہم ابتداءً مختصر طور پر اور کچھ کا بقدر اس تفصیل کے جو ہم کو مل سکی بیان کریں گے اور اخیر کے آٹھ بزرگوں کا سوائے ان کے ناموں کے ہمیں کھوج نہیں لگ سکا ہے۔

ندانم کنہ آغاز وانجام شاں
مرا بر زباں بس بود نام شاں

(مجھے ان بزرگوں کے آغاز وانجام کے بارے میں معلوم نہیں۔ مری زبان پر بس ان کا نام ہے اللہ ان سب پر رحم فرمائے)

(۱) مولانا فخر الدین علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کتاب "رشحات" سے اگرچہ آپ کے کمالات وحالات اور آپ کی کرامات ظاہر ہیں اور یہ کتاب اگرچہ آپ کی عالی فطرت اور اعلیٰ استعداد پر برہان قوی ہے مگر اس شعر کے بموجب

ما سبزہ بہ خاکہا تماشا کردیم
تا سبزۂ خاک ما تماشا گہ کیست

(ہم مختلف زمین کی مٹی سے سبزہ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کون جانے کہ جب ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے ہماری مٹی پر اگا ہوا سبزہ کس کی تماشا گاہ ہوگا)

چونکہ مولانا فخر الدین علیؒ نے اس سلسلہ عالیہ کے اکابر سلف کے حالات تحریر فرماتے اس سلسلۂ عالیہ سے محبت کرنے والوں کو چاہیئے ان بزرگوں کے ارشادات

marfat.com
Marfat.com

کا مطالعہ کریں اور اس کتاب سے استفادہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس کے احسان کے بدلہ آپ کے حق میں دعا کریں۔

آپ کے حالات بیان کرنا بھی چونکہ آپ کی تعریف و توصیف کو مستلزم ہے تو اگر یہ عاجز آپ کے ذکر احوال کے سلسلہ میں کچھ تحریر کرے تو اسے ہی چاہیئے آپ (یعنی مولانا فخر الدین علی) مولانا حسین الواعظ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت مخدوم جامی قدس سرہٗ کے فیض یافتہ بزرگوں کے سلسلے میں مولانا حسین الواعظ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کی ولادت جیسا کہ خود آپ کی ایک تحریر سے ظاہر ہے۔ شب جمعہ یکم جمادی الاوّل ۸۶۷ھ ہے۔ اس شب کی صبح کو اس خاندان کے پیر بزرگوار خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ حجاز مقدس جانے کے ارادہ سے ماوراء النہر سے سبزوار تشریف لائے اور کئی دن آپ کے والد بزرگوار کے گھر قیام پذیر رہے۔ آپ کے والد بزرگوار آپ کو لے کر حضرت خواجہ کے پاس تشریف لائے حضرت خواجہ نے آپ کے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہی۔ آپ کو اپنی آغوش میں لیا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ ایں کودک از ماست

(یہ لڑکا ہمارا ہے)

انہیں ایام میں بہت کمزور ہو گئے آپ کے والد بزرگوار آپ کو پھر ان روشن ضمیر درویش کے پاس لائے۔ حضرت خواجہ نے سر سے پیر تک آپ کے پورے جسم پر ہاتھ پھیرا اور ارشاد فرمایا:

باکے نیست۔ مارا باو کارہا ست دل جمع دارید
(کوئی فکر کی بات نہیں ہم اس سے بہت کام لیتے ہیں اطمینان رکھو)

ان بزرگ کا باقی حصہ رشحات میں مولانا نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے آخر میں تحریر ہے۔

یہ عاجز عرض کرتا ہے کہ حضرت خواجہ نے آپ کے متعلق جو یہ ارشاد فرمایا: کہ "مارا باوی کارہاست" (ہمیں ان سے بہت کام لینے ہیں) تو ان کاموں

marfat.com

Marfat.com

میں سے ایک عظیم کام کتاب "رشحات عین الحیات" کی تالیف ہے جس میں مولانا فخر الدین علی رح نے اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں کے حالات اور ان کے ارشادات کو انتہائی محنت و جانفشانی اور بے حد لطیف انداز میں جمع فرمایا ہے اللہ پاک ہم سب کی طرف سے انہیں بہترین جزا دے۔

بائیس سال کی عمر میں مولانا فخر الدین علی" کو راہ طریقت کے حصول کی فکر دامن گیر ہوئی۔ چنانچہ آپ خراسان سے ماوراء النہر حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے آستانہ پر تشریف لائے آپ حصولِ طریقت کے اس واقعہ کو ابتداء سے تفصیلاً لکھتے ہیں چنانچہ مولانا قاسم رح کے حالات کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ میں جب حضرت خواجہ کے آستانہ پر جانے لگا تو میں نے حضرت مخدوم مولنا جامی رح سے اجازت چاہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم ابھی بہت چھوٹے ہو اور حضرت خواجہ کافی بڑے۔ وہ طالبانِ طریقت کے احوال پر کم ہی متوجہ ہو پاتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم جاؤ اور جلد ہی گھبرا جاؤ۔ ہاں اگر تمہیں جانا ہی ہے تو یوں کرو کہ پہلے مولانا قاسم کے پاس جاؤ اور وہاں کچھ عرصہ رہو میں نے عرض کیا کہ آپ کی بڑی عنایت ہوا گر دو حرف سفارش کے ان کے نام تحریر فرما دیں کہ مجھے ان کی توجہ حاصل ہو جائے۔

چنانچہ حضرت مخدوم مولانا جامی رح نے مولانا قاسم کے نام یہ رقعہ تحریر فرما دیا۔ نیاز مندانہ و انکسارانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ مولانا فخر الدین علی درویشوں سے خصوصی عقیدت کی بنا پر خادمانِ آشیانہ ولایت آشیانہ کی زمین بوسی کے لیے آپ کے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ بلا شبہ ان پر آپ کی عنایات ہوں گی اور وہ اپنا حصہ حاصل کر سکیں گے۔ والسلام والاکرام۔ الفقیر عبدالرحمٰن جامی۔

چنانچہ مولانا فخر الدین علی رح آپ کا وہ رقعہ شریف لے کر حضرت خواجہ رح کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ جب وہاں پہنچے اور حضرت مخدوم کا وہ رقعہ مولانا قاسم رح کو دیا۔ مولانا نے اس رقعہ کو پہلے چوما اور پھر اٹھ کھڑے ہو گئے اور اس رقعہ کو سر پر رکھ لیا۔

marfat.com
Marfat.com

مولانا فخرالدین علی جب تک اس آستانہ پر مقیم رہے مولانا قاسم کی ظاہری و باطنی ہر طرح کی عنایات ان پر رہیں۔

مولانا فخرالدین علی رحؒ کا خراسان سے ماوراءالنہر کا سفر متعدد مرتبہ ہوا ہے ہر مرتبہ حضرت خواجہ کی خدمت میں عرصہ تک رہے ہیں اور آپ کی عنایات و شفقتیں آپ کو حاصل رہی ہیں۔ دوسری مرتبہ آپ جب حضرت خواجہ کے پاس تشریف لائے تو ایک دن ایک خصوصی صحبت میں حضرت خواجہ نے آپ کو مخاطب فرمایا اور بڑی عنایات کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مولانا نے خود ایک سو بیس ویں رشحہ کے ۱۴ ویں رشحہ کے ضمن میں اشارۃً اس کا اظہار فرمایا ہے اور خود کو فقیر کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

مولانا فخرالدین علی رحؒ کے حق میں حضرت خواجہ عبداللہ احرار رحؒ کے اشارات اور بشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا:۔

بسیار چیزہا کہ نمی باید از تو رفتہ و بسیار چیزہا کہ می باید بجائے آن نشستہ لیکن تو ازاں خبر نداری"

"بہت سی ناپسندیدہ باتیں تم سے دور ہو گئی ہیں اور بہت سی پسندیدہ چیزیں اُن کے بجائے آ گئی ہیں لیکن تم ان سے ناواقف ہو"

حضرت خواجہ رحؒ نے پھر اس کی ایک مثال دی:۔

"چوں خربوزہ کہ از گل بر آمدہ و قصد مرتبہ پختگی کردہ در ہر آن از وے یک خامی میرود و پختگی بجائے آں بنشیند و وے ازاں خبر ندارد و ہیچ حسے ادراک نمی تواند کرد"

(جیسے خربوزہ کہ جب پھول سے ظاہر ہوتا ہے اور پکنے والا ہوتا ہے تو ہر لمحہ اس کی ایک خامی دور ہوتی ہے اور پختگی اس کی جگہ لیتی رہتی ہے اور اسے اس کی نہ خبر ہوتی ہے نہ ادراک")

"اگر دہقان گوید بسے خامی از تو رفتہ است و بسے پختگی بجائے آں نشستہ وی باور نخواہد کرد لیکن چوں بمرتبہ پختگی رسد در خود نظر کند

marfat.com

Marfat.com

خودرا از سرتا پا پختہ میداند کہ دہقان راست گفتہ"
(اگر کِسان اس سے کہے کہ بہت سی خامی دور ہوکر اب اس کی جگہ بہت سی پختگی نے لے لی ہے وہ کِسان کی بات پر یقین نہ کرے گا لیکن جب پختگی کے مرتبہ میں پہنچ کر خود اپنے اندر نظر کرے گا اپنے آپ کو سر سے پیر تک پختہ پائے گا اور سمجھ لے گا کِسان نے سچ کہا تھا)
ان باتوں کے دوران حضرت خواجہ قدس سرہ پر عظیم گریہ غالب ہو گیا آپ رونے لگے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ ٹپکنے لگے۔ مولانا فخرالدین فرماتے ہیں کہ یہ درحقیقت مخاطب کی نسبت و رقت تھی جو بطریق انعکاس حضرت خواجہ سے ظاہر ہوئی واللہ اعلم۔ یہاں آپ کا ارشاد ختم ہوا۔
امیر علی شیر اپنے تذکرہ میں ان کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا فخرالدین علیؒ طریقت میں حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے اجازت یافتہ تھے نیز حضرت مخدوم جامیؒ اور حضرت مولانا سعدالدین کاشغریؒ کے دیگر نامور خلفاء کی صحبتیں اور شفقتیں بھی آپ کو حاصل رہی تھیں اور ان بزرگوں سے تصوف و سلوک کے حقائق عالیہ بھی آپ نے سنے تھے جیسا کہ آپ کی کتاب "رشحات" سے ظاہر ہے۔ "رشحات" کے علاوہ بھی مولانا فخرالدین علیؒ کی منظوم و منثور تصنیفات ہیں۔ انہی میں سے "محمود و ایاز" نامی آپ کی ایک مثنوی بھی ہے۔ یہ شعر بھی آپ کی غزلیات کا ہے ؎

بالب لعل و خط غالیہ گون آمدۃ
عجب آراستہ از خانہ برون آمدۃ

(سُرخ ہونٹوں اور عجیب مشک و عنبر والی خوشبوؤں کے ساتھ اے محبوب تو نکلا عجب بن ٹھن کر گھر سے باہر آیا ہے)
مندرجہ ذیل رباعی بھی آپ کی ہے ؎

آئینہ لورست رُخ یار امشب
فارغ شدہ ام وی ز اغیار امشب

marfat.com
Marfat.com

اے مہ نشیں از پس دیوار امشب
اے صبح دم خویش نگہدار امشب

(آج کی رات محبوب کا چہرہ نور کا آئینہ ہے۔ آج کی رات میں کچھ وقت کے لیے اغیار سے فارغ ہوا ہوں۔ اے مہ نشین محبوب آج کی رات دیوار کے پیچھے سے ہی کچھ تجلی ہو۔ اے صبح تو آج کی رات اپنی سانسوں کی نگہداشت کر۔)

مولانا فخر الدین علیؒ ایک عرصہ تک قزلباش کے دور میں بر سر منبر خواجگانِ نقشبند کی مدح سرائی کرتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کو منع کر سکتا۔ لیکن آخری دور میں اس گروہ کی ناشائستہ وگستاخانہ باتوں سے بے زار ہو کر مجبوراً دریائی بند چلے گئے اور وہیں ۹۲۷ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی میت کو ہرات لایا گیا اور عظیم محدث ابوالولید کے پہلو میں اور اپنے والد کے نزدیک سپرد خاک کیے گئے رحمہما اللہ سبحانہ۔

(الف) مولانا میر کا سلوانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا فخر الدین علیؒ کے بھانجے تھے۔ بعض فضلاء نے لکھا ہے کہ طریقت میں آپ کو اپنے ماموں صاحب سے نسبت تھی۔ کم عمری ہی میں آپ نے اپنے ماموں سے ان بزرگوں کا ذکر کا طریقہ سیکھ لیا تھا۔ قزلباش کے غلبہ کے بعد آپ ہرات سے بخارا کی طرف نکل گئے اور وہیں سکونت اختیار فرمائی۔ اس قابل فخر شہر میں آپ شیخ جلال الواعظ الہروی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ان کی صحبتیں اٹھائیں اور ان سے مستفید ہوئے کردار کا حسن اور طبیعت کی انکساری آپ میں کمال درجہ کی تھی اور بے تکلفی وبے تعینی بہت زیادہ۔ چنانچہ اکثر تنہا گھاس کے جھونپڑے میں بیٹھ جایا کرتے۔ دکانوں پر گزارا کرتے۔ علوم دینی کی تشریح اور معرفت کے حقائق واسرار بیان کرنے میں آپ کی نظیر نہ تھی۔ کئی سال تک بے شمار فضلا کتب حدیث اور رسائل تصوف کے درس کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ یگانہ روزگار تھے اور عمر کافی زیادہ پائی تھی۔ ۹۹۴ھ میں انتقال

marfat.com

Marfat.com

میں انتقال فرمایا۔

بندگوں نے آپ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میرے ماموں مولانا فخرالدین علیہ الرحمۃ باغ کی سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے بھی آپ سے ساتھ جانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا تم میں حوصلہ تماشا بھلا کہاں۔ غرض میں آپ کے ساتھ باغ گیا۔ جب ہم اس باغ میں پہنچے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ درخت قیام سے رکوع کی حالت میں چلے گئے یہ سب کو دیکھ کر میں دہشت و خوف کے باعث بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میرے ماموں صاحب کو جب میرے اس حال کا علم ہوا تو آپ نے میری پشت پر اپنا دست مبارک رکھا اور مجھے اپنی آغوش میں کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ مجھے افاقہ ہوا لیکن اس کی قوت دیدہ رہی ؎

گر بگذری بہ گلشن با عاشقاں دیدے

ہر شاخسار دارے ہر برگ داشہیدے

(اگر تو اللہ والوں کے ساتھ باغ جائے تو دیکھے گا کہ ہر درخت ان کے لیے دار اور ہر پتہ ان کا شہید ہے)

ایک حکیم صاحب وقت و حضور درویش نے اس عاجز سے ایک دن عرض کیا کہ ایک روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کیا عرض کروں کہ مجھے کیا راحت حاصل ہوئی اور میں نے بیسے گیسے انوار کا مشاہدہ کیا۔ چند روز بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مجھے نظر آتے اور میں نے خلفاء راشدین میں سے ہر ایک کے جمال و الطور کا مشاہدہ کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایسی صورت و سیرت کے ساتھ مجھ پر جلوہ گر ہوتے جیسا کہ میں نے مولانا میر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا۔

آپ کے ملفوظات و ارشادات میں سے ایک یہ ارشاد بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طلب کا نتیجہ یا وصل ہے یا قبول یعنی وصل جو مقصد ہے اگر حاصل نہ ہو تو حق تعالیٰ کا قبول تو بہرحال حاصل ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نسمہ: آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشائخ طریقت کا اس پر اتفاق ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا وصول محض ظاہری اعمال سے ظاہر نہیں ہوتا مگر بالکل ہی نادر طور پر اور بہت کم۔ لہٰذا راہِ طریقت کے طالبین کے لیے ضروری ہے کہ باطنی عمل کی مشغولیت کو اپنے اوپر لازم کر لیں اور باطنی اعمال میں ایک عمل ذکر ہے اور ذکر سے مراد کلمۃ لاالٰہ الااللہ کا ورد ہے خواجگان بزرگوار نے اکثر یہی ذکر دل سے کرنے کو فرمایا ہے اس سلسلہ کے بعض اکابر نے لفظ اللہ کا ذکر بھی کرنا تجویز فرمایا ہے کہ پوری حضوری سے یہ کلمہ دل سے ادا کرے اور اس کے ادا کرتے وقت اس صنوبری مضغہ گوشت کی طرف متوجہ ہو جو انسان کے بائیں پہلو کے قریب ہے۔ یہ بزرگ اس حضور و توجہ کو وقوف قلبی کہتے ہیں اور اس وقوف کو ذکر میں لازم و ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض اکابر کا کہنا ہے کہ کلمۂ اللہ کے نقش کو لوح دل پر ملاحظہ کرے اور اس کے مدلول کو فکر میں ہمیشہ حاضر رکھے۔ جب ایک ذاکر اس پر ہمیشگی اختیار کرے گا تو اس پر اس کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوں گے۔

نسمہ: آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات خواجگان رحمہم اللہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ دوسروں کو خدمت کی تکلیف نہیں دیا کرتے بلکہ خود خدمت کرتے ہیں۔ اس خدمت کرنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مخدوم کے دل میں خادم کے لیے ایک گونہ میلان اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ دل کے اس میلان کو یہ بزرگ ایک تعلق اور رابطہ سمجھتے ہیں۔ ماموں بزرگوار مولانا فخر الدین علی رح جب وضو کرنا چاہتے میں ڈرتا کہ آپ کا پانی کا لوٹا بھر دوں۔ آپ مجھے ایسا نہ کرنے دیتے تھے اور فرماتے اس سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں کا طریقہ خدمت کرنا ہے نہ کہ مخدوم بننا۔

نسمہ: آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس متبرک خانوادہ کے اکابر خواجگان نے قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے وہ طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ سالک طریقت اس پر چل کر جلد مقام جذبہ و فنا فی اللہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اس مقام جذبہ و فنا کے حصول کے بعد کتنے ہی ایسے ناپسندیدہ افعال و اعمال اس سے چھوٹ جاتے ہیں جو کئی سالوں

marfat.com

Marfat.com

کی ریاضتوں اور مجاہدوں سے بھی نہیں چھوٹتے اور کتنی ہی پسندیدہ وقابل تعریف خصلتیں انسان میں پیدا ہو جاتی ہیں جو بڑے بڑے مجاہدوں سے بھی حاصل نہیں ہوتیں۔

نسمہ: ارشاد فرمایا درویش وہ نہیں جو بوسیدہ اور پھٹا پرانا لباس پہنے۔ درویش وہ ہے جو دل کو پاکیزہ رکھے۔

نسمہ: آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعض اولیاء کبار سے کبھی کبھی ایسے فعل یا عمل کا ظہور ہوتا ہے جو ظاہراً لہو اور لغو معلوم ہوتا ہے اور دیکھنے میں ان کا عیب یا ان کی ولایت کی کمزوری معلوم ہوتا ہے۔ اس کا سبب ان مندرجہ ذیل تین قسموں میں سے کسی ایک نوع کا ہوتا ہے ایک یہ کہ ان بزرگوں کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے مشاہدہ اور طاعت کی زیادتی کے علاوہ کسی چیز سے شغل نہیں ہوتا۔ ان پر کبھی کبھی ایسی حالت وارد ہوتی ہے کہ بشریت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو یہ ضرورتاً کبھی ایسے اُمر کا ارتکاب کرتے ہیں کہ اس حال سے مغلوب نہ ہو جائیں اور عبودیت سے کہ ظاہر شرع ہے دور نہ رہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں پر جو غیرت رکھتے ہیں اس کے باعث وہ یہ نہیں چاہتے کہ بندے اس کے علاوہ کسی کو محبوب بنائیں۔ اولیاء کو وہ بندہ کے لبادہ میں چھپا دیتے ہیں تاکہ مخلوق ان سے متوحش رہے بعض کو وہ برص و جذام جیسی بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور بعض کو ایسی مباحات میں جیسے بسیار خوری۔ بہت زیادہ کھانا تاکہ وہ مخلوق کی صحبت اور اس کی آلائش سے محفوظ رہیں۔ تیسرے یہ کہ بعض اولیاء اللہ اہل ملامت ہوتے ہیں کہ خود اپنے اختیار سے خلوص عمل کی خاطر ہمیشہ ایسا عمل کرتے ہیں کہ مخلوق کو ناپسند ہو اور وہ دور رہیں۔

نسمہ: آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شہر یا ملک میں مشائخ طریقت زیادہ ہوتے ہیں وہ ملک آفتوں اور بلاؤں سے نسبتاً زیادہ محفوظ ہوتا ہے جب حضرت خواجہ علاؤالدین غجدوانیؒ کی وفات ہوئی تو خواجہ ابونصر پارسا قدس سرہٗ منبر پر تشریف لائے اور وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا کہ حدیث نبوی علی قائلہا الصلوٰۃ والسلام ہے کہ جب تک کسی قوم میں استغفار کرنے والے رہیں گے وہ قوم ان کی برکت سے محفوظ رہے گی۔ حضرت خواجہ علاؤالدین

marfat.com

Marfat.com

مجدد وانی استغفار کرنے والوں میں سے تھے۔ ان کی برکت سے ہم امن وامان میں تھے اب انہوں نے انتقال فرمایا ہے اور ہم خطرے میں ہیں۔ مولانا میر نے یہ نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ استغفار کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کا ظاہر شریعت کے مطابق ہو۔ جن کے تمام اقوال وافعال حق تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہوں اور جن کا باطن حق سبحانہٗ کے علاوہ ہر چیز سے خالی ہو۔

نسمہ ۱: آپ نے ارشاد فرمایا کہ طالب طریقت کو چاہیئے کہ عمل کو محبوب رکھے اور نتیجہ کی فکر نہ کرے۔ اس لیے کہ عمل کے بہت سے نتیجے ممکن ہیں اسے چاہیئے کہ نتیجۂ عمل ظاہر نہ ہونے سے دل برداشتہ نہ ہو اور عمل نہ چھوڑے۔ اس لیے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کسی پر عمل کا نتیجہ جلد ظاہر فرما دیتے ہیں اور کسی پر دیر سے عمل کرنے والے کے پیش نظر تو بس مشائخ طریقت کی پیروی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہونی چاہیئے۔

حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے کوئی سنت بھی کسی کو پہنچے تو اسے چاہیئے کہ اسے ہمیشہ بجالائے یا کم ازکم ہفتہ میں ایک بار یا ایک ماہ میں ایک بار یا سال میں ایک بار ورنہ عمر میں کم از کم ایک بار تاکہ آنحضرتؐ کی سنت کی کسی درجہ میں بجا آوری ہو سکے۔

نسمہ ۱: آپ نے ارشاد فرمایا کہ عارف رومی قدس سرہٗ نے جو ایک جگہ پر کہا ہے

من با ہفتاد و دوملت یکے ام

کہ میں ان بہتر فرقوں میں ایک ہوں وہ یہی مقام ہے کہ جہاں سالک کی نظر سے اس کی ہستی بالکل فنا ہو جاتی ہے اور اس کی نظر میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کچھ نہیں رہتا مختلف مذاہب حق تعالیٰ کے مختلف صفات وشیون کا ظہور ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حق سبحانہٗ کے شیون وصفات سالک کے شیون وصفات بن جاتے ہیں چنانچہ عظیم عارف اور ہمارے مخدوم مولانا عبدالرحمان الجامی قدس سرہ السامی کا شعر ہے ؎

باہمہ خلق جہاں متفقم وزہمہ دیں ۔۔۔ مذہب عشق تو شُست ازدل من نقش خلاف

لہ اس مضمون کی تائید آیت کریمہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (الانفال : ۳۳) سے ظاہر ہے۔ (اشرف)

marfat.com

Marfat.com

(دنیا کی تمام مخلوق سے میں ہر دین میں متفق ہوں: تیرے عشق کے مذہب نے میرے دل سے ہر اختلاف کے نقش کو دھو دیا ہے)

نسمہ ۱۷ فرمایا کہ حضرت شیخ جلال الواعظ سے میں نے سنا فرماتے تھے۔ طالب طریقت اگر چاہے کہ اسے اللہ کے ساتھ حضور حاصل ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ تکلف کے ساتھ وہ دل سے تصور غیر کو دور کرے اور خود کو اسی حالت میں رکھے کہ غیر اللہ کو فراموش کرے اس کے بعد کہ اسے یہ حضوری حاصل ہو جائے پھر متوجہ ہو اور یہ حالت پیدا کرے کہ اس حضوری سے اسے مزاحمت نہ ہو۔ ان کے بعد کوشش کرے کہ اس حضوری میں رسوخ اور پختگی پیدا ہو اس کے بعد چاہیئے کہ اپنے اندر ایسی حالت پیدا کرے کہ اس حضوری کا بھی شعور نہ رہے۔

نسمہ ۱۸ ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ جلال الدین کو فرماتے ہوئے یہ بھی سنا کہ اخلاق کے معنی یہ ہیں کہ برائی کے بدلہ میں بھی نیکی کرے جیسا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

(آپ بلاشبہ بلند اخلاق پر ہیں) (القلم آیت ۴)

اس میں اسی طرف اشارہ ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ جنگ اُحد میں ادھر تو کفار نے آنحضرت ؐ کے دندان مبارک کو شہید کر ڈالا اور ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دُعا فرما رہے ہیں

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ نہیں جانتے)

نیز فرمایا کہ شیخ جلال ؒ سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ ان بزرگوں کی اصطلاح میں دیوانہ اسے کہتے ہیں کہ جسے مقام جمع حاصل ہو جائے۔

نسمہ ۱۹ ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا سعدالدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سلسلہ کی یہ نسبت ایک ایسے پرندہ کی طرح ہے جو عالم قدس سے اڑ کر آدمی کے جال کے پاس آیا ہے اس آدمی کو چاہیئے کہ اس وحشی پرندہ کو اپنے عمل کے جال میں پھنسائے۔ اگر اس کے عمل میں ہمیشگی نہ ہوگی تو یہ پرندہ پھر اپنی اس عالم قدس کی دنیا میں چلا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

نسمہ :- ارشاد فرمایا کہ ہرات میں شیخ الاسلام احمد تفتازانیؒ اور دیگر اکابرین علماء نے یہ حکم دیا کہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصنیفات کا کوئی شخص درس نہ دے۔ حضرت مخدوم مولانا جامیؒ نے جب یہ خبر سنی تو ایک شخص کو شیخ الاسلام کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ ایسا ایسا سننے میں آیا ہے کہ آپ نے حضرت شیخ ابن عربیؒ کے کلمات شریفہ اور تصنیفات لطیفہ کو خلاف شرع قرار دیا ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ ایک مجلس منعقد کریں جس میں تمام علماء جمع ہوں اور میں شیخ ابن عربیؒ کے ارشادات بیان کرتا ہوں۔ اگر ان باتوں میں بال برابر بھی کوئی بات خلاف شرع ہو تو مجھ پر جرمانہ عائد کریں۔ شیخ الاسلام نے جب آپ کی یہ بات سنی تو معذرت کی اور فرمایا ہمیں نہ معلوم تھا کہ شیخ ابن عربی کی باتیں عقل اور شریعت کے مطابق ہیں۔ غالباً ہمیں ان کی سمجھ کی قوت نہیں ہے۔ حضرت مخدوم مولانا جامیؒ نے شیخ الاسلام کی اس معذرت کو قبول فرمایا لیکن ساتھ ہی یہ شعر بھی ارشاد فرمایا۔

زد شیخ شہر طعنہ بر اسرار اہل دل
اَلْمَرْءُ لَا یَزَالُ عَدُوٌّ لِّمَا جَھِلَ

" شہر کے شیخ نے اہل دل صوفیہ کے اسرار پر طعن کیا ہے۔ انسان ہر اس چیز کا دشمن ہوتا ہے جسے وہ نہیں جانتا۔"

(۲) شیخ عبداللہ ادہمی رحمۃ اللہ علیہ :-

آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے اصحاب میں سے تھے۔ اس سلسلہ سے محبت کرنے والے ایک فاضل کے رسالہ میں اس عاجز نے دیکھا کہ حضرت خواجہ کے آستان قبول کی رسائی سے قبل حضرت شیخ عبداللہ ادہمی حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے مزار منبع الانوار کے مجاوروں میں سے تھے اور حضرت خواجہ کی روحانیت نے آپ کی بعض مشکلات دور کرنے میں بڑی مدد فرمائی تھی اور بعض اوقات آپ کو یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت خواجہ کی قبر شریف شق ہوئی۔ حضرت خواجہ باہر تشریف لائے اور آپ کو ان کی صحبت حاصل رہی اور آپ بے خود ہو گئے ؎

سایہ پیدا گردد ار مہر از سحاب آید بروں شخص گم کردند چوں رخ از نقاب آید بروں

marfat.com
Marfat.com

(اگر سورج بادل سے نکل آئے تو سایہ غائب ہو جاتا ہے۔ جب محبوب
کے چہرے نقاب اٹھ جائے تو محب بےخود اور گم ہو جاتا ہے")
ایسے کامل پیر کی روحانی تربیت کے باوجود آپ حضرت خواجہ احرار کے آستانہ کی طرف
لپکے اور یہاں بھی بہت سی عنایات اور شفقتیں حاصل کیں پھر حجاز کی طرف سفر اختیار فرمایا۔
وہاں سے انطاکیہ تشریف لے گئے اور ۹۳۶ھ میں وہاں انتقال فرمایا۔

(الف) حضرت امیر احمد رحمۃ اللہ علیہ: آپ حبشی سید تھے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کی صحبت حاصل کی تھی حضرت شیخ عبداللہ الہیؒ کے ساتھ آپ نے حجاز کا سفر کیا اور انہی کی خدمت میں تصوف کے مدارج سیر الی اللہ کی بھی تکمیل کی۔ حضرت شیخ عبداللہ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے کئی سال تک لوگوں کی روحانی تربیت فرمائی اور بالآخر قسطنطنیہ میں جو استنبول کے نام سے مشہور ہے انتقال فرمایا آپ کی عمر ستر سال تھی سلطان محمد غازی کے پہلو میں آپ ابدی آرام فرما رہے ہیں رحمہ اللہ سبحانہٗ۔

(ب) حکیم چلپی و محمود چلپی رحمہما اللہ تعالیٰ سبحانہٗ: یہ دونوں بزرگ حضرت امیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور اجازت یافتہ تھے اور حضرت امیر احمد کے بعد طالبان طریقت کی تلقین و تربیت فرمائی۔

(ج) شعبان آفندی رحمۃ اللہ علیہ: آپ صاحب نسبت حضرت حکیم چلپی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے۔

(د) مولانا حافظ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مولانا شیخؒ نے اپنے مجموعہ میں لکھا ہے کہ آپ ہمارے حضرت خواجہ کے کبار اصحاب میں سے تھے صاحب اشراف و کشف تھے۔ وہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ لوگ جب حضرت خواجہ کلاں کی والدہ کو دفن کرکے لوٹنے لگے ہمارے حضرت خواجہ اُن مرحومہ کی قبر کے سرہانے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور میں دیکھ رہا تھا کہ دو فرشتے (منکر نکیر) آئے لیکن جب ان فرشتوں نے حضرت خواجہؒ کو اس حالت میں دیکھا تو وہ ایک دوسرے

marfat.com
Marfat.com

کی طرف دیکھنے لگے اور واپس چلے گئے۔

(۳) مولانا سید علی عماری رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے خاص مرید اور منظور نظر خادم تھے کئی سال تک حضرت کے صاحبزادگان کی تعلیم میں مصروف رہے۔ حضرت خواجہ کے انتقال کے بعد قزوین تشریف لے گئے اور وہاں سکونت اختیار فرمائی۔ وہاں طالبانِ طریقت کی تربیت میں مشغول ہوگئے اور بے شمار بندگان خدا کو فیض یاب فرمایا یہاں آپ کے کمالات کا جب شہرہ ہوا تو آپ کے مخالف حسد کی آگ سے جلنے لگے۔ یہاں تک کہ انہی مخالفین میں سے ایک نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ یہ اندوہناک واقعہ ۹۲۵ھ میں پیش آیا بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت مولانا کو اس شہادت کے واقعہ کا پہلے سے علم ہوگیا تھا۔ آپ کو عماری اس لیے کہا جاتا تھا کہ کردستان میں عمار ایک قریہ ہے جس سے آپ کا تعلق تھا۔

(الف) قاضی علی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ: آپ مولانا سید علیؒ کے خاص مریدوں میں سے تھے ان سیف الدینی سادات سے آپ کا تعلق تھا جو قدیم زمانہ سے انتہائی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے قزوین میں آپ تاحیات قاضی رہے اور وہیں شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے قریب دفن ہوئے۔

(ب) شیخ ابو سعید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ: آپ مولانا سید علی عماریؒ کے خاص مرید اور حضرت شیخ ابو یزید فحالی کے نواسے تھے جن کا سلسلہ تین واسطوں سے اپنے زمانہ کے عظیم شیخ حضرت رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس اللہ اسرارہم تک پہنچتا ہے۔ آپ چند سال قزوین میں مسند ارشاد پر فائز رہے اور بہت سے لوگوں کو فیض یاب فرمایا یہاں تک کہ ۹۳۱ھ میں وصال فرمایا اور وہیں حضرت شیخ احمد غزالی کے پہلو میں مدفون ہوئے رحمہم اللہ۔

(ج) مولانا شاہ علی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی مولانا سید علی عماریؒ کے بلند مرتبہ مرید تھے ایک دن حضرت مولانا

marfat.com
Marfat.com

نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ ان دو پہاڑوں کے درمیان شاہ علی جیسا انسان پیدا نہیں ہوا۔ یہ دو پہاڑ قزوین کے دونوں جانب تھے اور ان کے درمیان دس فرسنگ کی مسافت تھی سنہ ۹۰۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ دارکین میں حضرت ابراہیم ستبنہ کی قبر کے نزدیک آپ کا مزار مبارک ہے۔ یہ حضرت ابراہیم جن کا ذکر نفحات میں بھی ہے —— سلطان العارفین حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہ کے اصحاب میں سے تھے۔

(د) قاضی مبرک خالدی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی مولانا سید علی عماری رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کبار میں سے تھے۔ آپ صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ چونکہ آپ کا قبیلہ نامور خاندان عالیہ خالدیہ تھا جو ہمیشہ صاحب جاہ وجلال رہا تھا ظالم قزلباش نے آپ کے خاندان والوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو حضرت مولانا نے وہاں سے راہِ فرار اختیار کی اور مولانا صنع اللہ کوزکنانی (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے) کی خدمت میں تبریز تشریف لائے اور اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے یہاں سے آپ قزوین تشریف لے گئے اور مولانا سید علی عماری سے تربیت حاصل کی۔

مولانا کے وصال کے بعد کئی سال تک آپ نے طالبانِ طریقت کی تلقین و تربیت فرمائی یہاں تک کہ ۹۶۹ھ میں آخرت کا سفر اختیار فرمایا رحمہ اللہ سبحانہ۔ قزوین کے پرانے قبرستان میں حضرت حسین بن علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہم کے قریب آپ کا مزار مبارک ہے

(ر) مولانا عبداللہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا سید علی عماری کے منظور نظر مرید تھے۔ طریقت کی ابتداء میں آپ کے شیخ زاہد گیلانی تھے۔ پھر جب مولانا سید علی قزوین تشریف لائے تو آپ ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کا سلسلہ اختیار فرمایا اور یہاں سے بہت کچھ حاصل کیا ۹۱۵ھ میں سفر حجاز کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن حج میں نہ پہنچ سکے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اس آیت کریمہ میں جس بشارت کا ذکر ہے اس سے نوازے گئے رحمہ اللہ سبحانہ۔ قرآن مجید میں بشارت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط (النساء: ۱۰۰)

(اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھر پائے اس کو موت پس تحقیق پڑا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ) نسار آیت ۱۰۰)

(۳) **مولانا حکیم یقینی رحمۃ اللہ علیہ:** آپ بھی حضرت مولانا سید علی کے مریدوں میں سے تھے۔ ہمیشہ دل کی آگہی اور سکر و بیخودی کے آثار آپ کو حاصل تھے قزوین میں انتقال فرمایا اور خیر نساج کی قبر کے نزدیک مدفون ہوئے رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

(۴) **مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ:** چونکہ ہمارے حضرت (مجدد الف ثانیؒ) کا سلسلہ ارادت حضرت خواجہ احرارؒ کے تمام اصحاب میں انہی حضرت مولانا محمد زاہد سے ملتا ہے اور مقالۂ ثانیہ انہی کے بیان میں ہے تو ان کا ذکر اور ان کے حالات انشاء اللہ وہاں آئیں گے۔

(۵) **خواجہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ:** آپ بھی حضرت خواجہ احرارؒ کے اصحاب میں سے تھے۔ خواجہ رشید الدین کی اولاد میں تھے جو عظیم حنفی مجتہد امام حافظ الدین بخاری کی اولاد میں سے ہیں۔ رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

خواجہ رشید الدین کے والد خواجہ شجاع چنگیزی حملہ کے پُر آشوب دور میں مغلستان چلے گئے تھے۔ خواجہ رشید الدین کی وہیں ولادت ہوئی اور وہاں کے مغل آپ ہی کی کوششوں کی برکت سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت خواجہ احرار کے دور میں خواجہ تاج الدین تحصیل علم کی غرض سے ماوراء النہر تشریف لائے تھے اور مولانا علی عمران طوسیؒ کے شاگرد ہوئے تھے چونکہ مولانا طوسی حضرت خواجہ احرار کے دوستوں میں سے تھے تو اسی تعلق سے خواجہ تاج الدین کو بھی حضرت خواجہ احرارؒ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا حضرت خواجہ نے آپ کو بہت پسند فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ شروع میں جب میں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو لقمہ کی احتیاط نہ برتا کرتا۔ اچانک ایک دن آپ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ مشتبہ لقمہ سے بچنا لازم

marfat.com

Marfat.com

اور مزدوری ہے میں نے حاضرین مجلس پر ایک نظر ڈالی تو اپنے سوا کسی کو ایسا نہ پایا جس پر یہ بات پوری طرح صادق آتی ہو۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ تنبیہہ مجھ ہی کو ہے اس کے بعد سے میں نے عہد کر لیا کہ ادھر ادھر کے مشتبہ کھانے سے گریز کروں گا۔

حضرت خواجہ تاج الدین نے متعدد سال حضرت خواجہ کے آستانہ پر گزارے حضرت خواجہ کی بڑی شفقتیں آپ پر رہیں۔ کاشغر کے علاقہ طرفان جانے کی حضرت خواجہ نے آپ کو اجازت دی۔ یہاں کے حاکم نے آپ کی یہاں آمد کو پسند کیا اور آپ کو اور آپ کے صاحبزادگان کو سہولتیں بہم پہنچائیں۔ یہاں ایک مخلوق آپ سے مستفید ہوئی۔ یہیں آپ کا انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶) امیر عبد اللہ یمنی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حدود یمن میں حاکم تھے اچانک آپ کو جذبہ ہوا اور آپ حکومت چھوڑ کر مجاہدہ میں مشغول ہو گئے بڑی کوشش اور جستجو کے بعد اللہ پاک نے آپ کو توفیق دی اور آپ حضرت خواجہ احرار کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ کی بیعت اور اتباع کی برکت سے آپ کو بلند مرتبے حاصل ہوئے۔ ستر سال کی عمر کو پہنچ کر آپ کا انتقال ہوا۔ میر محمد باقر آپ کے فرزند تھے۔

(۷) شیخ عیان گازرونی رحمۃ اللہ علیہ: صاحب دوائر نے آپ کو بھی حضرت خواجہ احرار کے بلند مرتبہ اصحاب میں شمار کیا ہے مولانا فخر الدین نے رشحات میں حضرت خواجہ احرار کی ایک کرامت کے بیان کے ذیل میں فرمایا کہ شیخ بیان کے صاحبزادے شیخ عیان گازرون کے خطبار کے طبقہ سے تھے۔ طالب علم تھے عراق سے خراسان آئے اور ہرات میں کچھ قیام کیا۔ پھر سمرقند تشریف لے گئے اور تقریباً ایک سال اور چند ماہ حضرت خواجہ کی آستان بوسی کے شرف سے مشرف رہے۔ الیٰ آخرہ۔

(۸) مولانا اسمٰعیل شروانی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ احرار کے اصحاب میں سے تھے اور مکہ معظمہ کے مجاور تھے کہ

marfat.com

Marfat.com

(اللہ پاک اس کے شرف وعزت کو بڑھائے) بعض بزرگوں کی تحریر سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ مولانا اسمٰعیل شروانی ان مولانا اسمٰعیل ثالث سے مختلف تھے کہ جن کے متعلق صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کے بعد وہ حجاز چلے گئے تھے اور مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ اور اسی مقدس مقام پہ انتقال فرمایا۔ انتہی۔

کیونکہ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اسمٰعیلؒ نے صاحب رشحات کے عہد میں انتقال فرمایا اور مولانا اسمٰعیل شروانی ۹۵۰ھ تک اس مقدس جگہ تھے۔ خواجہ عبدالہادی کے فرزند خواجہ قاسمؒ آپ کی خدمت میں پہنچے تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ میرزکریاؒ جو بہت بڑے محدث اور درویش تھے اور ۹۹۰ھ میں جن کی وفات ہوئی وہ ان مولانا اسمٰعیل کے شاگردوں میں سے تھے جیسا کہ مولانا علی القاری الہروی الحنفی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جو آپ کی انتہائی معتبر اور عظیم تصنیف ہے اس کے دیباچہ میں اپنے اساتذہ کے بیان میں لکھا ہے۔

منھم زبدۃ الفضلاء وعمدۃ العلماء مولانا سید الزکریا تلمیذ العالم الربانی مولانا اسماعیل الشروانی من اصحاب قطب العارفین وغوث السالکین خواجہ عبیداللّٰہ السمرقندی احد اتباع خواجہ بہاء الدین النقشبند روح اللّٰہ روحھما وارزقنا فتوحھما

(ان میں سے زبدۃ الفضلاء عمدۃ العلماء مولانا سید زکریا تھے جو عالم ربانی مولانا اسمٰعیل شروانی کے شاگرد تھے اور یہ مولانا اسمٰعیل شروانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے متبعین میں کے قطب وغوث خواجہ عبیداللہ سمرقندیؒ کے اصحاب میں سے تھے اللہ پاک ان دونوں بزرگوں کی ارواح کو تازگی عطا فرمائے اور ان کی فتوحات سے ہم کو بھی حصہ عطا فرمائے)

میر عبدالحیؒ نے اپنے رسالہ میں میرزکریا کو ان مولانا اسمٰعیل کا مرید لکھا ہے۔ مختصر یہ کہ اس جگہ مولانا اسمٰعیل سے کثیر مخلوق نے فیض حاصل کیا۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ شیخ علی بن حسام الدین ہندی المعروف بہ متقی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے عالم و درویش تھے انہوں نے تمام دیگر سلسلوں کے مقابلہ میں التزام عزیمت و اتباع سنت کی بناء پر سلسلۂ عالیہ

marfat.com

Marfat.com

نقشبندیہ کو جو پسند فرمایا تھا انہوں نے مولانا اسمٰعیل ہی سے ان اکابر کا طریقہ اخذ کیا تھا۔
نیز بعض فضلار کی تالیفات سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ شیخ سلیم فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا اسمٰعیل سے اس جگہ مستفید ہوئے تھے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ عالیہ کے عظیم بزرگوں میں سے تھے غجدوان میں سکونت اختیار کی تھی۔ حددرجہ منکسر المزاج تھے اور انتہائی فقرو فاقہ کی زندگی گزارتے تھے خود کپڑے سیتے اور خود انہیں فروخت کیا کرتے اور اس طرح اپنا اور اہل خانہ کا پیٹ پالتے آپ شیخ بہلول کے مرید تھے اور شیخ بہلول حضرت خواجہ احرار کے اصحاب میں سے ایک کے مرید تھے۔ رحمہم اللہ۔

(۹) سید بابا خواجہ و سید محمد خواجہ رحمہما اللہ تعالیٰ: یہ دونوں بزرگ رشتہ میں بھائی ہیں اور حضرت سید اتا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد۔ دونوں خوارزم سے نکلے اور حضرت خواجہ احرار کے آستانہ پہ پہنچے۔ آپ کی صحبت کی برکت اور شفقت سے حصہ پایا اور وطن لوٹے۔ سید بابا نے عجب دیوانگی و شیدائی کے عالم میں صحراؤں میں زندگی گزاری اور سید محمد خواجہ نے شہر مرو اور ابیورد میں اس نور ہدایت کے ساتھ اپنی زندگی کو منور و روشن کیا۔

خواجہ جمال الدین المعروف بہ خواجہ دیوانہ رحمۃ اللہ علیہ سید اتا کی اولاد سے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام سید پاشا تھا۔ سید بابا خواجہ کے ساتھ ان سید پاشا کا تعلق پیر و مرشد کا تھا۔

چنانچہ یہ سید پاشا اپنے صاحبزادے کے لیے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خواجگان سلسلۂ شریفہ نقشبندیہ سے آپ کو حصہ ملا ہے ان صاحبزادے کو بھی اس کا کچھ حصہ مل جائے تو بہتر ہو۔ چنانچہ حضرت نے توجہ فرمائی۔ سید بابا خواجہ کے بعد ان کے بھائی سید محمد خواجہ کی نظر عنایت بھی ان پر رہی یہ بخارا میں حضرت خواجہ محمد اسلام المعروف بہ خواجہ جوبیار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی حاضر ہوئے اور ان کی عنایات و توجہ کا مرکز رہے۔ نیز اندخو کے اطراف میں بابا چوپان کے آستانہ پر بھی حاضری دی اور مستفید ہوئے یہ بابا چوپان انتہائی عمر رسیدہ اولیاء میں

marfat.com
Marfat.com

سے ہوئے ہیں۔ سلسلۂ عالیہ کبرویہ اور اپنے آباؤاجداد کے سلسلۂ جہریہ وعشقیہ سے بھی آپ کو حصہ ملا آپ ہندوستان بھی تشریف لائے اور شہر سورت میں دریائے شور کے ساحل پر بندرگاہ جو حاجیوں کی گزرگاہ ہے آپ نے سکونت اختیار فرمائی اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ سو سال کی عمر کے بعد آپ صاحب اہل وعیال ہوئے۔ آپ کے وہ فرزند جو آپ کے مزار مبارک کے مجاور ہیں یہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر جب ایک سو تیس سال ہوئی تو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور یہ واقعہ رحلت ۵ صفر ۱۰۱۶ھ کو پیش آیا۔

آپ بڑے صاحب جذبہ وکرامات تھے آپ کی بعض کرامات کو آپ کے صاحبزادگان اور مریدوں نے جمع کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے شیر خوارگی کے ایام میں شاہ بیگ خان کے قتل کے باعث بڑا فتنہ برپا تھا۔ حضرت خواجہ اس وقت چند ماہ کے بچے تھے اور جنگل میں پڑے ہوئے تھے۔ تو جنگل میں ہرنی آپ کو دودھ پلایا کرتی آپ کی ایک کرامت یہ بیان کرتے ہیں کہ عظیم خوارزمی حکمران شاہ قلی سلطان جو بہت بڑے صاحب علم اور درویش تھے بیان کرتے ہیں کہ میں بخارا میں حضرت قاسم شیخ کرمینی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ تیرا ہندوستان جانے کا ارادہ ہے کہ وہاں تیری کسی درویش سے ملاقات ہوگی جس کی خدمت کرنا تیرا ارادہ ہے۔ آ ان کی خدمت میں چل اور پہلے اپنی ارادت درست کرلے اس ارادہ کو میں نے حضرت عزیزان کے ایک خلیفہ جو ابوغ میں تھے ان سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا تم ہندوستان میں طویل قیام کرنا۔ تمہاری ارادت اور حصہ دہیں موقوف ہے میں جب ہندوستان آیا تو برہان پور میں خواجہ دیوانہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اس سے قبل کہ میں بیعت ہونے کا ارادہ ظاہر کروں آپ نے فرمایا حضرت سلطان کرمینہ نے تمہاری ارادت ہم پر موقوف رکھی ہے یہ بات نہ بھولنا۔ میری آنکھوں میں آنسو تھے اس حالت میں آپ کی ارادت کے شرف سے میں مشرف ہوا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ کے انتقال کے بعد آپ کی قبر شریف میں ایک سوراخ روشندان کی طرح ظاہر ہوا۔ آپ کے صاحبزادگان اور عقیدتمندوں نے چاہا کہ آپ کی ہڈیوں کو وہاں سے منتقل کر دیں لیکن وہاں انہیں کچھ نہ ملا رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

آپ کے فرزند ارجمند خواجہ ابوالحسن اب آپ کے جانشین ہیں۔ حسن خلق اور فضائل سے

marfat.com

Marfat.com

باوجود تقویٰ و نسبت اولیاء سے بہرہ ور۔ ایک مرتبہ بغیر کسی سواری اور زادِ راہ کے نکل گئے۔ انتہائی بے تکلفانہ انداز میں کشتی میں بیٹھے اور حرمین محترمین (زاد اللہ شرفہما) کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہے۔

حضرت خواجہ دیوانہ ؒ کے ممتاز خلفاء میں ایک خلیفہ فانی ہیں جو آجکل دارالاسلام بلخ میں طالبان طریقت کی اصلاح و تربیت میں مشغول ہیں اور ہر شب جمعہ اور پیر کی رات عربوں کے طریقہ پر مولود پڑھتے ہیں اور درمیان میں عربی اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔

(۷) مولانا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت خواجہ احرارؒ کے اصحاب میں سے تھے حضرت حسن لما رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے کہ جن کا نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ سالک یقینی حضرت قاسم شاکرمینی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا قریبی رشتہ تھا اور ان سے آپ نے بہت فیض حاصل کیا تھا شیخ مذکور کے جامع ملفوظات لکھتے ہیں کہ مولانا حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ کی تربیت و صحبت کی برکت سے تکمیل کو پہنچے تھے نیز تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے ایک بار اپنے چچا ترکستان شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ولایت مآب ہدایت اکتساب مولانا خراسان کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ جب دریائے گوہک سے گزرے اور یادہ مقام پر پہنچے تو حمیدالدین صوفی جو مقبولین میں سے تھے اور کافی معمر تھے راستہ میں پیچھے رہ گئے آپ نے ایک شخص کے پاس جو بر سرِ راہ تھا زیر دیوار کچھ دیر توقف فرمایا اور وہاں ٹھہرے جب مولانا کی خدمت میں پہنچے اور ان کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی تو مولانا مراقب ہو گئے۔

ہمارے شیخ بھی آپ کے ساتھ مراقب ہوئے اس مراقبہ میں ہمارے شیخ نے دیکھا کہ وہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود ہیں آپ نے پوری پوری توجہ صرف فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کا خوب خوب مشاہدہ کیا جب بھی حلیہ مبارک کا استحضار کرتے وہ دولت بدرجہ کمال سامنے آجاتی۔ اس وقت ایک درویش نے آپ کے زانو پر ہاتھ مارے اور کہا کہ دیکھو تجھے بلند نہ آئے۔ ہمارے شیخ کو اس سے سخت اذیت پہنچی۔ اسی دوران حضرت مولانا نے بھی مراقبہ سے سر اٹھایا اور ہمارے شیخ سے فرمایا تمہارا اتنا

marfat.com
Marfat.com

ہی حصہ تھا۔ اس کے بعد مولانا نے پوچھا کہ گذشتہ رات تم کہاں تھے ـــــ انہوں نے فرمایا اپنے چچا ترکستان شیخ کے پاس۔ حضرت مولانا نے پوچھا تم کس راستہ سے آئے۔ انہوں نے فرمایا یا وہ گراں کے راستہ سے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ فلاں دیوار کے نیچے تم کیوں رُکے تھے۔ انہوں نے وجہ بتائی۔ اس وقت مولانا نے فرمایا کہ رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ یا وہ گراں کے راستہ سے میرے پاس آرہے ہیں اور ان لوگوں پر سبز علم کا سایہ ہے کہ جو علم ہمارے آباؤ اجداد کا ہے اور ان لوگوں نے کچھ دیر اس دیوار کے نیچے توقف کیا ہے اور وہاں ٹھہرے ہیں۔ میں نے جتنا دیکھا تم ہی لوگوں کو وہاں پایا کہ تم ہمارے طبقہ کے لوگ ہو۔ بہر حال اللہ کا شکر ہے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا وہ غلط نہ تھا۔

قاسم شیخ کرمینی رحمۃ اللہ علیہ: آپ نے زیادہ تر مشائخ جہریہ یسویہ سے استفادہ کیا ہے رحمہم اللہ سبحانہٗ

حضرت قاسم شیخ اسی سلسلۂ جہریہ یسویہ کے رائج کرنے والے ہیں۔ اس طرح ان کا ذکر ہماری دوسری کتاب صفحات الانوار میں آتا جو ہم نے دوسرے سلسلوں کے بزرگان کے حالات میں لکھی ہے لیکن چونکہ حضرت قاسم شیخ نے مولانا خراسان سے بھی استفادہ کیا ہے اور آپ مخدوم اعظم مولانا خواجگی الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بہرہ ور ہوئے ہیں نیز ایک مخلص نے اصرار کیا کہ یہ کتاب بھی ان کے ذکر سے خالی نہ رہے ان وجوہ کی بنا پر اس کتاب میں بھی ان کا مختصر ذکر کر دیتے ہیں اور اگر خدا کا کرم شامل رہا تو ہماری کتاب صفحات الانوار میں ان کا تفصیلی ذکر آئے گا (انشاء اللہ)

آپ کا لقب جو آپ کے اخلاص کیش احباب کی زبان پر عام تھا وہ حضرت عزیزان ہے آپ کی صورتاً نسبت حضرت حسن اتا سے ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ ۹۱۳ھ میں آپ کی ولادت با سعادت ہوئی۔ اٹھارہ سال کی عمر تھی کہ "قطب زمان خواجہ مولانا نوری نور اللہ مرقدہٗ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نو دس سال آپ کی خدمت بابرکت میں رہے۔ بہت باطنی فیض حاصل کیا اور بڑے مجاہدے کیے۔ حضرت مولانا نوری کے انتقال کے بعد مولانا دلی و شیخ عبدالحق جہری و خدایداد شیخ رحمہم اللہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے

marfat.com

Marfat.com

اور ان بزرگوں سے بھی فیض حاصل کیا۔

نیز جیسا کہ ذکر ہوا آپ مولانا خراسان کی خدمت کے شرف سے بھی مشرف ہوئے اور مولانا معظم خواجگی دہبیدی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے لوگوں کا بیان ہے کہ آپ میں اور مولانا خواجگی مذکور کے عظیم خلیفہ خواجہ محمد اسلام المعروف بہ خواجہ جوبیار میں بڑا کامل ارتباط واتحاد تھا اور دونوں بزرگوں کا طریقہ تھا کہ بعض طالبانِ طریقت کو اگر ضرورت سمجھتے ایک دوسرے کے پاس بھیج دیا کرتے حضرت عزیزان کے ایک مخلص بزرگ تحریر فرماتے ہیں کہ جن ایام میں یہ مولانا ولی کے پاس تھے انہوں نے مراقبہ میں دیکھا کہ ایک عظیم درویش اپنا نیلگوں رومال انہیں سر پہ پہنا رہے ہیں آپ نے جب مولانا ولی قدس سرہ سے اس کا ذکر کیا مولانا نے فرمایا کہ ایک ترک درویش نے ایک طالب طریقت کے جب بہت سے عجیب واردات کا حال سنا تو فرمایا۔ سین کودکینگ ایتارسن اگر گورکا تمیز اتیاک اوبایت بولور۔

حضرت عزیزان کو آپ کی یہ بات سن کر اضطراب کی کیفیت پیدا ہوئی۔ مولانا ولی نے اس وقت مراقبہ میں دیکھا کہ قریہ میانکال میں ایک درویش ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک عظیم بادشاہ نے اتنے بڑے لشکر کے ساتھ جس کا شمار مشکل ہے فلاں مقام پر پڑاؤ ڈالا ہے اور مجھے آپ کو بلانے کے لیے بھیجا ہے۔ مولانا ولیؒ نے فرمایا ہم فقیر درویش لوگ ہیں عظیم بادشاہوں کے دیکھنے سے ہمیں کیا کام۔ اس درویش نے کہا اگر آپ نہ جائیں گے تو وہ بادشاہ آپ کو دیکھنے آجائے گا۔ مجبوراً مولانا چل پڑے۔ دیکھا کہ ایک وسیع میدان میں ایک بہت بڑے لشکر نے پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور بے شمار خیمے نصب ہیں۔ آپ جب اس بادشاہ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اس تخت پر حضرت عزیزان قاسم شیخ جلوہ افروز ہیں وہی نیلگوں رومال ان کے سر پہ ہے اور پوستین علی جسم پر۔ اگلے روز مولانا ولی معذرت کے لیے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ گذشتہ رات میں نے یہ واقعہ سن کر آپ سے جو کچھ کہا تھا اس سے مقصود آپ کی کوئی تحقیر یا تعریض نہ تھی۔ مجھے آپ کی بزرگی کا خوب علم ہے شاید آپ کو میری بات کچھ ناگوار ہوئی تھی کہ اتنی پاک ارواح کے لشکر کے ساتھ آپ خود یہاں تشریف لائے اب میں پوری طرح باخبر ہوں۔ طالبانِ طریقت کی صحبت آپ کو مبارک ہو

marfat.com

Marfat.com

الغرض ان کثیرالبرکت صحبتوں۔ ان شب بیداریوں خلوص نیت اور حسن مناسبت کے باعث حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو یگانۂ روزگار بنا دیا تھا ترک وتاجیک کے طالبان طریقت دور ونزدیک سے آتے اور آپ سے فیض یاب ہوتے تھے کرمینہ بلکہ بخارا اور اس کے مضافات سے بھی لوگ کثیر تعداد میں آپ کے پاس آتے توبہ کرتے اللہ کی طرف رجوع ہوتے اور ذکر ومراقبہ میں مصروف ہوتے تھے۔ ایک عظیم مخلوق آپ کی نظر کیمیا اثر کی برکت سے انتہا کی پستی سے اَوجِ کمال کو پہنچی۔ آپ سے بے شمار خوارق وکرامات ظاہر ہوئیں۔ آپ کے بعض بلند مرتبہ خلفاء نے ان کرامات کو جمع کیا ہے۔

آپ کی ایک کرامت یہ بیان کی ہے کہ ایک دن آپ گدھے پر سوار تنہا شہر سے صحرا کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ اس علاقہ میں چار مشہور ڈاکو ڈکیتی کی واردات کیا کرتے تھے کچھ صحرا نشین بکریوں کے ریوڑ والے اپنے جانور فروخت کر کے اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ رہے تھے کہ ان ڈاکوؤں کو ان صحرا نشینوں سے آپ کے ادھر آ نکلنے کا علم ہوا چنانچہ ان ڈاکوؤں میں سے ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور ڈانٹ کر کہا کہ جو کچھ مال ودولت سونا چاندی تمہارے پاس ہے فوراً نکالو۔ حضرت نے اپنا ہاتھ اس ڈاکو کی کمر میں ڈالا اور اس کو زمین پر گرا دیا۔ تین دوسرے ڈاکو اپنے اس ساتھی کی مدد کے لیے آگے بڑھے اور آپ پر پل پڑے آپ نے ان تینوں کو بھی جکڑ کر زمین پر گرایا اور ان کے پہلے ساتھی کے نیچے دبا دیا ان ڈاکوؤں میں سے ایک کی پگڑی آپ نے کھولی اور تینوں کو مضبوطی سے یکجا باندھ دیا۔ ان ڈاکوؤں نے آپ کی جب اتنی قوت اور طاقت دیکھی تو وہ سخت حیران ہو گئے اور عبرت کی تصویر بن کر آپ سے فریاد کرنے لگے کہ بزرگوار معلوم ہو گیا کہ آپ اللہ کے ولی ہیں۔ اس لیے کہ ہم میں سے ہر ایک اتنا طاقتور ہے کہ چند لوگ مل کر بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے آپ ہمیں کھولیں تاکہ ہم اپنے سر آپ کے قدموں میں ڈال دیں توبہ کریں اور آپ کے مرید ہوں۔ آپ نے انہیں کھولا۔ ان سب نے توبہ کی اور آپ کے مرید ہوئے۔

ان کرامتوں میں سب سے بڑی کرامت کہ متقدمین مشائخ سے بھی ایسی کرامت سننے میں نہیں آئی آپ کی وہ کرامت ہے جب ایک بار اہل توران کی ایک بلا وآفت

marfat.com

Marfat.com

نے مع درویشوں کی ایک جماعت کے اس سرزمین کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کے ساز و سامان کو تہس نہس کر دیا۔ اور اس عظیم کرامت نے وقت کے تمام مشائخ کے مقابلہ میں آپ کے امتیاز کے جھنڈے کو بلند کر دیا اور یہ ایک انتہائی نادر واقعہ ایک عجیب و ہیبت ناک معاملہ ایک انتہائی پُرسوز دردنامہ اور ایک حیرت افزا سرگذشت ہے۔

مختصراً یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ بخارا کے حکمران عبد اللہ خان اور سمرقند کے حاکم ابو الخیر سلطان کے درمیان جھگڑوں اور جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس سے دونوں جانب شہروں کی تباہی اور باہم مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ہاتھوں آزار کا سلسلہ چل پڑا۔ یہ دونوں حکمران حضرت عزیزان کے معتقد تھے چنانچہ قرآنی آیت اَلصُّلْحُ خَیْرٌ (صلح بہتر ہے) پر عمل کرتے ہوئے اور دونوں جانب کے امراء کے التماس پر آپ نے باہم صلح کی کوشش فرمائی۔ چنانچہ بخارا اور سمرقند کے درمیان ایک مقام پر آپ نے دونوں حکمرانوں کی مجلس کا انتظام فرمایا اور دوستی قائم فرما دی۔ کلام اللہ کو بیچ میں رکھ کر دونوں حکمرانوں نے قسم کھائی کہ وہ آئندہ ایک دوسرے سے بے وفائی نہ کریں گے نہ ایک دوسرے کا بُرا چاہیں گے۔

حضرت عزیزانؒ نے اس اتحاد اور بھائی چارہ کے رشتہ کو مزید مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ ایک دسترخوان پر دونوں کے کھانے کھلانے کا انتظام فرمایا دونوں کو اپنے اپنے علاقوں کے لیے رخصت فرمایا اور خود کرمینہ واپس آ گئے۔ یہ عہد اور صلح نامہ ۹۳ھ میں ہوا۔ دو سال تک حالات صلح نامہ کے مطابق رہے۔ دو سال سے کچھ زائد مدت کے بعد بخارا کے حکمران عبد اللہ خان کی نیت خراب ہوئی۔ کچھ شیطانی وسوسہ اور کچھ فانی دولت کے لالچ کے تحت اس نے نقض عہد کیا (عہد توڑ دیا) اور سمرقند کے حکمران ابو الخیر سلطان کو دعوت کے بہانہ اپنے پاس بلایا۔ سلطان ابو الخیر کے بعض بہی خواہوں نے اسے بخارا جانے سے منع کیا کہ اس دعوت میں بدعہدی اور بدنیتی کا اندیشہ ہے۔ لیکن سلطان کا اخلاص درست اور نیت صاف تھی۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت عزیزانؒ کی خدمت میں ہم دونوں نے کلام اللہ کو بیچ میں رکھ کر کوئی قسم کھائی ہو اور معاملہ اس کے برخلاف ہو جائے چنانچہ اپنے بہی خواہوں کو وہ یہ جواب دے کر بخارا چلا گیا۔

marfat.com

Marfat.com

جس کا اندیشہ عقادی ہوا اور عین دعوت والے دن عبداللہ خان کے بھائی عبداللہ سلطان نے سلطان ابوالخیر کو قتل کر دیا۔ قتل کا یہ واقعہ ۸۵۹ھ کے نصف رمضان میں ہوا۔ حضرت عزیزان کو جب اس اندوہناک واقعہ کی اطلاع ملی انہیں سخت رنج ہوا۔ اس رمضان کے اعتکاف میں روزانہ کئی بار جلال کے عالم میں زانو پر ہاتھ مارتے اور کہتے ہائے یہ کیا ہوا۔ عبداللہ نے یہ کیا کیا کہ بدعہدی اور خیانت کا مرتکب ہوا۔ نہ عہد کا پاس کیا نہ قسم کا خود کو جھوٹا بدعہد اور دھوکے باز ثابت کیا اور مجھے شرمندہ کیا۔ اگر میں نہ بولوں تو سینہ میں ایک درد اٹھتا ہے اور اگر بولوں تو ڈرتا ہوں کہ میرے وجود سے ایک آگ نکلے گی جو ایک عالم کو جلا ڈالے گی۔

ماہ رمضان المبارک گزرنے کے بعد آپ کا جو مخلص بھی جانے کے لیے آپ سے اجازت چاہتا آپ اس سے فرماتے کہ ہمیں ایک اہم سفر پہ جانا ہے۔ کہیں نہ جاؤ آپ کے جو معتقدین اس وقت وہاں موجود نہ تھے آپ نے ان کو بھی یہی پیغام بھجوا دیا کہ آجائیں ایک اہم سفر درپیش ہے آپ کے معتقدین و اصحاب اس نئی صورت حال سے سخت حیرت میں تھے اور آپ کے زانو پر ہاتھ مارنے اور یہ کلمات ادا فرمانے سے سخت خائف یہاں تک کہ نصف ذی قعدہ کو آپ نے درویشوں کو طلب کیا اور تصریح فرما دی کہ اس بدعہدی اور عبداللہ کے قسم توڑنے کی نحوست میں ماوراء النہر کے ساکنوں پر ایک عظیم بلاء آنے والی ہے ہم بھی اس عہد اور معاہدۂ صلح میں درمیان میں تھے۔ تو درویش اس بلاء کے بوجھ کے باربردار اونٹ ہیں اور ہم اس بلاء کو اپنے اور اپنے ساتھیوں پر لیتے ہیں۔

تو اے دوستو سفر آخرت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آپ کے سچے مخلص اور عاشق مریدوں نے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (ہم نے سنا اور تسلیم کیا) کہا اور سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ اچانک ایک دن آئے۔ ان کے حق میں فاتحہ پڑھی جو درجہ اجابت کو پہنچی۔ بعض حضرات نے ساتھ چلنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا تمہارے لیے حکم نہیں ہے۔ تم اور کچھ دن زندہ رہو دین کا کام کرو اور بچوں اور عیال کی نگہداشت کرو۔

جب اس بلاء کے ظاہر ہونے کی علامت ظاہر ہوئی تو حضرت عزیزانؒ نے فرمایا کہ گرشتہ

marfat.com

Marfat.com

بقا کے مسافروں کے کفن کے لیے بے رنگ وسفید کپڑا آیا ہے اور انہوں نے خانقاہ کے اوپر والے حصہ میں اس کا ڈھیر لگا دیا ہے آپ غیب بین نظر سے جس کے متعلق بھی دیکھتے کہ اس کے انتقال کا وقت قریب آ گیا ہے اسے طلب کرتے اس ڈھیر سے اس کا کفن نکال کر اس کے کندھے پر ڈالتے۔ فاتحہ پڑھتے اور آنکھوں سے عبرت کے چند آنسو آپ کے چہرۂ مبارک پر ڈھل آتے اور آپ فرماتے دینی بھائیو اور یقینی دوستو خاطر جمع رکھو ہم بھی ان سے ملنے والے ہیں اور یہ مصرع پڑھتے ؎

ہر جا رویم از پئے دوراں بہم رویم

(ہم جہاں بھی جاتے ہیں آسمان گردش سے ساتھ ہی جاتے ہیں)

جس درویش کو کفن ملتا وہ اسے اٹھاتا تنہائی میں ایک گوشہ میں جاتا وہاں ذکر ومراقبہ میں مصروف ہوتا اس کی روح پرواز کرتی اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملتا۔ اس کے درویش ساتھی جب اس کی نماز جنازہ اور کفن دفن سے فارغ ہوتے تو اس قافلہ سے دوسرا درویش اسی طرح رواں دواں نظر آتا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ کوئی روز وشب ایسا نہ تھا جس میں کم از کم تئیس درویش اپنے خالق حقیقی سے نہ جا ملے ہوں۔ اسی اثنار میں حضرت عزیزان کے ایک منظور نظر مرید پاوچی شیخ سبز جامہ زیب تن کیے آنکھوں میں سرمہ لگائے اور ایک خوبصورت عمامہ پہنے عجب مستی کے عالم میں پہنچے چونکہ یہ سیہ فام تھے حضرت عزیزان انہیں شفقت سے قلم کہا کرتے تھے اس روز حضرت نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا آج ہمارا قلم کیسا سجا بنا آیا ہے یہ سن کر پاوچی شیخ پر ایک عجیب مستی اور کیفیت کی حالت طاری ہو گئی فرمانے لگے میں کیوں نہ سجا بنا آؤں کہ آج میری عید قربان ہے میں اپنے حضرت پر قربان ہوں گا۔ حضرت عزیزان نے ان کی اس بات پر ایک چیخ ماری اور جتنے درویش وہاں موجود تھے سب مضطرب ہو گئے اسی وقت سب مراقب ہوئے اور پاوچی شیخ اسی مراقبہ میں قربان ہو گئے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

ابھی یہ ہنگامہ سرد نہ ہوا تھا کہ حضرت عزیزان کے ایک بلند مرتبہ مرید ملا صوفی مست اونٹ کی طرح جھومتے ہتھیلی پر سر رکھے خانقاہ کے دروازہ سے باہر آئے اور فرمانے لگے

marfat.com

Marfat.com

آج عصر کے وقت تک میں نے کتنے ہی درویشوں کو سپرد خاک کیا ہے۔ اب میرا سر بھاری ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اب میری باری آگئی ہے۔

سرم برتن گرانی میکند از رنج مخموری
همانا در سر آں نرگس مستانہ خواہم شد

(شراب کے نشہ سے میرا سر بھاری ہو رہا ہے۔ شاید میں محبوب کی آنکھوں میں سما گیا ہوں)

امید ہے آپ حضرات میری سلامتی ایمان کی فاتحہ پڑھیں گے اور نظر شفقت فرمائیں گے۔ حضرت عزیزان نے یہاں بھی ان کی یہ بات سن کر ایک چیخ ماری اور فرمایا بسم اللہ ہم بھی عنقریب تمہارے پاس پہنچتے ہیں۔ ملا صوفی نے متانہ انداز میں حضرت کی پائے بوسی کی کفن کے اس ڈھیر سے اپنا کفن اٹھایا اپنے کندھے پر ڈالا۔ خانقاہ سے آہستہ سے نکلے اور اس درخت کے نیچے مراقب ہو کر بیٹھ گئے جو خانقاہ سے باہر اہل اللہ کے ان راہنما کی نشست گاہ کے مقابل تھا۔ اپنی ابروئے مبارک کو اپنے پیر بزرگوار کی محراب بنایا اپنا منہ زمین پر رکھا اور اس دنیا سے رخصت ہو گئے رحمہ اللہ سبحانہ۔

حضرت عزیزان کے ایک چچازاد بھائی قاضی اختیار بخارا کے حاکم عبداللہ خان کے مقربین میں سے تھے۔ ان کو جب اس معاملہ کی اطلاع ہوئی وہ بخارا سے کرمینہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت عزیزان کے درویشوں میں سے ایک درویش انہیں ملے جن کے پاس قاضی اختیار کے لیے ایک مکتوب تھا جس میں تحریر تھا کہ تمہارے خان کی بدعہدی کی نحوست کے نتیجہ میں ماوراء النہر کے لیے جو مصیبت اور بلاء مکھ دی گئی تھی اس کو جھیلنے کے لیے ہم اپنے چند درویشوں کے ہمراہ آخرت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تمہیں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ جس درویش کے پاس یہ گرامی نامہ تھا انہوں نے اسے ایک جگہ رکھا اور خود دور فاصلہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے میں اس لیے تمہارے قریب نہیں آتا کہ ڈرتا ہوں میری گرمی اور آگ سے تمہیں نقصان نہ پہنچے۔ قاضی اختیار کے بعض ساتھی یہ بات سن کر ڈر گئے اور واپس لوٹ گئے۔ قاضی اختیار نے اس سفر کی رفاقت کو پسند کیا اور سرعت کے ساتھ

marfat.com

Marfat.com

حضرت عزیزان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
جب وہ خانقاہ کے دروازہ سے اندر آئے تو حضرت عزیزان نے فرمایا ہمیں بڑا دکھ ہے۔ حضرت ان کے ساتھ بڑی شفقت کے ساتھ پیش آئے اور پہلے جو مکتوب میں تحریر کیا تھا اس کا ذکر کیا۔ قاضی صاحب نے ساتھ رہنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا بات وہی ہے کہ آپکو ہم بوڑھی والدہ کی خدمت سپرد کرتے ہیں آپ واپس چلے جائیں اور ۱۸ ذی قعدہ دوشنبہ کے دن آپ نے قاضی صاحب کو رخصت کر دیا ذی قعدہ کی آخری تاریخ تھی اور بدھ کا دن کہ حضرت عزیزان کے برادر نسبتی اور بلند مرتبہ خلیفہ اورغ کا انتقال ہوا۔ حضرت عزیزان نے فرمایا کہ آپ کو گوہک کے پانی سے گزارو اور اس جگہ جسے ہم نے اپنی قبر کے لیے رکھا انہیں وہاں دفن کرو اور پرسوں جمعہ کو ہمیں بھی پانی سے گزار کر دفن کرو۔ حضرت عزیزان کے مخلص عقیدتمندوں نے اس جملہ سے جان لیا کہ اب حضرت کی زندگی کا ایک سے زیادہ دن باقی نہیں رہا ہے۔ جب جمعہ کی شب شروع ہوئی تو حضرت نے یولم شیخ۔ محمد سعید شیخ۔ مولانا عبدالمومن اور یولدز صوفی جو آپ سے محرمیت کا شرف رکھتے تھے ان سب کو لیا اور حرم سرا کی طرف متوجہ ہوئے جب حرم سرا پہنچے تو سب اہل حرم حاضر ہوئے اور پابوسی کے شرف سے مشرف ہوئے حضرت عزیزان نے ان مذکورہ بزرگوں کے ساتھ صحبت میں بلند صوفیانہ حقائق و اسرار بیان فرمائے اور چند وصیتیں کیں۔ آپ کی حرم محترم نے اس موقعہ پر اپنے قلبی رنج کا اظہار فرمایا کہ ہمارے گھر میں جوان بچی ہے اس پر اور ہم سب پر رحم کیجئے اور یہ سفر نہ اختیار کیجئے۔
حضرت نے فرمایا اس جوان بچی اور تم سب کو بھی یہ سفر اختیار کرنا ہے مگر ہاں ہماری وہ تین چار سالہ بچی اور تین چار درویش جن کے ذمہ کچھ کام ہیں صرف یہ لوگ زندہ رہیں گے۔
آپ اسی شب جمعہ کو تمام رات درویشوں کے ساتھ عبادت و مراقبہ میں مصروف رہے جب صبح نزدیک ہوئی آپ نے قطب الاقطاب خواجہ مولانا نوری قدس سرہٗ کی قبا اور ٹوپی پہنی اور وہ چٹائی جو اس دوران آپ کی مخصوص جائے نماز تھی اس پر لیٹ گئے جو درویش موجود تھے آپ نے انہیں سورہ یٰسین پڑھنے کے لیے فرمایا جیسے ہی صبح شروع ہوئی آپ

marfat.com

Marfat.com

کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ؎

آں نامہ سوزِ دل بہ پایاں آمد

(وہ نامہ سوزِ دل آخر ڈوب گیا رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً)

اس دن برف باری کی کثرت اور انتہائی شدید قسم کی سردی کے باعث درویش حیران تھے کہ جنازہ کو کس طرح پانی سے گزاریں گے لیکن مجبوراً وصیت کے مطابق وہ جب ساحل پر پہنچے تو دیکھا کہ دریا کا پانی یخ بستہ اور سخت برف کی شکل اختیار کر گیا ہے کہ اگر بھاری سامان سے لدے ہوئے اونٹ بھی اس پر سے گزرنا چاہیں تو وہ دریا عبور کر سکیں چنانچہ وہ درویش اس تمام کام سے فارغ ہوئے اور آپ کو سپردِ خاک کیا۔

آپ کے انتقال کے بعد سوائے اس ایک چھوٹی بچی اور تین چار درویشوں کے جن کے متعلق آپ فرما چکے تھے آپ کے متعلقین و منتسبین میں سے کوئی ایسا نہ رہا جس کا ایک ہفتہ کے اندر اندر انتقال نہ ہو گیا ہو۔ اللہ پاک سب پر اپنا رحم فرمائے آپ کے ایک عقیدت مند بزرگ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ آخرت کے مسافر ایک ہزار سے زائد تھے۔ تین سو درویش تو خانقاہ کے تھے اور باقی وہ مخلص تھے جو اخلاص کی بنا پر دور دراز سے آپ کے پاس آئے تھے اور آپ کے ساتھ رہنے کی درخواست کی تھی ان بزرگوں کے انتقال کے بعد بعض چوروں نے یہ سمجھ کر کہ یہ سب تو مر چکے ہیں ان کے گھروں میں گھس کر انکے مال و اسباب کی چوری کرنا چاہی، اور اس ارادہ سے وہ ان کے گھروں میں گھس گئے لیکن وہ یا تو گھروں میں گھستے ہی مر گئے یا پھر باہر آ کر اندھے ہو گئے۔

---

marfat.com

Marfat.com

مقصد دوئم ___ فصل سوئم

اس فصل میں حضرت مولانا محمد قاضی اور ان کے تا حال خلفاء کے حالات ہیں

حضرت خواجہ احرار کے دیگر امیس خلفار کے ساتھ اگرچہ مولانا محمد قاضی کا ذکر کتاب رشحات عین الحیوۃ میں موجود ہے لیکن چونکہ ان میں بلند مرتبہ اور مبارک ہستیوں میں حضرت مولانا محمد قاضی ہی کی ایسی شخصیت تھی جن کے بلند آثار اور جلی برکات ماوراء النہر میں باقی رہیں اور ان کے بڑے خلفار ہوئے اور ان خلفا و اصحاب کے فیض سے آج تک ایسے بزرگ ہوتے رہے ہیں جو مخلوق خدا کی ہدایت کا کام انجام دیتے رہے نیز کتاب رشحات حضرت مولانا محمد قاضی کے باقی حالات تاریخ وفات تشریح ارشادات اور کرامات کے ذکر سے خالی تھی لہٰذا مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ میں حضرت مولانا کے احوال و اقوال مختصر طور پر اور بغیر بابار لوٹائے تحریر کروں اور آپ کے بعد آپ کے منتسبین کے حالات بیان کروں۔

مولانا محمد قاضی رحمۃ اللہ علیہ: آپ اور آپ کے والد بزرگوار مولانا برہان الدین قضا کے کام پر مامور نہ تھے بلکہ قاضی عماد الدین مسکین سمرقندیؒ کے ساتھ آپ کو خصوصی تعلق تھا اس لیے مولانا محمد قاضی کے نام سے مشہور ہوئے صاحب تاریخ رشیدی حضرت مولانا کے مرید ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ احرارؒ کے خاص مطبخ کی خدمت آپ کے سپرد تھی اور آپ ایک مدت تک یہ خدمت انجام دیتے رہے حضرت خواجہ کے ساتھ آپ کی عقیدت و ارادت چونکہ انتہائی قوی تھی لہٰذا مطبخ اور اس کی متعلقہ ضروریات کے مصارف آپ خود برداشت کرتے اور حضرت خواجہ جہاں جاتے آپ ان کے ہمرکاب ہوتے تھے۔

سلسلۃ العارفین میں حضرت مولانا خود تحریر فرماتے ہیں کہ ترکستان میں لوگ جب قحط

marfat.com

Marfat.com

کی آفت کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہے تھے حضرت خواجہؒ نے مجھ سے فرمایا میں چاہتا ہوں بزرگوں کے مزار پر بھوکے ترکوں کو کھانا کھلاؤں یہ خدمت میں کر دوں ماتم کر دگے۔ میں نے یہ خدمت کرنا پسند کی۔ چنانچہ میں روزانہ سات بکرے کٹواتا۔ سات سور دیگیں پکواتا اور خود اپنے ہاتھ سے ضرورت مندوں میں تقسیم کرتا۔ دیہات سے خربوزے آجاتے وہ بھی میں فقراء میں بانٹتا۔ اس کام میں میری مصروفیت اتنی بڑھی کہ رمضان میں لوگوں کو کھانا تقسیم کرتے کرتے اتنا زیادہ وقت ہو جاتا کہ حضرت خواجہ تہجد کے لیے اٹھتے اور میں اسی کام میں مصروف ہوتا۔ ایک رات میرے دل میں یہ خیال آیا کہ تیرے اوقات تو اسی گوشت روٹی میں گزر جائیں گے۔ تیرے کام کا کیا ہو گا اسی دوران ایک شخص میرے پاس آیا کہ حضرت خواجہؒ نے تمہیں طلب کیا ہے۔ میں خوفزدہ ہو گیا کہ میرے دل کی ناگواری حضرت خواجہؒ پر ظاہر ہو گئی ہے۔ چنانچہ توبہ استغفار کرتا ہوا میں حضرت خواجہؒ کے پاس آیا جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اکابر خواجگان قدس اللہ ارواحہم جب کسی سے امید رکھتے ہیں اسے کسی خدمت میں مشغول کر دیتے ہیں۔

نسمہ ۸۰ نیز آپ نے فرمایا کہ ہر کسی کو عالم غیب سے اس کے مجاہدہ، ریاضت اور اس کے عمل کے مطابق فیض پہنچتا ہے۔ ایک خادم جو کسی جماعت کی خدمت میں مشغول ہے اس ریاضت و مجاہدہ کے مطابق بھی اسے فیض پہنچتا ہے جو اس نے کی نیز اس کے مطابق بھی کہ اس کی خدمت سے دوسروں کو نفع پہنچا جن بزرگوں کو نفع پہنچا ان کی طرف سے بھی اس نفع کی نسبت سے اسے فیض ہو گا اور حدیث میں جو آیا ہے۔

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ [1]

(کہ قوم کا سردار ان کا خادم ہے) اس سیادت و سرداری کا یہی مفہوم ہے۔ حضرت مولانا محمد قاضیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے اس ارشاد کے بعد میں نے خدمت کرنے سے کبھی بھاری پن محسوس نہیں کیا۔ اور میں جتنی خدمت کرتا اپنے آپ کو پر تقصیر محسوس کرتا۔

حضرت مولانا کی اپنی تحریر اور صاحب تاریخ رشیدی کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ کی مرضی کے خلاف مولانا نے ایک سفر اختیار کیا۔ اگرچہ مولانا اس غلطی پر جلد

[1] المقاصد الحسنة (۵۷۹)۔

marfat.com

Marfat.com

ہی متنبہ ہو گئے تھے اور لوٹ آئے تھے۔ حضرت خواجہؒ سے معذرت کی تھی اور حضرت نے ان کی معذرت قبول کرتے ہوئے انہیں معاف بھی کر دیا تھا۔ تاہم مولانا انتہائی ندامت اور حیا کے باعث حضرت خواجہ کے سامنے نہ ہوتے تھے اور جب بھی حضرت خواجہ کی مجلس ہوتی تو یہ اس کے اطراف میں پھرا کرتے اور مجلس سے باہر بیٹھ کر رویا کرتے حضرت خواجہؒ جب بھی تصوف کے اسرار و معارف بیان فرمایا کرتے چاہتے کہ مولانا بھی موجود ہوں۔ یہاں تک کہ ایک دن آپ کا یہ معارف حقائق کا بیان عروج پر تھا کہ حضرت خواجہ نے پوچھا مولانا محمد کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ باہر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھ سے اتنا بڑا قصور ہو گیا ہے۔ میں اس واقعہ کے بعد بھلا کہاں اس مبارک مجلس کے لائق رہا مجھے تو بس یہی سعادت کافی ہے کہ حضرت کے پڑوس میں جگہ مل جائے اور دور سے ہی حضرت کا دیدار کر لیا کروں۔ وہ یہ کہتے ہیں اور زار و قطار رونے لگتے ہیں حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ان سے کہو ہم چاہتے ہیں وہ حسب سابق ہمارے سامنے رہا کریں۔ اگر ان سے کوئی چیز ہوئی ہم نے درگزر کر دیا اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی وہ معاف کر دیں۔

مولانا یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ اسی موقعہ پر حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ان بزرگوں کے مقامات عالیہ میں ایک مقام فتوت و جوانمردی ہے وہ یہ کہ گنہگاروں اور مجرموں کے ساتھ اس طرح پیش آؤ کہ انہیں عذر خواہی نہ کرنا پڑے اور حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ مجلس سے اٹھے اور حرم سرا کی طرف متوجہ ہوئے یہ عاجز آپ کے پیچھے تھا۔ آپ بزرگوں کی باتیں سناتے جاتے یہاں تک کہ مسئلہ توحید پر گفتگو شروع کی اور بلند معانی بیان فرمائے۔ قریب تھا کہ میری عقل میں کچھ سوالات ابھرنے لگتے اسی اثناء میں آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان باتوں کے باوجود تم خود کو شریعت کے کتنا قریب پاتے ہو یعنی کیا تمہارے نزدیک ان بزرگوں کی باتوں سے توحید کے شرعی مفہوم کو تقویت ملتی ہے میں نے عرض کیا تقویت ملتی ہے اور کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ فرمایا تمہیں مبارک ہو۔ اب تمہیں چاہیئے یہ باتیں سنو اور پھر آپ نے گفتگو شروع کر دی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ آپ توحید سے مغلوب ہیں۔ آپ اسی طرح گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ حرم سرا پہنچ گئے۔ اب

marfat.com

Marfat.com

ایسی جگہ آگئی، جہاں ہم پردہ کے خیال سے رُک گئے، میں جب وہاں رکا تو آپ نے فرمایا آجاؤ اور اس طرح ہم پردہ نشینوں میں آ گئے۔ مجھے بڑی وحشت ہوئی اور حضرت نے نہ چھوڑا۔ اچانک آپ آ گئے۔ جب معلوم ہوا تو میں جلدی سے حرم سے باہر آ گیا اس کے بعد آپ نے دوسرے کو محرم راز بنایا جَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرَ الْجَزَاء، یہاں مولانا کا کلام ختم ہوا۔

حضرت خواجہ کے انتقال کے بعد مولانا تاشقند تشریف لے گئے ایک مدت کے بعد جب وہاں حالات خراب ہوئے تو آپ بخارا آ گئے۔ بخارا کا حکمران آپ کا مرید ہو گیا۔ ناقل کا کہنا ہے کہ وہ جو مقولہ ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ۔ کہ لوگ اپنے حکمرانوں کے طریق پر ہوتے ہیں تو مولانا کے ایک صاحب دل مرید نے کہا کہ بخارا کے حاکم کے مرید ہونے کے باعث درویشوں میں اتنا شغل بڑھا کہ وہ لذت پھر نہ ملی۔ سنہ ۹۱۶ھ میں قزلباش کے غلبہ کے باعث خوارزم کے اطراف اور بخارا کے قریب علاقوں میں حالات جب خراب ہوئے تو مولانا دوبارہ تاشقند واپس آ گئے اور یہیں سنہ ۹۲۱ھ میں ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ صاحب تاریخ رشیدی مرزا حیدر گورگان نے آپ کی تاریخ وفات کو حضرت خواجہ عبید اللہ کے فوراً بعد لکھا ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔ نیز صاحب تاریخ مذکور نے آپ کی کچھ کرامات بھی بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے اس نے لکھا کہ سلطان کی ہمشیرہ سے میری شادی کرنے کی خواہش تھی مگر سلطان کے اُمراء اور درباریوں میں سے کوئی رضامند نہ تھا یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ کامیابی کی کوئی صورت نہیں۔

جب میں حضرت مولانا کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کا تم سے نکاح کر دیا ہے۔ کتنا بھی دوسرے لوگ اس شادی کو روکنا چاہیں انہیں فائدہ نہ ہو گا۔ آپ کے یہ کلمات فرمانے کے چند ہی روز بعد کچھ ایسا سلسلہ بنا کہ آخر کار یہ نکاح ہو گیا

حضرت مولانا کے چند ارشادات یہاں تبرکاً نقل کیے جاتے ہیں۔

نسمہ: فرمایا حیرت دو طرح کی ہے ایک فلسفیوں اور منطقیوں کی حیرت اور دوسرے باری تعالیٰ کے جلال وجمال کے مشاہدہ کی حیرت۔ فلسفیوں اور اہل استدلال کی حیرت مذموم اور بری ہے کہ وہ شکوک کے باہم ٹکراؤ اور حجتوں دلیلوں کے باہم تعارض سے پیدا ہوتی ہے اور یہ طریقہ قابل بھروسہ نہیں ہے اور ان کے مشاہدہ جلال وجمال کی حیرت محمود و

marfat.com

Marfat.com

دلپسندیدہ ہے کہ وہ جلال کی تجلیات اور جمال کی روشنی و چمک کی عطا و بخشش ہے سالک ان کی لامحدود قوت و غلبہ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا ہے اور ان کے ادراک و تلاش میں ایسا متحیر ہوتا ہے کہ اسے الفاظ نہیں ملتے کہ اس حیرت کو بیان کر سکے۔

نسمہ: آپ نے فرمایا کہ سالک جب طبیعت کی تاریکی کی پستی اور خواہش نفس سے کلیتہً آزاد ہو جاتا ہے اس کے دیدۂ بصیرت سے پردہ ہٹ جاتا ہے۔ قرآنی آیت ہے

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (قصص ۲۸/۸۸)

(بجز اس کے سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں)

اس قرآنی آیت کا راز اس کی بینائی سے پردہ دور کر دیتا ہے اور جیسا کہ فرمایا:

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۵۰/۱۶)

(اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ)

اس ارشاد کا جمالِ توحید کے جائے ظہور سے اس پر جلوہ گر ہوتا ہے اور جیسا کہ فرمایا

وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (بقرہ ۲/۱۱۵)

اور اللہ ہی کی ملک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر ہی اللہ کا رخ ہے"

اس کے معنی سالک پر آشکارا ہوتے ہیں اور اس کی زبان مرتبۂ باری کے بارے میں اس طرح مترنم ہوتی ہے ؎

چہ غیر و کجا غیر و کو نقش غیر
سوی اللہ و اللہ ما فی الوجود

"غیر اللہ بھلا کیا چیز ہے۔ وہ کہاں ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کا نقش کون سا ہے وجود تو صرف اللہ کا ہے"

اور جیسا کہ قرآنی ارشاد ہے۔ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (ابراہیم ۱۴/۲۷)

(اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دنیا و آخرت

marfat.com
Marfat.com

میں مضبوط رکھتا ہے)

اس مقام پر اس آیت مبارکہ کے نور کا پرتو سالکین طریقت کے قلوب کو اطمینان بخشتا ہے اور سوءِ ظن، حلول و اتحاد اور ایسی ہی دوسری چیزوں سے بچا کر مقام عبودیت میں راسخ و مستحکم کرتا ہے۔

نسمہ: آپ نے فرمایا طالب طریقت کو چاہیئے کہ پوری پوری کوشش صرف کرے۔ اپنی جان لگا دے اور ایک لحظہ بھی بیکار نہ گزارے اور صحیح ایمان اور کامل یقین کے ساتھ شریعت کے راستہ پر سچائی کا قدم رکھے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارِ باطن کا پرتو لمحہ بہ لمحہ اس کے قلب پر پڑتا رہے اتباعِ سنت میں اس کا قدم جتنا راسخ ہوتا جائے گا اتنا ہی حقیقت زیادہ صاف و پاکیزہ ہوتی جائے گی۔ عالمِ ملکوت کے عجائب اس پر منکشف ہوتے جائیں گے اس اتباعِ سنت کی برکت سے اس کے باطن کو عالمِ ملکوت سے انجذاب حاصل ہوگا اور اس کے نتیجہ میں الہٰی نور کی ایک شعاع پیدا ہوگی جو اس کی رہبری کرتی رہے گی۔ نہ اسے ذکرِ الٰہی سے بغیر آرام لینے دے گی اور نہ غیر اللہ کے بارے میں متفکر ہونے دے گی۔ جیسے جیسے یہ نسبت قوی اور یہ تعلق مضبوط ہوگا۔ اور اللہ پاک کی عنایت سے مقدس ارواح اس پر ظاہر ہوں گی ایسا ہو جائے گا کہ مقید جہاں خیالِ نفس جزئی ہے مُطلق کے ساتھ متصل ہو جائے گا جہاں خیالِ نفس کلی ہے۔ اس طرح اتباع سنت پر ثابت قدم رہنے کے باعث مکاشفات کے اعلیٰ درجات تک ترقی کرے گا یہاں تک کہ اسے حق الیقین حاصل ہو جائے گا۔

نسمہ: آپ نے فرمایا جب سالکِ طریقت کے راہ کی تمام رکاوٹیں اور موانع دور ہو جائیں اور معارف و حقائق جمع ہو جائیں تو سالک میں تجلیات بلا نہایات کے فیض کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر لحظہ اس کے شوق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور تکالیف کی قلقلت اس سے کلیتہً دور ہوتی جاتی ہے دوسرے الفاظ میں اس سے بیشتر وہ جو کچھ بہ تکلف قبول کرتا تھا اب وہ خود بخود ایک خاص ذوق پیدا ہو جانے کی بنا پر قبول کرتا ہے طبعًا اس سے محبت کرنے والا بن جاتا ہے اور اس کا نفس اس کے رنگ میں رنگتا چلا جاتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نمبر ۱۱ آپ نے فرمایا سنت نبوی کے کمال اتباع کے ذریعہ جو بھی حضرات مشائخ کی ارواح کے ساتھ اتصال حاصل کرلے گا محب کی خاصیت اس میں پیدا ہو جائے گی اور وہ محبوب و مراد کا مرتبہ پالے گا۔ تمام مشائخ کی ارواح علی الترتیب کسی نبی کی روح کے ساتھ پیوستہ ہوتی ہیں اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اللہ کی محبت سب میں سرایت کیے ہوئے ہوتی ہے۔

حضرت مولانا نے سلسلۃ العارفین اربعین کے دیباچہ میں پیری مریدی کے آداب کے بیان میں دو باب تحریر فرمائے ہیں جن کا جاننا اور جن کی رعایت کرنا پیروں اور مریدوں کے لیے ضروری ہے۔ چونکہ یہاں اس کا نقل کرنا باعث طوالت ہوتا اس لیے اسے ترک کر دیا ہے۔ ان دو ابواب کے خاتمہ پر حضرت مولانا نے سلف صالحین میں سے چند اولیاء کرام کی بعض مفید حکایات بھی نقل فرمائی ہیں۔ اللہ پاک طالبانِ طریقت کی جانب سے انہیں بہترین جزاء عنایت فرمائے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے جو معارف و ارشادات عالیہ نقل ہوئے ہیں ان میں ہے کہ ایک دن آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ سلطان العارفین قدس سرہٗ کے والد بزرگوار کے دور میں ایک یہودی کے پاس ایک بزرگ کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ ایک یہودی کے پاس اٹھنا بیٹھنا کیوں رکھتے ہیں۔ ان بزرگ نے جواب دیا میں اس یہودی میں بہت اچھے اخلاق دیکھتا ہوں۔ ان دونوں کا نہ ملنا جلنا یہاں تک بڑھا کہ وہ بزرگ ایک مرتبہ اس یہودی کے گھر تشریف لے گئے اس یہودی نے آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھا۔ ان بزرگ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا ہم اجنبیوں اور بیگانوں کا کھانا نہیں کھاتے۔ اس یہودی نے کہا کہ یہ میری مروت کے خلاف ہوگا کہ میرا کوئی دوست میرے گھر آئے اور کھانا کھائے بغیر ہی چلا جائے تو اب میں اس بیگانگی کو یگانگی و ہم رنگی سے بدلتا ہوں۔ یہ کہا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

اسی کتاب میں یہ واقعہ بھی درج ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے امام غزالی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک صحرا و بیابان میں ہیں گدڑی جس میں پیوند لگے ہیں زیب تن ہے

marfat.com

Marfat.com

دامن کوہ سامنے پیروں میں نعلیں ہیں۔ میں نے بغداد میں ان کا وہ شان و شوکت کا حال بھی دیکھا تھا جب وہ درس دیا کرتے اور ان کی مجلس میں بڑے بڑے امرا اور علمار کا جم غفیر ہوا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا اے خیر الانام اور اللہ کی بہترین مخلوق کیا بغداد کی تدریس اس سے بہتر نہ تھی حضرت نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا۔

لَمَّا بَزَغَ بَدْرُ السَّعَادَةِ فِيْ فَلَكِ الْاِرَادَاتِ احْتَجَبَتْ شَمْسُ الْاُصُوْلِ فِيْ مَعَارِفِ الْوُصُوْلِ۔

(جب سعادت و نیک بختی کا چودھویں کا چاند ارادت کے فلک پر روشن ہوتا ہے تو اصول کا سورج معارفِ وصول میں چھپ جاتا ہے)

اور سیاست مدن و امور مملکت کے بارے میں حضرت مولانا محمدؒ کا مرزا حیدر کے نام ایک رسالہ ہے۔ انتہائی مختصر و مفید۔ اس رسالہ میں یہ چند اقوال ہیں۔

نسمہ: اگر کسی مسلمان سے کوئی لغزش یا تقصیر صادر ہو جائے جس کا معاف کرنا ممکن ہو تو سلطان کے لیے معاف کر دینا اس کی شان کے زیادہ لائق و مستحسن ہے الا مگر یہ کہ اس معاف کرنے میں دین کا کوئی نقصان لازم آتا ہو۔ ایسی صورت میں معاف نہ کرنا چاہیئے۔

اسی رسالہ میں ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت شیخ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا اور کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا اے امیر! حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ایک سرائے ہے جسے دوزخ کہتے ہیں تجھے خدا نے اس دوزخ کا دربان مقرر کیا ہے اور تجھے تین چیزیں دی ہیں ایک مال دوسرے شمشیر اور تیسرے کوڑا تاکہ تو محتاجوں کو مال دے کہ وہ اضطراری حالت میں حرام و مشتبہ چیزوں کے التزام سے بچ سکیں اور تاکہ شمشیر سے تو ظالموں کا قلع قمع کر سکے اور تاکہ تازیانہ اور کوڑے سے بدکاروں کو ادب سکھائے۔

اگر تو ایسا کرے گا تو خود بھی نجات پائے گا اور مخلوق کے لیے بھی نجات کا سامان کرے گا اور اگر اس کے برخلاف کرے گا تو سب سے پہلے تو دوزخ میں جائے گا اور دوسرے لوگ تیرے پیچھے پیچھے وہاں جائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ مولانا محمد قاضیؒ کے فرزند رشید اور خلف سعید تھے والد بزرگوار کے بعد آپ کے والد کے بیشتر مرید آپ ہی کے سایۂ تربیت میں رہے اور جمعیت و حضور سے بہرہ ور ہوئے مولانا امیر علی ہرویؒ اپنے رسالہ میں آپ کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں کہ ایک عالم کے مخدوم زادہ، طالبین و صادقین کے مقتدیٰ و رہنما حضرت میرک قطب الدین احمد۔ نیز صاحب تاریخ رشیدی نے بھی آپ کی منقبت میں چند سطور لکھی ہیں۔

مولانا حمید الدین تاشقندی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا محمد قاضیؒ کے انتہائی باہمت و سرکردہ اصحاب میں سے تھے مقامات مولانا خواجگیؒ میں لکھا ہے کہ مولانا حمید الدین (اللہ ان کے ذکر کو بڑھائے) نے فرمایا کہ ایک بار ہمارے مولانا حضرت شیخ ابوبکر قفال قدس سرہٗ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے اس شب میں مجھ پر ایک کیفیت طاری ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے مولانا خواجگیؒ کو شراب کے ۴ مٹکے اور چند تیر مرحمت فرمائے شراب کے تین مٹکے اور چند تیر مجھے بھی دیئے کسی دوسرے وقت حضرت مولانا خواجگی کی خوش طبعی کے طور پر میں نے عرض کیا کہ حضرت شیخ رحنے یہ شراب کے مٹکے جو آپ کو عنایت فرمائے ان میں اس عاجز کا حصہ کیسے۔ آپ نے فرمایا تین شراب کے مٹکے جو تمہیں دیئے ہیں اسی پر بس نہیں ہے۔

مولانا حمید الدینؒ کہتے ہیں مجھے مولانا خواجگیؒ کے اس کشف سے اپنی کیفیت اور اس واقعہ کی صداقت معلوم ہوگئی۔

اس فقیر راقم الحروف کو ایک دوست نے یہ واقعہ سنایا کہ سمرقند میں ایک درویش پر ایک کیفیت طاری ہوئی وہ قلعہ کی دیوار پر آیا اور اس نے یہ شعر پڑھا ؎

ہر کہ بہ جہاں ز اہل فنا خواہد بود
آنکہ پائندہ و باقیست خدا خواہد بود

"دنیا میں جو بھی مقام فنا کے حصول سے اہل فنا میں سے ہوگا خدا جو پائندہ و

marfat.com
Marfat.com

باقی ہے اس کی صفت بقار کے پر تو سے وہ بقار حاصل کرلے گا۔"

اس درویش نے قلعہ کی دیوار پر یہ شعر پڑھا اور نیچے گرا اور اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ علمار نے اس درویش کے اس طرح گرنے اور مرجانے کی حقیقت کے بارے میں بڑی بحث کی اور آخر یہ بات طے ہوئی کہ اس درویش سے حالت سکر میں اگر یہ حرکت سرزد ہوئی اور ایک خاص کیفیت اس کی مقتضی ہوئی تو وہ معذور ہے اور ایسے اس پر اجر ملے گا ورنہ مشکل ہے۔ جس دوست نے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے بتایا کہ اس درویش کو مولانا محمد قاضی کے ایک خلیفہ سے نسبت تھی اور اللہ ہی حقیقت حال زیادہ جانتا ہے۔

شیخ حمید الدین ہروی رحمۃ اللہ علیہ: یہ حضرت مولانا محمد قاضی رح کے صاحبزادے خواجہ قطب الدین احمد رح کے اجازت یافتہ مریدوں میں سے تھے۔ آپ کی عمر نوّے سال سے متجاوز تھی۔ آخری عمر میں بیت اللہ الحرام اور روضۂ سید الانام و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے وہاں سے جب واپس ہوئے تو ساحلی شہر سورت میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔ احمد آباد میں ایک سید احمد جعفر تھے بڑے صاحب علم و صاحب حال۔ سادات بخاریہ و مشائخ سہروردیہ و چشتیہ و قادریہ سے بہرہ ور بھی تھے۔ انھوں نے شیخ حمید الدین ہروی سے طریقۂ نقشبندیہ کی تعلیم حاصل کی ان سید احمد جعفر کے ایک رسالہ میں دیکھا وہ تحریر فرماتے ہیں کہ قطب العالم سید برہان الدین کا سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے بھی انتساب صحیح تھا اس سلسلہ کی تعلیم انہوں نے شیخ رکن الدین شیرازی رح سے حاصل کی۔ انہوں نے سید شریف جرجانی سے اور سید صاحب نے خواجہ علاؤالدین عطار رح سے رحمہم اللہ۔ نیز سید احمد جعفر رح نے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند حضرت شیخ نجم الدین کبرٰی قدس سرہٗ کی نسبت سے بھی بہرہ ور تھے اس طرح کہ آپ کو یہ نسبت حضرت شیخ سلطان الدین سے حاصل ہوئی اور انہیں حضرت احمد مولانا سے اور انہیں بابا کمال جندی سے اور انہیں شیخ ابو الجناب نجم الدین کبرٰی سے (رحمہم اللہ سبحانہٗ)

مخدوم مولانا خواجگی الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ: آپ کا اسم گرامی احمد تھا آپ کا تعلق کاسان سے تھا جو فرغانہ کے شہروں

marfat.com

Marfat.com

میں سے ہے۔ آپ کی ظاہری نسبت شیخ برہان الدین قلیچ سے تھی آپ مشہور اکابر عظام میں سے تھے بلکہ عظیم سادات کرام میں سے۔ نسبت معنوی آپ کو حضرت مولانا محمد قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ حضرت مولانا کے ملنے سے پیشتر مولانا خواجگی دہقنت وتنگدستی کی زندگی گزارتے تھے بڑے صاحب فضل وتقوای تھے۔

جب مولانا محمد قاضی کی گرمیٔ صحبت کی اس علاقہ میں دھوم ہوئی اور ترک وتاجیک دور ونزدیک سے پورے شوق ومحبت سے آپ کے آستانہ کے گرد جمع ہونا شروع ہوئے تو حضرت مخدوم مولانا خواجگی امکاسانی نے تھوڑی ہی صحبت میں رسوخِ طلب، خلوصِ نیت، ذاتی استعداد اور حضرت مولانا محمد قاضیؒ کی تربیت وشفقت کی نظر کی برکت سے ان اکابر سلسلہ کی نسبت وحضوری کا وافر حصہ حاصل کر لیا اور اپنی قابلیت کی سرزمین میں اس نسبت کا وہ تخم بویا کہ جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا۔

آپ کے فضائل کے سلسلے میں لکھا ہے کہ آپ جب حضرت مولانا محمد قاضیؒ کی خدمت میں مشغول تھے حضرت مولانا نے آپ کی فضیلت کے سلسلے میں ارشاد فرمایا۔

شاہباز بلند پروازے آمدہ می خواہد مارا بر مسند
مشیخت بنشاند وتربیت او بر ما واجب ولازم شدہ

(ایک بلند پرواز شاہین آیا ہے اور چاہتا ہے کہ ہمیں درویشی کے تخت پر بٹھائے اس کی تربیت ہمارے ذمہ لازم وضروری ہے)

شیخ حمید الدین تاشقندیؒ جیسا کہ ان کے حالات میں گزرا حضرت مولانا محمد قاضیؒ کے مخلصین میں سے تھے۔ ایک دن انہوں نے حضرت مولانا خواجگی کو فرماتے ہوئے سنا:

"ہر چہ در ہژدہ ہزار عالم است در وجود خود مشاہدہ میکنم"

(جو کچھ کہ اٹھارہ ہزار عالم میں ہے میں اس کا اپنے وجود میں مشاہدہ کرتا ہوں)

شیخ حمید الدین تاشقندیؒ نے استفسار وتعجب کے انداز میں یہ بات حضرت مولانا محمد قاضیؒ کے سامنے عرض کی کہ ایک شخص اٹھارہ ہزار عالم کا اپنے وجود میں مشاہدہ کرتا ہے آپ نے پوچھا یہ بات کس نے کہی۔ شیخ حمید نے فرمایا مولانا خواجگی نے حضرت مولانا محمد قاضی سے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا اچھا یہ بات ان کی ہے اور ہاں ان کی یہی حالت ہے۔ ایک مدت سے وہ اس مقام پر فائز ہیں۔ لیکن پیری مریدی کے آداب کی بنا پر وہ ہمارے سامنے ان کا اظہار نہیں کرتے۔

اور حضرت مولانا خواجگی خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا محمد قاضی کی موجودگی میں مجھ پہ ایک کیفیت طاری ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیب حضرت مولانا محمد قاضی کی طرف کیا اور مجھے دے دیا۔ اس سیب کی مہک سارے عالم میں پھیل گئی اس کشف کو میں نے حضرت مخدوم مولانا قاضی کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تجھ سے ایسی نسبت کا ظہور ہو گا جس سے سارا عالم متاثر ہو گا۔

قاضی شاہ ایک بڑے متقی عالم تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کاسان تشریف لائے۔ بیان معارف کے دوران آپ نے ارشاد فرمایا۔

ازیں زمین بوی مردے می آید کہ نام او احمد خواہد بود

کہ اس زمین سے ایک ایسے مرد صالح کی خوشبو آتی ہے جس کا نام احمد ہو گا۔

نیز بابا حاجی ایک روشن ضمیر درویش ہوئے ہیں جنہیں حضرت خواجہ احرار کی خدمت کا شرف حاصل رہا ہے۔ خواجہ احرار قدس سرہ کے علاوہ دوسرے بزرگوں کی خدمت میں بھی رہے ہیں۔ جو بات قاضی شاہ کی اوپر بیان ہوئی ایسی ہی بات انھوں نے حضرت خواجہ احرار سے حضرت مولانا خواجگی کے متعلق نقل کی ہے۔

حضرت مولانا خواجگی اپنے پیر بزرگوار کے انتقال کے بعد طالبین طریقت کے افادہ کی طرف متوجہ ہوئے بہت تھوڑی مدت میں ہی بڑی تعداد میں فقراء و علماء اور اس دور کی برآوردہ شخصیتیں ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئیں۔ جن دنوں آپ جنت نشاں شہر سمرقند میں تشریف فرما تھے۔ اس شہر کے اطراف میں دریا کے کنارے ایک ایسا پُرفضا مقام تھا جہاں بید کے درخت ایک لطیف منظر پیش کرتے تھے وہ جگہ حضرت مولانا خواجگی کو اس قدر پسند آئی کہ آپ نے اسے ہمیشہ کے لیے اپنی جائے اقامت بنا لیا اور ۹۴۹ھ میں اپنے انتقال کے وقت تک وہیں مقیم رہے اور آج اسی مقام پر آپ کی

marfat.com

Marfat.com

قبر شریف بھی ہے۔ یہ جگہ آپ کے اور آپ کے صاحبزادگان کے بابرکت قیام کے باعث آج ماوراالنہر کی مشہور آبادیوں میں سے شمار ہوتی ہے، اور وہ بید (بید کے درختوں کی بستی) کہی جاتی ہے۔

اپنے شوق، قوی جذبہ وقت کے تقاضہ اور طالبین طریقت کی استعداد و مناسبت کے پیش نظر حضرت مولانا خواجگی نے بعض امور رخصت کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ منسلک کر دیا۔ چنانچہ نماز عصر کے بعد آپ نے استغفار کو محاسبہ یومیہ کا لازمی حصہ قرار دیا بلند آواز سے انتہائی درد اور سوز کے ساتھ اور بڑے نیاز و گداز کے عالم میں آپ کلمۂ استغفار کھینچ کر ادا کرتے آپ اور آپ کے مریدین ننگے سر ہوتے اور پُر درد اشعار پڑھتے۔ سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوتا۔ ان میں سے بعض نے اسی لیے تہجد کی نماز کو باجماعت ادا کرنا شروع کیا اور اونچی اونچی آوازیں نکالنا اور وجد میں آنا اور سماع جن سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر نے عزیمت اختیار کرنے کے باعث دور رہنا پسند کیا تھا مولانا خواجگی اور ان کے مریدین نے اس کو اپنا معمول بنایا اور اس پر لب کشائی کی اور بارہا ایسا بھی ہوتا کہ مولانا خواجگیؒ وجد کی حالت میں اپنے مریدین کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہتے آپ ان میں سے بعض کو اپنی آغوش میں کھینچ لیتے اور اپنا ہونٹ اس کے ہونٹ پر رکھ دیتے اور اسے بدمست و بے حال کر دیتے اور جب حضرت خواجہ محمد عبداللہ کے فرزندگان میں سے مشہور قول کے مطابق خواجہ عبدالحقؒ نے ان رخصتوں کے بارے ان پر اعتراض کیا تو مولانا نے صرف اتنا کہا کہ "المامور معذور" جس کو حکم ہوا وہ معذور ہے۔ نیز عجیب کیف کے عالم میں کہا کہ ہمارے خواجگان کا طریقہ بڑا جامع ہے اس میں صحو بھی ہے سکر بھی سکون بھی ہے اضطراب بھی۔ جہر بھی سر بھی اور رخصت بھی ہے عزیمت بھی اس میں سب کچھ ہے خواجہ علی رامتینیؒ اور امیر سید کلال کے یہاں اگر جہر ہے تو حضرت خواجہ بہاؤالدین اور خواجہ احرار رحمہم اللہ کے یہاں خفا۔ بعض حضرات کا بیان ہے کہ حالت جذب میں ایک مرتبہ آپ نے مخدوم لالہ صاحب سے کہا میں چاہتا ہوں ہر گوشہ میں میرا ایک سوختہ جاں ہو جو مخلوق کو گرم کرتا رہے۔

marfat.com

Marfat.com

آج بھی مولانا خواجگی کے منتسبین آپ کے اسی طریقہ پر کاربند ہیں اور مولانا کو مخدوم اعظم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے سلسلوں کے کچھ لوگ خود کو خواجہ احرار یا خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہما کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حضرت خواجگی کے اسی خاص طریقہ کو اپنائے ہوئے ہیں اور مولانا خواجگی کے اسی طریقہ کو طریقہ' دہ بید (بید کے درخت کی بستی کا طریقہ) کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو بھی صاحبدلان صادق الحال کرتے ہیں بغیر نیت اس میں خیر نہ ہوگی۔

لیکن یہ جو آپ کے بعض منتسبین کہتے ہیں کہ یہ امور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی تکمیل کے لیے ہیں یہ محل نظر ہے اس لیے کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں اخفاء ہے یعنی ذکر اذکار چھپانا اور اخفا کی تکمیل بھلا اظہار سے کیسے ہو سکتی ہے یعنی ذکر اذکار کو خوب دکھا دکھا کر اور باواز بلند ادا کیا جائے۔ اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا طرۂ امتیاز عزیمت پر عمل کرنا ہے تو اس کی تکمیل بھلا رخصت سے کیسے ہو سکتی ہے یعنی ان چیزوں پر عمل کرنے سے جن کی صرف بروقت ضرورت اجازت ہوتی ہے۔

بایں ہمہ حضرت مولانا اس سلسلہ کے اکابر میں سے تھے۔ آپ کی صحبت کی برکت سے بہت سے علماء اور فضلاء صاحب احوال بلکہ صاحب کمال و اکمال بنے۔ بقول ایک مؤلف جس نے آپ کے فضائل بیان کیے ہیں کہ آپ کے دامن دولت سے ساٹھ خلفاء کا ظہور ہوا ہے اس عظیم خانوادہ کے بعض وہ حالات جو ہمیں مخلصوں کے رسائل سے بہ صراحت ملے ہیں ہم انہیں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

حضرت مولانا کی بہت سی کرامات مشہور ہیں کہ آپ کے بعض مریدین نے انہیں قلمبند کیا ہے۔ ان میں سے ایک وہ جس کا وقوع کے بعد آپ نے اظہار فرمایا کہ لکھا جا سکتا ہے اور اگر لوگ اس وقت موجود ہوتے تو خود دیکھ لیتے وہ یہ کہ ایک کمزور خاتون کا چند ماہ کا بچہ رحم میں مر گیا۔ دائیاں اس بچہ کو رحم مادر میں نکالنے میں ناکام ہو گئیں۔ اس خاتون کی جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تو اس کی ماں جو حضرت مولانا کی عقیدتمند تھی روتی آہ وزاری کرتی بے قراری کے عالم میں حضرت مولانا کے پاس آئی اور گھر چلنے کی درخواست کی۔ مولانا اس خاتون کے گھر

marfat.com

Marfat.com

تشریف لے گئے اور مراقب ہو کر بیٹھ گئے مگر گرمیٔ غیرت سے آپ پسینہ پسینہ ہو گئے
ناگاہ آپ نے ایک بڑی چیخ ماری اس چیخ کے ساتھ ہی وہ بچہ ماں کے رحم سے باہر آگیا۔
حضرت مولانا نے تبسم فرمایا اور کچھ ارشاد فرمایا۔

میں نے ایک فاضل کی کتاب میں دیکھا
کہ سلطان معنی آگاہ شاہ ظہیر الدین محمد بابر نے ہندوستان میں ایک جنگ کے دوران حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کا تصور قائم کر کے حضرت سے امداد و اعانت طلب کی۔ اسی دوران کیا دیکھتا ہے کہ ایک سفید پوش سوار نمودار ہوا اور اس سوار کے نمودار ہوتے ہی بابر کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی بابر نے اس سفید پوش سوار کا حلیہ اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور اس حلیہ والے شخص کے بارے میں پوچھنا شروع کیا لوگوں نے بتایا کہ اس صورت و شکل اور حلیہ کے بزرگ تو مولانا خواجگی ہی ہیں۔ بابر نے اس فتح کی خوشی میں بہت سے تحفے اور درہم و دینار حضرت مولانا کی خدمت میں بھیجے اور ایک خط لکھا جس میں یہ اشعار تھے ؎

در ہوائے نفسِ گمرہ عمر ضائع کردہ ایم
پیشِ اہل اللہ از اطوار خود شرمندہ ایم
یک نظر بر خلصاں خستہ ات کن تاکہ ما
خواجگی را ما بندہ اکنوں خواجگی را بندہ ایم

(ہم نے گمراہ نفس کی تکمیل خواہشات میں عمر ضائع کر دی۔ اپنے اطوار پر ہم اہل اللہ کے سامنے شرمندہ ہیں۔ اے خواجہ اپنے خستہ حال معتقدوں پر ایک نظر ہو جائے ہم آپ ہی کے تھے اور ہمیشہ آپ ہی کے رہیں گے)

سلوک کے آداب اور حکم اللہ کی نصیحتوں پر مشتمل حضرت مولانا کے چند رسائل ہیں۔ یہاں ان سے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔

نصیحت: آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے جس طرح شب قدر کو راتوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے تاکہ لوگ تمام راتوں کی شب بیداری کا پاس کریں اسی طرح اس نے عبادات میں اپنی رضا رحمت اور گناہوں میں اپنے غصہ کو چھپا رکھا ہے تاکہ اس کے بندے تمام طاعات

marfat.com
Marfat.com

بجا لائیں اور گناہوں سے اجتناب کریں۔

نسمہ: آپ نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

خَیْرُ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا۔ ؎

(بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے)

اگر تو کبھی عمل کرے اور کبھی نہ کرے تو وہ ایسا ہے جیسے کسی شخص نے کئی دیگوں کے اوپر ایک دیگ رکھ دی اور نیچے آگ جلادی کہ کھانا پک جائے۔ وہ یہ آگ جلا کر کسی دوسرے کام کے لیے چلا گیا۔ پھر کچھ وقت بعد آیا اور مزید لکڑیاں اس دیگ کے نیچے رکھ کر چلا گیا۔ پھر آیا اور اسی طرح مزید لکڑیاں رکھ کر چلا گیا۔ اگر وہ ہزار سال تک اسی طرح لکڑیاں رکھتا جائے اور آگ جلاتا رہے اس کا وہ کھانا ہرگز نہ پکے گا۔

نسمہ: حضرات مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کے ارشادات معتقدین کے لیے جو منافع اور فائدے ہیں ان کے متعلق آپ نے فرمایا کہ پیر اپنے مریدوں کے لیے طبیب حاذق ہوتے ہیں اور مرید معنوی مریض۔ پیر اپنی گفتگو سے مرید کو شفا بخشتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے کلام کو اپنے بندوں کے لیے شفا کہا ہے فرمایا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۱۷/۸۲)

(اور ہم ایسی چیز یعنی قرآن نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہے)

راقم الحروف کو اللہ تعالیٰ بعد وغفلت کی بیماریوں سے دور رکھے عرض کرتا ہے کہ ہر سالک وصاحب دل کی یہ بات نہیں ہے بلکہ حضرت مولانا کی مراد ایسے عارف ربانی کا کلام ہے جو متخلق بیاخلاق الہیہ ہو کہ اس کا کلام الٰہی کلام کا آئینہ ہو۔

نسمہ: آپ نے بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق کہ

او بما محتاج و ما محتاج نہ

عاشقاں رابہ ازیں معراج نہ

؎ معلوم ہوتا ہے یہ الفاظ اس حدیث کا اختصار ہے جو مشکاۃ میں اس طرح ہے:
اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔ متفق علیہ (مشکاۃ ۱۲۴)

marfat.com

Marfat.com

(وہ ہمارا محتاج ہے اور ہم اس کے محتاج نہیں۔ عاشقوں کے لیے اس سے بہتر معراج نہیں)
فرمایا کہ یہ کلام ایسے عارف کا ہے جو مقام فنا کے بعد بقاءِ اتم کے مشرف سے مشرف ہوا ہے اور اس میں محض ذات باری مع جمیع صفات تعالیٰ و تقدس جلوہ گر ہے۔ پس اس مقام میں حق تعالیٰ اپنی بے زبانی کی زبان سے عاشق کو خطاب کرتا ہے کہ وہ عاشق ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے محتاج نہیں اور حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے رسالہ میں اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

حَقِيقَةُ الذِّكْرِ عِبَادَةٌ عَنْ تَجَلِّيَةِ سُبْحَانَهُ لِذَاتِهِ بِذَاتِهِ فِي عَيْنِ الْعَبْدِ مِنْ حَيْثُ الْمُتَكَلِّمِ۔

(حقیقت ذکر یہ ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات بندہ کی ذات میں جلوہ گر ہو بہ حیثیت متکلم)

نسمہ: عارفین سے جو بعض اسرار بلند کا ظہور ہوتا ہے اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ان عارفین کو بعض حالات کا پہلے سے علم ہو جاتا ہے وہ ایسے مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ ان کے مناسب حال واستعداد بے اختیار ان سے ان باتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

بہ حق گویند از حق گویند و در حق گویند

(وہ حق کہتے ہیں حق تعالیٰ کی طرف سے کہتے ہیں اور حق کے بارے میں کہتے ہیں)

نسمہ: آپ نے فرمایا جتنے ذاتی و صفاتی کمالات ہیں ان کا ظہور سب سے پہلے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد اتباع سنت کے بہ قدر یا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناسبت کے مطابق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے قلوب مبارک ان کمالات سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

نسمہ: آپ نے فرمایا جب عاشق کا دل جمال محبوب کا آئینہ بن جاتا ہے اور محبوب کو بھی عاشق کے ساتھ ایک طرح کی صورت ارادت پیدا ہو جاتی ہے تو یہی وہ چیز ہے جسے بزنگ المراد مُرِیدٌ کہتے ہیں کہ جس کا ارادہ کیا وہ ارادہ کرنے والا بن گیا ہے۔
راقم عرض کرتا ہے کہ اس کا عکس بھی وہی ہے جو اس معنی کے مطابق اس کے برخلاف

marfat.com
Marfat.com

مفہوم ہوتا ہے۔ دقیق و پنہاں ہونے کے باعث اس کا ادراک بھی سہل نہیں۔

تسمہ: حضرت مولانا کے مریدین انکسار و تواضع کے باعث سرننگا رکھتے تھے۔ بعض حضرات نے آنجناب کو ملامت کیا تو آپ نے فرمایا حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گناہ صادر ہونے کے بعد برہنہ کردیا تھا اگر ان کے فرزند بھی اپنے باپ کی نسبت سے اپنے گناہ کے بعد ننگے ہو جائیں تو بھلا عیب کہاں اور ملامت کیسی ؎

مکن عیب درویش بے خویش دوست
کہ غرق ست زاں میزند پا و دست

(بیچارے درویش میں عیب نکالنے کو پسند نہ کر۔ وہ غرق ہے اس لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے"

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ [1]

(اچھا ہے وہ مال جو اچھے آدمی کے لیے ہے)

وہ اچھا مال ایک آزمائش ہے جو حضرت آدمؑ نے اپنے فرزندوں انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے لیے چھوڑا ہے اور آزمائش ایک رسی ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے دنیا کے اس کنوئیں میں اپنی جانب سے ڈالا ہے تاکہ یوسف ہمت اسے تھام لیں اور اس کی جانب ہوں۔

تسمہ: عاشقوں پر جو بلائیں اور مصیبتیں آتی ہیں ان کے بارے میں اور اس بارے میں کہ کسی کو بھی گریہ و نالہ اور جوش و خروش غم سے چھٹکارا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھو حضرت داؤد علیٰ نبینا علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کا گریہ و نوحہ اس درجہ کو پہنچا تھا کہ لکڑی و پتھر اور کوہ و دشت اور جانور تک ان کا نوحہ سن کر نوحہ کرتے تھے اور آپ اپنے امتیوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ مل کر نالہ کرتے یہاں تک کہ مرغ بسمل کی طرح ان کے درمیان تڑپتے تا آنکہ حضرت سلیمان علیہ السلام آکر انہیں اٹھایا کرتے۔ اور آنسو آپ کے رخسار مبارک پر ڈھلک آتے آپ ان آنسوؤں کو اپنے اعضاء پر ملتے اور فرماتے یہ پانی بڑا مبارک ہے ؎

تو چہ دانی قدر آب دیدگاں   عاشق نان توچوں نادیدگاں

---

[1] الادب المفرد للامام البخاری، حدیث رقم ۳۰۰۔ و مسند الشہاب (۱۳۱۵)

marfat.com

Marfat.com

(توان انسوؤں کی قدر کیا جانے۔ تو تو ایک روٹی کا عاشق ہے ایک نابینا کی مانند)
حالت سکر میں چند باتیں اور چند کلمات عالیہ غالباً حضرت مولانا کی زبان پر آ گئے تھے بعض سخن چیں معترضین نے یہ بات سلطان وقت تک پہنچا دی مولانا کو جب اس شکایت کی خبر ہوئی تو مولانا نے وضاحت کے لیے بادشاہ وقت کو وہ کلمات لکھے اور فرمایا کہ طالبین طریقت کی تعلیم و تلقین کے لیے ان کی استعداد کی مناسبت سے ان کلمات کے سوا چارہ نہیں ورنہ یہ عاجز اپنی عام صحبتوں میں حتی الامکان ان چیزوں سے احتراز کرتا ہے لیکن کبھی کبھی مجبوراً یہ کلمات درمیان میں لانے پڑتے ہیں ؎

آہن رباے جذب حریفان کشور حرف
ورنہ دریں طریق ز گفتار فارغیم!

(کبھی کبھی حریفوں کا دل کھینچنے کے لیے ہم رکاب کا سہارا لیتے ہیں ورنہ اس راستہ میں ہم گفتگو سے فارغ ہیں)
آپ نے فرمایا درویشوں کی بات سننے کے لیے ایسی ہستی درکار ہے جو تمام اوصاف بشریت سے خالی اور فانی ہو یعنی صفت فنا کی آشنا اور اس سے متصف اسی لیے وہ لوگ جو ان صفات سے متصف نہیں درویشوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور اگر کوئی صاحب حال نہ ہو لیکن سچائی اور اخلاص سے درویشوں کی باتیں کرتا اور انہیں سنتا ہو تو وہ کیفیات سے متصف ہوتا جائے گا۔

تسمیہ: حضرت مولانا عبدالقادر دانشمند حضرت مولانا محمد رومیؒ کے مرید تھے انھوں نے حضرت مولانا سے مسجد مغاک میں پوچھا کہ بعض بزرگوں کا یہ کلام کہ:

"دل از دشمن برگیر و دوست را طلبیدن چہ حاجت است"
(دشمن کا دل تھام۔ دوست کو چاہنے سے کیا حاصل)

کیا درجۂ نہایت کی نشاندہی کرتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ کلام مبتدی اور متوسط کے حال کے مناسب ہے کہ جسے نفی سے بہت حصہ ملا ہو لیکن بالآخر وہ مرتبۂ اثبات کو نہ پہنچ پایا ہو اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

marfat.com
Marfat.com

ہر کرا نفی فراواں شد و اثباتے نیست
گرچہ بیناست ولے صاحبِ مرآتے نیست

(جس کو نفی کا بہت سا حصہ ملا لیکن اثبات کا حصہ نہ ملا وہ اگرچہ بینا ہے مگر صاحبِ آئینہ نہیں)

حضرت مولانا کے عظیم فرزند اور عالی مقدار خلفار ہوئے ہیں۔ جن میں سے بعض کے حالات اس کتاب میں انشاء اللہ قدرے تفصیل کے ساتھ بیان ہوں گے۔ باللہ التوفیق۔

خواجہ کلاں وہبیدی رحمۃ اللہ علیہ: آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔ آپ حضرت مولانا خواجگی کے دوسرے ہونہار فرزند ہیں۔ پہلے فرزند حضرت مولانا محمد خواجہ تھے۔ حضرت خواجہ عبدالقادر انہی بڑے فرزند مولانا محمد خواجہ کے صاحبزادے تھے اور کاسان میں اپنے وقت کے بڑے شیخ اور مقتدیٰ تھے۔

حضرت خواجہ کلاںؒ اپنے والد بزرگوار کی حیات میں ہی بلند درجات طے کر چکے تھے اپنی وفات کے قریب آپ کے والد ماجد نے اپنے اکثر مریدوں کو آپ کے حوالہ کر دیا تھا اور فرمایا تھا اے فرزند خواجہ محمد! تمہیں مبارک ہو کہ آج رات بہت سی ارواح طیبہ پاک روحیں جمع ہوئیں اور کہنے لگیں کہ تمہارے اس فرزند کو ہم فقرار کا خادم بناتے ہیں اور انہوں نے فاتحہ پڑھی آپ چونکہ عالی ہمت تھے آپ نے اس پر قناعت نہ کی۔

اس نعمت کی مزید طلب کے لیے آپ نے حضرت خواجہ محمد اسلام المعروف بہ خواجہ جویبار کی طرف رجوع کیا جن کے حالات انشاء اللہ عنقریب بیان ہوں گے۔ حضرت خواجہ نے انکساری کا اظہار فرمایا اور کہا کہ تمہارے والد بزرگوار نے مجھے تمہاری اطاعت کا حکم فرمایا ہے حضرت مخدوم زادہ نے پھر انکساری اور اصرار کے ساتھ فرمایا تو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مجھے مولانا کا حکم ہے کہ آپ کی بات مانوں۔ ناچار آپ نے حضرت مخدوم زادہ کی بات مان لی۔ اور اس طرح خواجہ کلاں وہبیدیؒ نے اس سلسلہ عالیہ کے بقیہ حالات بھی حاصل کر لیے حضرت خواجہ نے بیس سال کی مدت انتہائی تواضع و انکسار اور انتہائی مسکینی کے ساتھ گزاری جو درحقیقت انتہائی عزت و بلند اقبالی کی زندگی تھی اور مختلف طرح کی دینی خدمات انجام دیں۔ خواجہ محمد اسلام بھی چونکہ خواہشمند تھے کہ مخدوم زادہ اس سلسلہ کی پوری پوری خدمت

marfat.com
Marfat.com

بجا لائیں آپ نے ان کے ساتھ وہی مشفقانہ سلوک کیا جو ابتداءً حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے میر عبدالاول قدس سرہ کے ساتھ کیا تھا۔ اسی لیے حضرت خواجہ جویبار نے فرمایا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ مخدوم زادہ صاحب اپنے والد بزرگوار کے مزار منبع الانوار پر تشریف فرما ہوں اور طالبین طریقت کی تربیت کی طرف متوجہ ہوں تاکہ ہم جیسے بہت سے لوگ حضرت سے مستفید ہوں۔ چنانچہ حسب الحکم حضرت مخدوم زادہ نے وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔

کئی سال تک طالبین طریقت آپ سے فیض یاب ہوتے رہے آپ کو کمال درجہ کا عجز وانکسار اور سوز ونیاز حاصل تھا۔ وجد وسماع سے آپ کو بڑی رغبت تھی۔ چنانچہ آپ جب سفر پر ہوتے تو گویوں اور نے نوازوں کی ایک جمعیت آپ کے ہمرکاب ہوتی۔ ان میں سے درویش رقص وسماع میں مصروف ہوتے۔ خواجہ اسحاق کے سوا تمام بھائیوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ سے مستفید ہوئے آپ کے معتقدین میں سے ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک دن آپ اہل اللہ کی صحبت اور ان کی مبارک نظر پڑ جانے کے متعلق واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک بزرگ کے بارے میں ہیں نے سنا کہ ایک چڑیا یا ایک کوّے پر انہوں نے نظر جمائی لوگوں نے اس کا راز معلوم کرنا چاہا تو ان بزرگ نے فرمایا شاید اس پرندہ پر کسی اللہ کے پیارے کی نظر پڑی ہو یا اس پرندہ نے انہیں دیکھا ہو۔ میں چاہتا ہوں اس نظر کا کچھ حصہ مجھ پر بھی پڑ جائے آپ کا انتقال ۱۰۰۱ھ میں ہوا اور اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے آپ کے کئی فرزند اور خلفاء اپنے اپنے وقت کے مقتدی ہوئے بعض اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور بعض اب بھی طالبین طریقت کو فیض پہنچا رہے ہیں۔

خواجہ دوست رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت مولانا خواجگی کے چوتھے فرزند تھے اس لیے کہ آپ کے اور خواجہ کلاں کے درمیان خواجہ صدیق نامی ایک اور فرزند تھے وہ اپنے بڑے بھائی کی طرح مسند ارشاد پر نہ بیٹھے تھے اور یہ خواجہ دوست بڑے صاحب حالات وجذبات تھے اور ان کے مزاج میں بڑی انکساری تھی یہ اپنے والد بزرگوار سے تعلیم طریقت کے لیے مجاز تھے۔

marfat.com

Marfat.com

خواجہ اسحٰق دہبیدی رحمۃ اللہ علیہ : آپ مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمدؒ کے پانچویں فرزند تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ کی تربیت واجازت اور طریقت کی تعلیم مولانا لطیف اللہ نے مکمل کی جو آپ کے والد محترم کے خلیفۂ معظم تھے جیسا کہ ان کے حالات کی تفصیل میں انشاء اللہ جلد آئے گا۔ آپ کا جسم بہت پھیلا ہوا اور بڑا بارعب تھا اور آپ کی مبارک ڈاڑھی اتنی لمبی چوڑی تھی کہ جب آپ بیٹھا کرتے تو وہ آپ کے کاندھوں اور آغوش میں پھیل جاتی تھی اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ دیکھنے والے کی نظر میں آپ کی یہ ظاہری ہیئت ہی اسے آپ کے حلقۂ ارادت میں آنے پر آمادہ کرتی تھی۔ جیسا کہ مشہور قول ہے۔

اَلظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ۔

(انسان کا ظاہر اس کے باطن کا پتہ دیتا ہے)

یہ بات آپ کے حق میں پوری طرح صادق آتی تھی۔

آپ ماوراء النہر سے کاشغر وختن کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں بے شمار نیک طینت وپاک باطن حضرات نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مرتبے پائے۔ کاشغر کا حاکم محمد خان بھی آپ کے مریدوں میں سے تھا۔ اس علاقہ میں حضرت خواجہ اسحٰقؒ سے اس سلسلہ کی بہت اشاعت ہوئی۔ آپ دیوانہ اشتر کو جو آپ کے مریدوں میں سے تھے اور مجذوب صاحب حال اور کثیر الوجد تھے وہاں چھوڑ کر اپنے وطن واپس آئے اور [illegible]ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔ قریۂ سفید کوہ میں ایک قریہ "دہ بید" ہے۔ والد کے بعد وہاں آپ کی سکونت تھی اور آپ وہیں مدفون ہیں آپ کے منتسبین کی زبانی میں نے سنا ہے کہ جب حضرت خواجہ اسحٰق دہبیدیؒ نے ترکوں کے شہر سے ماوراء النہر واپسی کا ارادہ کیا تو بعض ترکوں نے ناسمجھی کی بنا پر محبت وخلوص کے جذبہ سے مغلوب ہو کر ارادہ کیا کہ آپ کو وہیں شہید کر ڈالیں تاکہ وہیں آپ کا مزار بن جائے اور ان کے اور ان کے صاحبزادگان کے لیے وہ ایک متبرک زیارت گاہ بن جائے۔ جب یہ بات حضرت خواجہؒ کے کانوں میں پہنچی تو اگرچہ آپ شہادت کے متمنی تھے مگر آپ کی شفقت نے گوارہ نہ کیا کہ مسلمان کسی مسلمان کا خون بہانے کے مرتکب ہو جائیں چنانچہ آپ نے ان لوگوں

marfat.com

Marfat.com

کو اپنے پاس بلا کر نصیحتیں فرمائیں اور اس فعل کی قباحت سے آگاہ کیا۔

خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتویں فرزند تھے اس لیے کہ آپ کے اور خواجہ اسحٰق کے درمیان خواجہ ابراہیم ابراہیم نامی ایک فرزند تھے جن کا تاشقند میں انتقال ہوا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین کی تربیت آپ کے والد بزرگوار کے بعد آپ کے بھائی حضرت خواجہ کلاں نے کی۔ آپ کے مزاج میں انتہا درجہ کی انکساری تھی۔ آپ کو کامل نسبت حاصل تھی۔ ایک مدت تک طالبین طریقت بلخ میں آپ سے فیض یاب ہوتے رہے پھر آپ بلخ سے تاشقند تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ مولانا خورد رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی آپ کے عقد میں تھیں ان نیک طینت خاتون سے آپ کے ایک فرزند خواجہ جانی ہوئے جو آج بھی اپنے چچا زاد بھائی حضرت خواجہ ہاشم کی خدمت میں پاکیزگی قلب اور حصول مراتب عالیہ میں مشغول ہیں آپ نے اپنے دادا بزرگوار کے حالات اور ان کی کرامات کے بارے میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے جس کا نام خلاصۃ المقامات رکھا ہے مولانا دوست صحاف حافظ ابراہیم اور مولانا باقی کے انہی حالات کے بارے میں جو رسائل ہیں خلاصۃ المقامات انہی کا انتخاب ہے جن پر آپ نے نظر ثانی کی ہے۔

خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ انتہائی سادہ مزاج اور متین۔ اپنے والد بزرگوار اور بھائیوں کی نسبت کے پوری طرح آشنا تھے۔ خواجہ محمد امین آپ ہی کے فرزند ہیں جو انتہائی فرشتہ صفت بزرگ ہیں اور آجکل شہر بلخ میں طالبین طریقت ان کی صحبت اور ان کے طریقوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حضرت خواجہ کے بعد بھی کافی عرصہ زندہ رہے۔

مخدوم اعظم کے خواجہ حسن نامی ایک اور فرزند بھی ہیں جو شہر بلخ میں سکونت پذیر ہیں خواجہ ہاشم جو اپنے چچا زاد بھائی سے صاحب اجازت ہیں آپ کے فرزند ہیں اور اب حضرت مولانا خواجگی احمد کے خلفاء کا حال بیان کرتے ہیں۔

بِمَشِیْئَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَعَوْنِہٖ

(اللہ سبحانہ کی مشیت اور اس کی مدد سے)

marfat.com

Marfat.com

حالات خلفاء مولانا خواجگی

مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ: آپ کی جائے پیدائش اور وطن مالوف قریہ جست ہے جواخکت کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے آپ نے سمرقند میں حضرت مولانا عصام الدین اور دیگر علماء وقت سے علم حاصل کیا فارغ التحصیل ہونے سے پیشتر حق تعالیٰ کی عنایت سے ایک شدید جذبہ آپ میں پیدا ہوا جو کشاں کشاں آپ کو حضرت مولانا محمد قاضیؒ کی خدمت میں لے گیا یہاں آپ رجوع الی اللہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ حضرت مولانا محمد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے تو آپ نے حضرت مولانا خواجگی کے دامان دولت سے وابستگی اختیار کر لی۔ آپ ہمیشہ ان کی خدمت میں رہا کرتے۔ اس کے باوجود کہ آپ خود صاحب علم و فضیلت تھے آپ ہمیشہ مولانا خواجگیؒ کی سواری کی لگام تھام کر پیادہ چلا کرتے حدیث شریف میں آتا ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

(جس نے اللہ کی خاطر تواضع و انکساری اختیار کی اللہ پاک نے اسے بلند کیا)

چنانچہ حضرت مولانا لطف اللہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بشریت کی پستی سے نکال کر فرشتوں کی بلندی پر پہنچایا۔ مولانا دوست صحاف علیہ الرحمۃ آپ کی قوت تصرف کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے مولانا لطف اللہ کی شان میں کچھ بے ادبی ہو گئی جس کے باعث وہ مجھ سے آزردہ خاطر ہو گئے اور مجھ سے میرے احوال سلب کرنے چاہے میں نے یہ محسوس کر لیا اور فوراً حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ والا طریقہ اختیار کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی پناہ میں آگیا اور اس طرح مولانا لطف اللہ کے غصہ سے بچا اس واقعہ کے بعد ایک دن میں خلوت میں حضرت مخدوم مولانا خواجگیؒ کے پاؤں داب رہا تھا کہ اچانک مولانا خواجگی نے فرمایا کہ بھائی تم نے خوب کیا کہ مولانا لطف اللہ کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں چلے گئے اور میری طرف متوجہ نہ ہوئے کہ تمہیں ان سے

marfat.com

Marfat.com

چھوڑنا میرے لیے بہت مشکل تھا۔ حضرت مولانا خواجگی کے انتقال کے بعد مولانا لطف اللہ سمرقند میں مسند ارشاد پر بیٹھے۔ بہت سے ہم رتبہ اکابر نے بھی آپ کی طرف رجوع کیا اور برکتیں حاصل کیں۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ سلسلۂ کبرویہ کے بعض اکابر نے دائروں پر مشتمل ایک نقش بنایا تھا جس میں اپنے سلسلہ کے درویشوں کے نام لکھے تھے۔ حضرت مولانا لطف اللہ کی نظر سے یہ نقش گزرا تو آپ نے دیکھا کہ ایک بڑا دائرہ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ ظاہر کیا گیا ہے اور اس دائرہ کے بالمقابل اتنا ہی بڑا اور خوبصورت دائرہ ہے جو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دائرہ ظاہر کیا گیا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ کی پشت پر حضرات شیخین ابوبکر صدیق و عمر فاروق اور حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے دائرے ہیں لیکن یہ دائرے بہت تنگ چھوٹے اور بے رونق ظاہر کیے گئے ہیں۔

مولانا لطف اللہ نے دائروں کا یہ نقش دیکھ کر فرمایا کہ اس طرح دائرے کھینچنا کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ کوتاہ نظر جب اسے دیکھیں گے تو اس سے پہلے دوسرے اور تیسرے خلیفہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم پر چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو افضل جانیں گے اور خاص طور پر ایسے وقت جبکہ اہل تشیع مسلمانوں کے شہروں میں اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔

سلطان ابوسعید خاں اس سلسلہ کبرویہ میں مرید اور اہل سلسلہ کا عقیدتمند تھا۔ کچھ شر پسندوں نے مولانا لطف اللہ کے الفاظ بدل کر اس کے کان بھرے۔ اس بے ادب نے مولانا لطف اللہ کی زبان کاٹ ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ چنانچہ اس گستاخ کے حکم پر مولانا کی زبان کاٹ دی گئی۔ صاحب دوائر لکھتے ہیں مولانا زبان کٹنے کے بعد بھی اپنے سابق طریق پر طالبین طریقت کو ارشاد و تلقین فرمایا کرتے تھے حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے الطاف سے مولانا لطف اللہ کو نوازے۔ سلطان ابوسعید خان کو مولانا لطف اللہ کے ساتھ گستاخی کرنے کی یہ سزا ملی کہ وہ اس واقعہ کے بعد بہت جلد مر گیا۔ اور اس کی سلطنت بھی اس کے بعد اس کے بچوں سے چھن کر دوسروں کے قبضے میں چلی گئی ؎

marfat.com
Marfat.com

دشمنی اہل خرد جز دشمنی باخویش نیست

(اہل اللہ کے ساتھ دشمنی کرنا درحقیقت اپنے ساتھ دشمنی کرنا ہے)

اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا اپنے وطن واپس آ گئے اور وہیں ۹۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت مولانا نے سلوک وجذبہ کے موضوع پر اور بعض اکابر کے اشعار کی تشریح کے سلسلے میں چند رسالے لکھے ہیں۔ انہی میں عارف رومیؒ کے اس شعر کی تشریح پر بھی ایک رسالہ ہے ؎

می گفت در بیاباں رند دہل دریدہ
عارف خدا ندارد او نیست آفریدہ

"بیابان میں ایک مست درویش بہ بانگ دہل کہتا تھا کہ عارف کا خدا نہیں وہ مخلوق نہیں۔"

فرماتے ہیں کہ "بیابان" سے مقام حیرت مراد ہے اور "رند" ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی ہستی کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہستی میں مٹا دیا ہو "دہل دریدہ" سے مراد یہ ہے کہ اس رند کی ہستی کی ہیبت وسختی ختم ہو چکی ہے اور "عارف" اسے کہتے ہیں جو مقام فنا پر فائز ہو یعنی کامل فنا کے شرف سے مشرف اور "آفریدہ نیست" سے مراد یہ ہے کہ وہ قطرہ تھا دریا میں مل گیا اور عین دریا سے مراد خدا تعالیٰ کی ذات ہے کہ وہ دوسروں کو پیدا کرنے والا ہے۔ مخلوق نہیں۔

۲۔ خواجہ خاوند محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپ کی نسبت ظاہری چھ واسطوں سے خواجہ حسن عطار کے توسط سے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمہما اللہ تک پہنچتی ہے۔ آپ نے نسبت معنوی کی تکمیل حضرت خواجہ اسحٰق دہ بیدیؒ کی خدمت میں رہ کر کی پھر سفر اختیار فرمایا اور ہندوستان تشریف لائے اور کشمیر میں طریقۂ نقشبندیہ کی ترویج کی اور خانقاہ تعمیر کی۔ کچھ عرصہ بعد آپ لاہور تشریف لائے اور وہیں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

۳۔ خواجہ محمد اسلام رحمۃ اللہ علیہ: آپ خواجہ جوئیبار کے نام سے مشہور ہیں ان کے

marfat.com
Marfat.com

کہ آپ کی جائے پیدائش و رہائش موضع چوبیار ہے جو بخارا میں ہے اللہ پاک اسے اور مسلمانوں کے تمام شہروں کو فتنوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔ آپ حضرت مولانا خواجگی کے اجلہ اصحاب میں سے تھے۔ ایک فاضل تحریر فرماتے ہیں کہ آپ مولانا خواجگیؒ کے پیر بھائی تھے۔ آپ مولانا محمد قاضی کے مرید تھے۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا خواجگیؒ سے وابستگی اختیار کر لی۔

آپ نے مولانا خواجگیؒ کی تربیت و صحبت سے بہت کچھ حاصل کیا۔ آپ کی نسبت ظاہری خواجہ ابوبکر بن سعد سیمتنی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے جو کبار متقدمین سے تھے اور جنہوں نے ۳۶۰ھ میں رحلت فرمائی۔ سیمتن شہر بخارا کے قبلہ کی جانب ایک قصبہ کا نام ہے۔

"دوار فی اسمار الاکابر" کے مؤلف تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد اسلام کو امیر سید کلال کے صاحبزادے امیر حمزہ کے بعض اصحاب کی صحبت حاصل رہی ہے رحمہم اللہ مگر یہ بات کچھ زیادہ معتبر معلوم نہیں ہوئی اس لیے کہ حضرت امیر حمزہ کا انتقال ۸۰۰ھ میں ہو چکا تھا۔ اور خواجہ محمد اسلامؒ کا وصال ۹۱۰ھ میں ہوا اور ان کی عمر اندازاً اسّی سال تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ نے ایام طفولیت میں کسی درویش کو دیکھا ہو اور انہوں نے جوانی کے ایام میں حضرت امیر کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو اور اس درویش کی عمر ایک سو دس سال سے متجاوز ہو۔

مختصر یہ کہ حضرت خواجہؒ اپنے وقت کے عارفین میں سے تھے۔ بہت سے طالبین طریقت آپ کی نظر و صحبت کی برکت سے صاحب حضور و باطن بن گئے۔ ایک عزیز نے لکھا ہے کہ مخزن اسرار یقینی قاسم شیخ کرمینی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض طالبین طریقت کو حضرت خواجہ جوبیارؒ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ اس قفل کی چابی ان کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت خواجہ کا عجیب طریقہ یہ تھا کہ اکثر شکار پر رہتے اور شکار پہ جانے کے لیے انتہائی قیمتی گھوڑوں پر سوار ہوتے۔ شکار کے لیے باز شاہین اور اسی طرح کے شکاری پرندے آپ کے ساتھ ہوتے اور شکار تو درحقیقت بہانہ تھا۔ اس طرح آپ کئی دن صحراؤں اور کشت زاروں میں بسر کرتے اور اس سے آپ کا مقصد ستر حال اور رفع تعین ہوتا اور وجود کے بوجھ سے تخفیف اور ہلکا پن۔ چنانچہ نفحات الانس میں عبدالرحیم اصطخری سے منقول ہے کہ آپ

marfat.com
Marfat.com

سلطان کے شکاریوں کے ساتھ شکار پر تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ قصبہ سیمتین میں مدفون ہوئے جو شہر مذکور بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔

خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ: المعروف بہ خواجہ کلاں جو یبار۔ آپ خواجہ جو یبار کے فرزند رشید تھے۔ چونکہ ماوراء النہر کا حاکم عبداللہ خان اور بعض امراء آپ کے والد ماجد کے مرید تھے آپ کے پاس تحفہ میں دی ہوئی جاگیریں تحفے تحائف اور بڑا مال و دولت ہوگیا لیکن حضرت خواجہ صاحبِ احترام کو معنوی فقر کا پورا پورا حصہ ملا تھا۔ آپ ظاہراً اغنیاء کی لیکن حقیقتاً اولیاء اللہ کی سیرت کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے آپ ہمیشہ فقراء و غرباء اور محتاجوں کے متعلق بڑے فکرمند رہتے اور ان کے حالات سے اپنے آپ کو باخبر رکھتے اور ایک لمحہ بھی ان کی خدمت کیے بغیر آرام سے نہ رہتے۔ اس تمام مال و دولت اور جاگیر کے باوجود بھی درحقیقت آپ کا دل ان تمام چیزوں کی محبت سے پاک تھا۔ آپ دل کے بڑے زاہد تھے اور درحقیقت اس مال و دولت کے پس پردہ زہد کا جو حسن ہے آپ اسے آشکارا فرماتے تھے اور یہ اسی طرح جیسے حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کہ آپ کی سلطنت بھی تھی اور آپ کے پاس مال و دولت بھی لیکن اس کے باوجود آپ کو کمال زہد حاصل تھا اور آپ کا دل خدائے ذوالجلال کے علاوہ ہر چیز سے خالی تھا حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کا ۹۹۲ھ میں انتقال ہوا اور آپ اپنے والد کے پہلو میں دفن کیے گئے رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا دوست رحمۃ اللہ علیہ: آپ اخسکت سے تعلق رکھتے تھے۔ جب قطب ربانی حضرت مولانا خواجگی کاسانی کا آفتاب ارشاد اس علاقہ میں روشن ہوا تو مولانا دوست انوار دوست کے اقتباس کی غرض سے ان کی طرف لپکے اور حضرت مولانا خواجگی کی صحبت اختیار کی جب مولانا اعظمؒ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو مولانا دوست نے انتہائی عاجزی و ادب کے ساتھ مولانا لطف اللہ کی طرف رجوع کیا جو مولانا خواجگی کے اعظم خلفاء میں سے تھے آپ اس وقت دارالاسلام بلخ تشریف لے آئے تھے اور یہیں کی اقامت اختیار کرلی تھی اور یہیں طالبانِ طریقت

marfat.com
Marfat.com

کو فیض یاب فرماتے تھے اور بہت لوگ آپ سے بہرہ ور ہوئے تھے کہ جن میں سے بعض کے احوال اس کتاب میں انشاء اللہ بیان ہوں گے۔ آپ نے اسی شہر میں ۸۱۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کی قبر شریف بلخ میں بیرون شہر مشہور ہے اور مرجع خلائق ہے رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

اس عاجز نے آپ کا ایک رسالہ دیکھا تھا جس کا موضوع تھا اس سلسلہ عالیہ کے اسرار و اطوار یہ بہت عمدہ رسالہ تھا مگر افسوس کہ میں جب یہ اوراق لکھ رہا تھا تو اس رسالہ کو بڑا ڈھونڈا مگر نہ ملا۔ ورنہ اس رسالہ سے یہاں ان کے چند اقوال نقل کرتا اپنے مرشد کے اشارہ پر مولانا دوست نے اپنے مرشد کے کچھ ارشادات اور کچھ کرامات تحریر فرمائی تھیں۔

ایک فاضل نے مولانا دوست کے حالات کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ میں نے اس میں یہ واقعہ دیکھا کہ شادی صوفی نام کے ایک درویش تھے جو بڑے قوی جذبہ کے مالک تھے انہوں نے فقر کے بھی تمام مراحل طے کیے تھے۔

یہ درویش مولانا دوست کی محفل میں آئے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہو کر انہیں دیکھنے گئے ایک سرد آہ ان کے سینے سے نکلی اور انہوں نے مولانا سے کہا وہ بڑا اچھا وقت تھا کہ صحاف کی دکان پر آپ اس طور طریق اور لوگوں کے اس ہجوم سے آزاد تھے مولانا نے کہا جو آپ نے فرمایا وہ صحیح ہے اور مولانا رونے لگے۔

مولانا کے خلفاء میں سے ایک بزرگ سے میں نے سنا کہ مولانا فرماتے تھے کہ توحید وجودی کا مجھ پر غلبہ تھا اور میں اپنے حضرت مخدوم کے آستانہ پر تھا۔ ایک دن عجب جوشِ سکر کا عالم ہوا۔ قریب تھا کہ میری زبان سے بھی اَنَا الْحَق کا وہی کلمہ نکلے جو حضرت منصور نے جوشِ سکر کے عالم میں ادا کیا تھا کہ میرے مخدوم میری اس حالت پر مطلع ہو گئے۔ انہوں نے دور سے ایک نعرہ بلند کیا جو حقیقت میں درپردہ تھا مجھ پر توجہ تھی کہ ایک طرح کا تصرف آپ کا یہ نعرہ بلند ہوتے ہی میرا وہ جوشِ سکر ختم ہو گیا۔

راقم عرض کرتا ہے کہ حضرت خواجہ بابا تاشقندی کا وہ قصہ جو عنقریب آ رہا ہے اور مولانا دوست کا یہ قصہ حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی تصدیق کرتے ہیں کہ جن دنوں منصور نے اَنَا الْحَق کا نعرہ بلند کیا ان دنوں میں حضرت خواجہ

marfat.com
Marfat.com

عبدالخالق عجدوانی کے معنوی فرزندوں میں سے کوئی ہوتا تو منصور کبھی سولی پر نہ چڑھتے یعنی وہ بزرگ تصرف کے ذریعہ منصور کو اس مقام سے واپس لے آتے حالتِ سکر سے حالتِ صحو میں اور حالتِ تلوین سے حالتِ تمکین میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دن سمرقند میں حضرت مخدوم کے ہمراہ میں حمام جا رہا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ہمارے مخدوم کا مبارک وجود جو بار امانت کا حامل ہے آیا یہی وجود ہوگا۔ میں نے فوراً دیکھا کہ آپ کا وجود بڑا ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک پورے حمام پر چھا گیا۔ میں مجسم نیاز و انکساری ہو گیا۔ کچھ دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا وجود آہستہ آہستہ چھوٹا ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا۔

مولانا خورد رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا خواجگیؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت مولانا کے خلفاء میں جذبات و غلبات کی زیادتی کے باعث آپ کو ایک خاص امتیاز حاصل تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے ایک دن حضرت مولانا خواجگیؒ اپنے خلفاء و معتقدین کے ہمراہ ایک کھیتی پر گذر رہے تھے اچانک مولانا خورد کے سر میں شورش شروع ہوئی اور آپ نے اپنے عصا سے کھیت کے پودوں کو مارنا اور گرانا شروع کر دیا۔ درویشوں نے آپ کو ایسا کرنے سے منع کیا لیکن حضرت مولانا خورد باز نہ آئے حضرت مولانا خواجگیؒ اس اثناء میں مراقب ہوئے اور ایک لمحہ بعد سر اٹھایا اور فرمایا ہمارے دیوانہ نے ان کو دیکھ لیا ہے۔ جب معتقدین نے آپ سے اس کا راز دریافت کرنا چاہا تو مولانا خواجگیؒ نے فرمایا آج سلطان عبداللہ خان جو نیک بادشاہ اور اہل سنت والجماعت کا حامی ہے خراسان میں قزلباش کے سپاہیوں سے نبرد آزما ہے اور اس جنگ میں درویشوں کی امداد و اعانت کا طلب گار ہے۔ ہمارے دیوانہ کو اس کی یہ امداد و اعانت طلب کرنا معلوم ہو گیا ہے اور وہ دشمن کے سپاہیوں سے لڑائی میں مصروف ہے اور اس طرح یہ دیوانہ سلطان عبداللہ خان کی امداد و اعانت کر رہا ہے۔ چند دن بعد حضرت مولانا خواجگیؒ کی بتائی ہوئی خبر صحیح ثابت ہوئی اور پتہ چلا کہ اس روز جنگ تھی۔

بلخ کا حکمران پیر محمد خان حضرت مولانا خواجگیؒ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا اس نے

marfat.com

Marfat.com

حضرت سے درخواست کی کہ آپ اپنے ایک صاحب عظمت خلیفہ کو شہر بلخ میں متعین فرمادیں تاکہ اس شہر کے طالبین طریقت اس کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ حضرت مولانا خواجگیؒ نے اس عظیم کام کے لیے مولانا خورد کو پسند فرمایا اور انہیں بلخ بھیج دیا۔ مولانا خورد جب اس شہر میں پہنچے تو تھوڑے ہی دنوں میں ایک کثیر مخلوق آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور تعلیم طریقت سے فیض یاب ہوئی کہتے ہیں جب خاص و عام کا ہجوم آپ کی خلوت و تنہائی میں مزاحم ہوا تو ایک دن آپ نے تنگ دل ہو کر ایک غزل کہی جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

سودائے جاناں داشتم از خلق پنہاں داشتم

اما دریغا فاش شد بر ہر طرف افسانہ ام

(مجھے محبوب کی جدائی کی دیوانگی ہے۔ میں یہ دیوانگی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا تھا مگر افسوس اب اس راز کا پردہ فاش ہو گیا ہے اور میں ہر طرف ایک افسانہ بن گیا ہوں)

آپ ۹۹۰ھ میں بلخ میں اس عالم فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی آخری آرامگاہ بھی اسی شہر بلخ میں ہے۔ آپ نے بھی دنیا میں بڑے صاحب مرتبہ خلفاء چھوڑے جن میں بعض کا ذکر اس کتاب میں انشاء اللہ آگے آئے گا۔

اس عاجز نے ایک درویش کو دیکھا جو آپ کے خلفاء میں سے تھے اور جن کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی۔ کمال جذبہ و حالت کے مالک تھے میں نے ان سے اس نعمت کے حصول کی ابتداء کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک شب میں حضرت مولانا کے پاؤں دابتا تھا کہ اسی شب اس نعمت سے فیض یاب ہوا۔ میں نے حضرت مولانا کا ایک رسالہ دیکھا جس میں تحریر تھا کہ جو طریقے اللہ پاک کی طرف پہنچانے والے ہیں ان میں ایک طریقہ توجہ کا ہے اور بغیر جذبہ توجہ ممکن نہیں ہے۔ دوسرا طریقہ صحبت کا ہے جو نزدیک ترین راہ ہے مگر اس کے لیے جس کا سلوک بطریق جذبہ ہو۔

اسی رسالہ میں آپ نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ ذکر کا نتیجہ وجود بشریت کی فنا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جن چیزوں نے تیرے دل میں گھر کر رکھا ہے اور تجھے ان سے

marfat.com

Marfat.com

محبت ولگاؤ ہے۔ مثلاً بیوی بچے اور ایسی ہی دوسری چیزیں ان کی محبت تیرے دل میں ٹھنڈی ہو جائے۔ سرد پڑ جائے۔

مولانا میر محمد کاشغری رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم خلفاء میں سے تھے آپ نے جب مولانا خواجگی سے وطن واپسی کی اجازت چاہی تو حضرت مولانا نے فرمایا یہ ہم سے دور رہنے کا وقت نہیں۔ اتفاق کی بات کہ کوئی ایسی مجبوری ہوئی کہ مولانا میر محمد کو مجبوراً کاشغر جانا پڑا وہاں بہت لوگ آپ کے مرید ہو گئے جب حضرت مخدوم اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا ان کے لیے یہ اچھا نہ تھا مگر اب کیا ہو۔ کچھ مدت بعد مولانا میر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ انتقال سے پیشتر آپ نے ایک درویش سے کہا: حضرت مخدوم برہم ہیں اور فرماتے ہیں ہمارے پاس آجا وہ درویش یہ سن کر حیران ہوا جب مولانا کی وفات ہو گئی اس درویش نے حضرت مخدوم کی خدمت اختیار کی۔ اچانک اس کے دل میں خیال گزرا کہ مولانا کی قبر کو کھولا جائے جب کھولا تو دیکھا مولانا کی میت درست اور سلامت تھی۔ وہ اسے ایک کھال میں لپیٹ کر لے آیا۔ اس درویش کا کہنا ہے کہ جب بھی کسی منزل پر میں مولانا کی میت کو رکھتا تو دیکھتا کہ آپ کا چہرہ قبلہ کی جانب ہے اور آپ مراقبہ کی حالت میں بیٹھے ہیں جب میں حضرت مخدوم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا تو ہمارے دوست میر محمد کو ہمارے پاس لے آیا۔ بڑا اچھا کیا اور جس جگہ بعد میں حضرت مخدوم دفن ہوئے آپ نے مولانا کے متعلق حکم دیا کہ اسی جگہ دفن کیا جائے۔

مولانا بابا میر رحمۃ اللہ علیہ: جامع مقامات حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو خلف الخلفاء کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم سے میرے بیعت ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن کچھ طالبان علم کے ساتھ میں آپ کے باغ میں تھا کہ میں نے حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ حالت مراقبہ میں بیٹھے ہیں۔ میں آکر کچھ دیر تک آپ کے پاس بیٹھا رہا۔ مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے بے اختیار بیعت کے لیے ہاتھ بڑھا دیئے۔ بیعت کے بعد مجھ سے آپ کے بغیر نہ رہا جاتا تھا اور میں آپ سے کچھ حاصل کرنے میں مصروف رہا۔ کئی سال تک اپنی پشت پر

marfat.com

Marfat.com

لکڑیاں اٹھا کر لاتا رہا اور حضرت کے آستانہ پر جھاڑ رہا۔ ہمیشہ گریہ وزاری کیا کرتا۔ میری وجہ سے میرے عزیز آنحضرت سے بے ادبی کرتے خصوصاً میرا ماموں جو جلد ہی قتل کر دیا گیا۔

خواجہ بابائے تاشقندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی حضرت مولانادہ بیدیؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ تربت امام ابوبکر قفال کے ہمسایوں اور شیخ خاوند ظہور رحمہم اللہ سبحانہٗ کی اولاد سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ابتداءً خواجہ بابا حضرت مولانا کی خدمت میں پہنچے۔ چونکہ اچھی استعداد کے مالک تھے پھر اہل ارشاد کی عنایات کی برکتیں کافی کچھ حاصل کیا لیکن ایک مجلس میں حضرت مولانا کے حضور کچھ بے ادبی کے مرتکب ہو گئے۔ جس سے ان کی طبیعت میں گرانی پیدا ہو گئی۔ اس کے سبب خواجہ بابا کی حصول طریقت کی راہ میں خلل پڑ گیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا:

"خواجہ بابا شہباز تیز پر بود لیکن بنا بر فقدان ادب پر بالش بریدیم"

(خواجہ بابا ایک بلند پرواز شاہین تھا لیکن ادب نہ ہونے کے باعث ہم نے اس کے پر کاٹ دیئے)

خواجہ بابا نے اس تقصیر کی تلافی کے لیے بہت کوشش کی اور مرشد کے آئینہ دل سے وہ غبار کچھ دور بھی ہو گیا لیکن مرشد کی پہلی جیسی عنایت انہیں پھر کبھی حاصل نہ ہو سکی۔ اس راہ طریقت کے ایک دیوانہ کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ روٹی اور تازہ کھانے کی طرح ہے۔ یہ تازہ کھانا جب ٹھنڈا ہو گیا تو دوبارہ اسے کتنا ہی گرم کرو اس میں پہلی سی لذت کبھی نہ پیدا ہو سکے گی۔

تاہم خواجہ بابا بڑے صاحب حالات وجذبات تھے ان سے منقول ہے فرماتے ہیں جن دنوں میں تاشقند میں تھا اور ہمارے حضرت مخدوم سمرقند میں تھے مجھ پر توحید کا غلبہ ہوا اور ایک دن اس حد تک زیادہ ہوا کہ انا الحق کا نعرہ مجھ سے بلند ہوا۔ اسی وقت ایک سبز پوش بزرگ ظاہر ہوئے اور مجھے پکڑا اور جھنجھوڑا اور چلے گئے اس کے بعد میری طبیعت کو سکون حاصل ہو گیا اور وہ کیفیت جاتی رہی۔ جب میں نے ان بزرگ کے متعلق سوچنا شروع کیا تو میرے ذہن نے کہا کہ وہ تو حضرت مخدوم ہی تھے جو اس صورت اور اس لباس میں ظاہر ہوئے تھے۔ مجھے اس حالت سے دوسری حالت میں لے آئے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

حضرت شیخ قاسم قالینی رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر ایک صاحبدل درویش نے اس عاجز سے فرمایا کہ میں جب دیار ہند کی طرف متوجہ ہوا تو اس سفر کے باعث میرے شیخ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ ابھی میں راستہ میں تھا کہ وہ ایک دن خواب میں مجھے دکھائی دیئے۔ خواب میں انتہائی غصہ کی حالت میں انھوں نے میرے پاؤں پر عصا مارا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا پاؤں پر ورم تھا اور وہ سخت درد کر رہا تھا۔ اس ورم اور درد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ میں صاحب فراش ہو گیا۔ خواجہ بابا کی دید کا شرف مجھے بچپن میں حاصل ہوا تھا وہ مجھ پر شفقت رکھتے تھے۔ حالت کشف میں دیکھا وہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اے صاحبزادے اس تو ہمارا ممنون ہے کہ ہم نے تیرے شیخ سے تیری تقصیر کی معافی چاہی اور تیرے پاؤں کا درد دور کیا تاکہ آئندہ جانے کا جو تیرا عزم ہے تو اسے پورا کرے۔ میں یہ سن کر رونے لگا اس رات کی صبح میں جب اٹھا تو میرے پاؤں کا وہ ورم اور درد ٹھیک ہو چکا تھا۔ خواجہ بابا کا مزار حضرت شیخ ابوبکر قفال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب ہی ہے رحمۃ اللہ۔

خواجہ عبدالرحیم اخسکتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مولانا خواجگی کا سانی کے انتہائی مخلص احباب میں سے تھے مزاج میں انتہائی انکساری تھی۔ اپنا حال دوسروں سے ہمیشہ چھپایا کرتے۔ مولانا خواجگی سے آپ نے بہت کچھ حاصل کیا ان کے بعد مولانا لطف اللہ سے بہرہ مند ہوئے۔ مسند مشیخت کے جلوس سے اجتناب فرمایا کرتے اور خاموشی کو بڑا پسند کرتے تھے ایسا اکثر ہوتا کہ مجلس میں اکابر گفتگو کرتے اور خواجہ عبدالرحیم سے بھی بات کرنے کی درخواست کرتے لیکن حضرت خواجہ فرمایا کرتے۔

"چوں مارا نوبت دادہ شد مادر نوبت خود خاموش میباشیم"

(جب یہ نوبت ہم تک پہنچی تو ہم اپنی باری پر خاموش رہیں گے)

حضرت مولانا خواجگی کا یہ پسندیدہ طریقہ تھا کہ اپنی خانقاہ والوں سے فرمایا کرتے کہ بجائے تنہا تنہا رہنے کے لوگ دو دو کی جوڑی بن کر رہیں اور باہم محبت بڑھائیں چنانچہ اسی پر عمل کرتے ہوئے خواجہ عبدالرحیم اور مولانا دوست باہم محبت والفت کے رشتہ میں جڑے ہوئے تھے اور یہی خصوصیت تھی جس کی بنا پر مولانا دوست نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے بعض مریدان

marfat.com

Marfat.com

کو وصیت کی تھی کہ ان کے بعد وہ خواجہ عبدالرحیم کی صحبت اختیار کریں۔
چنانچہ ان میں سے بعض مثلاً درویش سبزا ور قاسم شیخ قالینی وغیرہ ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کی صحبت اختیار کی اور بہرہ مند ہوئے آپ کی وفات ۹۸۵ھ میں ہوئی آپ کے ہونہار فرزند خواجہ عبدالحکیم قاسم شیخ قالینیؒ کے مرید اور منظور نظر تھے۔ بزرگوں کی نسبت سے انہوں نے بڑا حصہ پایا تھا ایک دن انہوں نے اس عاجز سے فرمایا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے والد بزرگوار کی روحانیت سے پوچھوں کہ آپ کس راہ پر تھے تاکہ میں بھی وہی راہ اختیار کروں اسی فکر میں متوجہ ہوا اور مجھ پر حالت کشف طاری ہوئی دیکھتا ہوں کہ والد بزرگوار تشریف لائے ہوئے ہیں اور میں آپ سے وہی بات پوچھ رہا ہوں اور آپ فرمارہے ہیں اے صاحبزادے ہمارے پاس لوہے کے ٹکڑے تھے ہم نے انہیں آئینہ بنایا اور اب اس میں دیکھ رہے ہیں ہم جیسے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خواجہ محمد علی اخسکتی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شیخ خاوند ظہور کی اولاد سے ہیں اور حضرت مولانا خواجگیؒ کے منظور نظر مرید

حضرت مخدوم کے ساتھ اپنی وابستگی کا واقعہ سناتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہ وابستگی اس طرح قائم ہوئی کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کاسان کے پل کے سرے پر بیٹھے ہیں میں نے آپ کے پاس آکر آپ کو سلام کیا آپ نے محبت و شفقت سے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے ایک جانب لے جاکر فرمایا تم آئے خوش آمدید۔ میں اپنے اندر آپ کی عنایات کی ایک مٹھاس محسوس کرنے لگا۔ مجھے اب انتظار ہوا کہ دن نکلے تو اس جگہ جاؤں اور اپنا چہرہ اس مقدس جسم سے ملوں۔ مجھے توفیق ہوئی اور میں ادھر جانے لگا کیا دیکھتا ہوں کہ اس جگہ اسی ہیئت اور اسی طریقے سے حضرت مخدوم بیٹھے ہیں میں نے سلام کیا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ نے سلام کے جواب کے بعد وہی کچھ کیا اس کے بعد آپ مجھے گھر لے گئے اور میں آپ سے بیعت ہوا مختصر یہ کہ آپ حضرت مخدوم کی عنایت کی برکات سے بہرہ مند ہوئے اور آپ کے خلیفہ بنے۔ وطن واپس آئے اور تعلیم طریقت میں منہمک ہوگئے اور وہیں سفر آخرت اختیار کیا۔ نزع کے وقت مولانا دوست صحاف اور مولانا بابا میر آپ کے سرہانے موجود تھے آپ نے ان

marfat.com
Marfat.com

سے فرمایا میری طرف سے یہ دو شعر حضرت مخدوم کے حضور عرض کرنا ؎

دل می رود زدستم صاحبدلاں خدا را
دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا
کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را

(اے دل والو! خدارا میرا دل ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔ ایک درد ہے جس سے پنہاں راز آشکارا ہو جاتا ہے۔ میری کشتی ٹوٹ پھوٹ رہی ہے۔ اے موافق تیز ہوا چل۔ تاکہ میں اس دوست آشنا کو پھر دیکھ لوں)

آپ نے یہ شعر پڑھا اور جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ جب یہ دو حضرات مولانا دوست صحاف اور مولانا بابا میر حضرت مولانا معظم کی خدمت میں پہنچے اور یہ دو شعر پیش کیے مجلس میں ایک آہ و بکا پھوٹ پڑی اور لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے۔

خواجہ حسن نثاری رحمۃ اللہ علیہ: خواجہ محمد علی ظہور نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ شیخ خاوند ظہور کی اولاد میں سے تھے اور حضرت خواجہ احرار قدس سرہما کے خاندان میں آپ کی رشتہ داریاں تھیں۔ بزرگوں کے مسلک کے سالک اور ممالک اسرار کے مالک کے الفاظ سے آپ نے ان کی تعریف کی ہے اور چند عظیم اولیاء اللہ میں ان کا شمار کیا ہے۔ یہ شعر بھی آپ ہی کا بنایا ہے ؎

ماہیانیم کہ از قعر بحار ملکوت
دم زناں سلسلہ جنباں بکنار آمدہ ایم

ہم ملکوت کے دریاؤں کی گہرائیوں میں سانس لینے والی مچھلیاں تھے، جو گردش کرتے کرتے کنارے پر آ لگیں

آپ کی عبارت کے سیاق و سباق سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کی مراد وہی شخصیت ہے جن کے وہ حالات بیان کر رہے ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

marfat.com
Marfat.com

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ: خواجہ حسن نثاریؒ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ آپ درویش قوی حال بلکہ شیخ صاحب کمال تھے۔ آپ نے مخدوم مولانا خواجگی سے کسب معرفت کی تھی اور آپ کے بعد مخلوق خدا کو خدا طلبی کی ترغیب دیتے تھے یہ شعر آپ ہی کا ہے ؎

اے کہ زاب حیات پاک تری   ہر دم از ما رواں چہ میگذری

"اے ہر وہ شخص جس کی زندگی پاکیزہ طور پر ہو کیسا خوش نصیب ہے۔ ہمارا ہر سانس گزرتا ہے کیسا گزرتا ہے۔"

نیز خواجہ حسن نے درویش ہاشمی سمرقندی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ مخدوم خواجگیؒ کے مخلصوں میں سے تھے۔ حضرت مخدوم کی مبارک محفل میں ایک دن آپ نے اپنا یہ شعر پڑھا ؎

خلقے زباں بہ دعوی عشقت کشودہ اند
اے من غلام آنکہ دلش بازباں یکیست

(ایک کثیر مخلوق نے تیرے عشق کے دعوی کے لیے زبان کھولی ہے۔ میں تو اس کا غلام ہوں جس کا دل بھی زبان کا ساتھ دے)

آپ کے ساتھ حضرت مخدوم بے حد خوش تھے اور آپ پر کرم کی بڑی نظریں رکھتے تھے۔

مولانا میر فاضل علی کند بادامی رحمۃ اللہ علیہ: کند بادام بلاد فرغانہ کا ایک قصبہ ہے۔ مولانا میر فاضل بھی حضرت مولانا خواجگیؒ کے صاحب احوال مریدوں میں سے تھے۔ آپ کے بعد مولانا لطف اللہ سے بھی تربیت حاصل کی تھی۔ کئی سال تک فرغانہ کی حدود میں مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ مولانا علیم علامہ تاشقندی جو حافظ کوبکی کے نام سے مشہور ہیں اور جو مولانا عصام الدین کے کبار تلامذہ میں سے ہیں اور جن کی کئی خوبصورت تصانیف ہیں وہ آپ کے مریدوں میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ میر فاضل کو معلوم ہوا کہ حافظ کوبکی کو خواتین کی صحبت بڑی پسند ہے۔

اس پر میر فاضل نے حافظ کوبکی کو لکھا: كَثْرَةُ مُبَاشَرَةِ النِّسَاءِ تَمْنَعُ مِنَ الْإِيمَانِ۔ (عورتوں سے میل جول

marfat.com
Marfat.com

کی زیادتی ایمان سے روکتی ہے)

میر خطائی جو بڑی ریاضتوں والے بزرگ اور بڑے عجیب حالات کے درویش تھے اور جو مظاہر جمیلہ کے اسرار کے آشنا تھے وہ بھی میر فاضل علی کے مرید تھے رحمہم اللہ سبحانہ۔

میر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا خواجگی کے مخلص اور منظور نظر تھے جب آپ کی والدہ کا انتقال ہوا تو مولانا خواجگی نے اپنے مریدوں سے کہا کہ ستر ہزار بار لا الٰہ الا اللہ پڑھیں۔ بارہ ہزار کی تعداد میر محمد صالح کے لیے مقرر ہوئی۔ آپ نے نماز ظہر سے نماز عصر تک ان بارہ ہزار کو ایک حبس نفس میں پڑھ لیا۔ اور دوستوں سے کہا کہ حضرت مخدوم کو بتا دیں۔ حضرت مخدوم نے فرمایا کوئی تعجب نہیں کہ جب ستر آدمی اسرار الٰہی سے پیوست ہو جائے تو پھر زمانہ اور وقت کا معاملہ نہ مشکل رہتا ہے نہ محال۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اتنی مدت میں کہ پاؤں ایک رکاب سے دوسری رکاب میں لے جاتے پورا قرآن کریم ختم کر لیا کرتے تھے ؎

عشق راطی لسان است کہ صد سالہ سخن
دوست با دوست بہ یک چشم زدن میگوید

(عشق کو زبان کی منزلیں طے کرنے میں یہ کمال حاصل ہے کہ سو سالہ بات ایک دوست دوسرے دوست سے پلک جھپکتے کہہ دیتا ہے)

خواجہ شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں اور اپنے دادا بزرگوار کے مزار مبارک کے مجاور۔ آباؤ اجداد کے جذبہ سے آپ کو حصہ ملا ہے پھر حضرت مولانا خواجگی کی نظر و صحبت سے کامل حصہ ملا۔ حضرت مولانا خواجگی نے بخارا جانے سے پیشتر فرمایا کہ میں حالت کشف میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے مزار پُر انوار پر گیا۔ مزار مبارک کے ارد گرد خس و خاشاک کوڑا کرکٹ ہے۔ میں نے چاہا کہ جھاڑو دے کر صاف کر دوں۔ اتنے میں ایک نوجوان ایسی داڑھی والا آگے آیا اور اس نے کہا میں حضرت کی اولاد میں سے ہوں۔ جھاڑو مجھے دے دیں اور اس نے میرے ہاتھ سے جھاڑو لے لی اور دینی شروع کر دی۔ لوگوں میں خیال آرائیاں ہوئیں کہ وہ

marfat.com

Marfat.com

نوجوان بھلا کون ہو سکتا ہے۔ متعلمین نے عرض کیا کہ وہ نوجوان حضرت خواجہ شاہ ہیں کہ حضرت ہمیشہ ان کے پاس جانے کے متمنی رہتے ہیں۔ جب حضرت مولانا خواجگی بخارا تشریف لائے تو خواجہ شاہ کے یہاں اترے اور آپ نے شناخت کر لیا کہ یہ وہی نوجوان ہیں جو انہیں خواب میں دکھلائے گئے تھے۔ خواجہ شاہ بھی آپ کے ساتھ انتہائی نیازمندی اور انکساری کے ساتھ پیش آئے اور آپ کی خدمات بجا لائے۔ جس دن حضرت مولانا خواجگی بخارا اور نواحی علاقوں میں مزارات کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے خواجہ شاہ پیدل آپ کے ہمرکاب تھے۔ دل پریشان اور روتے جاتے تھے۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ جہاں کے مزار مبارک پر تشریف لائے اور طریقت کی تعلیم کی درخواست کی۔ حضرت مولانا خواجگی نے فرمایا

تنور گرم ست خام سوز مشوید

(تنور گرم ہے۔ اوپر سے پکے اور اندر سے کچے نہ ہو)

اور حضرت خواجہ احمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت کے بعد خواجہ شاہ کو بیعت کیا اور طریقہ کی تعلیم دی۔ اس بیعت کے بعد خواجہ شاہ کی دلی پریشانی جاتی رہی اور وہ حالت درد و محبت درست ہوئی۔ اور دل حاضر کے مشاہدے سے آپ پر ایک رقت طاری ہوئی۔ پھر مولانا خواجگی حضرت خواجہ بزرگ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے گئے اور خواجہ شاہ پیدل آپ کے ہمرکاب تھے۔ وہاں ایک گدھا موجود تھا مولانا خواجگی نے خواجہ شاہ سے فرمایا اس پر سوار ہو جائیں آپ نے اطاعت کی اور اس پر سوار ہو گئے جب حضرت خواجہ اصلح کلابادی کے مزار پر پہنچے آپ نے فرمایا۔

امروز با شما آں معاملہ کردیم کہ حضرت خواجہ بزرگ

بہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہما کردہ بودند امروز

چندیں ہزار حجب طے گردید"

(آج ہم نے تمہارے ساتھ وہی کچھ کیا جو حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبند بخاری نے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہما اللہ کے ساتھ کیا تھا۔ آج تم نے کئی ہزار حجاب طے کر لیے ہیں)

حضرت خواجہ شاہ اس پر شکر بجا لائے اور اس کے بعد فرمایا۔ اس وقت کیا عجیب حالت اور کیا بے خودی تھی جو مجھ پر طاری ہوئی۔

marfat.com

Marfat.com

مولانا سعید سکوبی رحمۃ اللہ علیہ: صاحب دوائر نے آپ کو بھی حضرت مولانا خواجگی کے خلفاء میں شمار کیا ہے۔ آپ ظاہری علوم میں مولانا عصام الدین کے شاگرد تھے۔ اور ممتاز محقق علماء میں آپ کا شمار تھا۔ بڑے طویل عرصہ تک مولانا کے ساتھ رہے ان کی خدمت کی اور نسبت حاصل کی۔

مولانا خواجگیؒ کے مقامات کے بیان کے ذیل میں لکھا ہے کہ ایک دن مولانا سعید سکوبی میر ابوالصفا اور چند دوسرے علماء مولانا کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتفاقاً اس روز قبض وبستگی کی درمیانی حالت محسوس ہوئی مولانا اٹھے اور ایثار کیا۔ اہل مجلس نے بھی ایسا ہی کیا۔ صحبت گرم ہوئی اور حضرت مخدوم انتہائی خوشی کے عالم میں تھے اور حاضرین وجد کے عالم میں اور رو رہے تھے۔ ان دو عالموں نے بھی ایثار کیا۔ باہم معانقہ کیا اور روئے اور کہا افسوس عمر قیل وقال میں گزر گئی اور ہم اصل مقصود سے دور رہے ؎

بے غمِ عشق تو صد حیف زعمر یکہ گذشت پیش ازیں کاش گرفتارِ غمت می بودم

(صد افسوس کہ تیرے عشق کے غم کے بغیر ایک عمر بیت گئی۔ اے کاش ہم اس سے پہلے تیرے غم میں گرفتار ہو گئے ہوتے۔)

یہ سن کر حضرت مخدوم نے اپنے کپڑے ان عزیزوں کو دے دیئے۔

میر ابوالصفاء ان میر ابوالبقاء کے بھائی ہیں جو مشہور عالم اور صاحب تصانیف بزرگ ہیں میر ابوالبقاء حضرت شیخ نورالدین محمد خوانی کے مرید تھے اور میر ابوالصفا حضرت مولانا خواجگی کے۔

حضرت مولانا سعید سکوبی نے اسی سال کی عمر میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لیے عمان کا راستہ اختیار فرمایا۔ ان ایام میں چونکہ راستہ محفوظ نہ تھا۔ پُرخطر تھا اس لیے آپ وطن واپس ہو گئے۔ ہندوستان اور کابل میں سلاطین وخوانین وعلماء نے آپ کے قدم میمنت لزوم کو غنیمت جانا اور انتہائی توقیر واحترام کے ساتھ پیش آئے۔ شہزادہ حکیم مرزا چونکہ درویشوں کے ساتھ چونکہ بڑی محبت رکھتا تھا اس نے چند دن آپ کو کابل میں روک لیا۔ اسی شہر کابل میں ۹۱۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور اس علاقہ کے مشہور بزرگ خواجہ عبدالصمد کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے صفۂ قبر میں مدفون ہوئے۔ قاضی نظام بدخشانی آپ کے قابل

marfat.com

Marfat.com

شاگردوں میں سے تھے اور کابل میں بڑی عزت کے مالک تھے اور بڑی شان کے بزرگ سمجھے جاتے تھے جب مولانا سعید سکوبی سفرِ حج سے واپس لوٹے تو انہوں نے انہیں اپنے یہاں مدعو کیا اور ہر طرح کے تحفے تحائف اور ہدایا ان کی نذر کیے۔ آٹھ خادم لائے اور خود ان کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا اس خادم کو بھی حضرت مولانا کے غلام ہونے کی عزت حاصل ہے۔

حافظ حسین رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مخدوم کے نامی گرامی مریدوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم مسجد مغاک میں حالت اعتکاف میں تھے۔ اچانک آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا سر مبارک مسجد کی چھت تک پہنچ گیا ہے اور ساری مسجد آپ سے پُر ہو گئی۔ میں نے یہی سمجھا کہ اس کا علم میرے سوا کسی کو نہیں ہے۔ آپ کے معتقد ایک اور درویش بھی تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا۔ حافظ حسین یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت مخدوم کے خاص حجرہ میں آیا۔ میں نے آپ کی دونوں ابرو کے درمیان ایک سیاہ خط دیکھا۔ دوسرے دن میں نے چاہا کہ پوچھوں۔ چنانچہ جب میں آیا تو آپ نے پوچھا کیا چاہتے ہو کہو۔ میں نے کہا آپ کو تو معلوم ہے فرمایا اسے خطِ نسبتی کہتے ہیں۔

حافظ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ: آپ حافظ حسین مذکور کے شاگرد تھے اپنے استاد سے آپ نے حضرت مولانا خواجگی کی بڑی تعریفیں سنی تھیں۔ توفیق الٰہی سے ہدایت نصیب ہوئی اور مخلصین میں سے ہو گئے۔ ایک مدت تک ان کی خدمت میں رہے اور حضرت کی عنایات آپ کو حاصل رہیں۔ آپ نے ان کی بعض کرامات نیز بعض اشارات و حالات کو قلمبند کیا ہے۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ اس دنیا سے وہ چیز لے جاؤ جو وہاں نہیں ہے مگر وہاں اس کی بڑی قدر و قیمت ہے اور وہ چیز درد و سوز ہے۔ آپ حضرت مولانا رومی کے یہ اشعار بہت پڑھا کرتے ؎

علم نیست آں جائے کہ اسرار ہست

طاعت روحانیاں بسیار ہست

marfat.com

Marfat.com

سوزِ جان و دردِ دل می بسر بسے
زانکہ ایں آنجا نشاں ندہد کسے

(جہاں اسرار اور علوم باطن ہیں وہاں قیل و قال نہیں۔ ویسے زاہد و طاعت گزار بہت ہیں۔ وہاں کے لیے روح کا سوز اور دل کا درد ساتھ لے لے کہ یہ وہاں کم ہے)

پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ: آپ مجذوب تھے اور قوی حال کے مالک۔ اچانک آپ پر حضرت مولانا خواجگی کی محبت کا غلبہ ہوا۔ ایک رات ایک درویش تشریف لائے اور آپ ساری رات عاشقانہ اشعار پڑھتے رہے اور نالہ و فریاد کرتے جلتے یہاں تک صبح ہو گئی۔ جب حضرت مولانا خواجگی کی خدمت میں پہنچے تو مولانا نے یہ مصرع پڑھا ؏

مقصد بالائے بام است نردبان می باید

(مقصود بالاخانہ پر ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت ہے)

اور فرمایا:

سرِ خود بریدہ زیر پائے باید نہاد

(اپنا سر کاٹ کر کے ان کے قدموں تلے رکھ دے) اس پر اس مجذوب درویش نے برجستہ کہا:

چہ یک سر اگر ہزار سر باشد بریدہ بہ زیر پا کنم

(ایک سر کیا اگر ہزار سر ہوں تو وہ بھی کاٹ کر قدموں تلے رکھ دوں) اور یہ بات انہوں نے کچھ ایسے سوز و گداز سے کی کہ حضرت مولانا خواجگی پر کیفیت طاری ہو گئی اور پیر رومی کو محبت سے گلے لگا لیا۔ یہ پیر رومی حضرت مخدوم کے انتقال کے بعد تشریف لائے اور یہ شعر پڑھا ؎

دل بالغزہ بردی رُخ خود نمی نمائی   زکجات جویم اے جاں ز کہ بہ سمت کجائی

(اے محبوب آنکھ کے اشارے سے تو نے دل تو لے لیا مگر اپنا چہرہ نہیں دکھاتا میں تجھے کہاں ڈھونڈوں۔ وہ کون سی سمت ہے جہاں تو مجھے مل جائے)

marfat.com
Marfat.com

شیخ دلابادی موذن رحمۃ اللہ علیہ: آپ اس سلسلہ کے اصفیاء میں سے تھے۔ آثار فنا آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے درویشوں کے خادم اور تمام مخلوق کے بہی خواہ تھے۔ حضرت مولانا خواجگی آپ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں جب حصول طریقت کی خواہش میرے دل میں پیدا ہوئی تو میں بے سر وسامان ہر جانب گھومتا پھرتا اور مرشد تلاش کرتا تھا یہاں تک کہ ایک رات حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالحق والدین رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے پہلو میں ایک اور درویش تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا انہیں تلاش کرو۔ میں جب خواب سے بیدار ہوا تو دل میں حضرت مولانا خواجگی کی طرف کشش محسوس کی۔ جب ان کی خدمت میں پہنچا تو ان کو وہی شکل وصورت والا پایا جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔

میر علیکہ رحمۃ اللہ علیہ: آپ بخارا میں رہائش پذیر تھے اور پیرون فروشی کرتے تھے اور اس لباس میں خود کو چھپایا ہوا تھا۔ بڑے پاکیزہ قلب کے مالک تھے اور بڑی عزت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا خواجگی کے ساتھ کامل درجہ کا اخلاص رکھتے تھے ایک موقعہ پر فرمایا:

ماہمہ ریزہ چین خوانِ نوالِ اُدیم

(ہم تو بس مولانا خواجگی کے عطاو بخشش کے دستر خوان کے ریزے چننے والے ہیں)

ایک درویش حضرت مولانا خواجگی کے ساتھ بخارا سے سمرقند کی طرف سفر پر تھے کہ میر علیکہ نے ان سے فرمایا کہ اے برادر! کیسی خوش نصیبی ہے کہ مولانا خواجگی تجھے اپنا رفیق سفر بنائیں گے انشاء اللہ تجھے استقامت نصیب ہوگی اور حضرت مخدوم کی بہت تعریف کی۔ ان درویش کا بیان ہے کہ میں جب حضرت مخدوم کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے ہماری بہت تعریف کی ہے اور میر علیکہ نے میرے بارے میں بھی جو کچھ کہا تھا آپ نے وہ سب بتا دیا۔

مجذوب رومی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت شیخ ابراہیم مصری کے مرید تھے مگر حضرت مولانا خواجگی سے کامل عقیدت رکھتے تھے اور انہیں پیر مغاں کہا کرتے تھے۔ تقریباً ایک سال آپ کی خدمت میں رہے۔ ہمیشہ مست اور

marfat.com

Marfat.com

محبت سے مغلوب رہتے۔ آنکھوں سے آنسو ٹپکتے رہتے۔ مولانا خواجگی کو مولائم (یا میرے آقا) کہہ کر پکارتے۔ مولانا کے مریدوں کا بھی بڑا ادب کرتے اور ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آتے اور فرمایا کرتے :

"چوں من اگر از پیر خود جدا مانید آں زمان قدر پیر شناسید"۔

(میری طرح اگر تم اپنے پیر سے دور رہو تب اپنے مرشد کی قدر پہچانو گے)

ایک مدت بعد حضرت مولانا سے اجازت چاہی اور روم تشریف لے گئے۔

مجذوبہ عارفہ : سنگلاک کے قریب یہ عارفہ رہائش پذیر تھیں اور غائبانہ حضرت مولینا خواجگیؒ سے اخلاص رکھتی تھیں۔ باطنی حالات بلند تھے چنانچہ سلسلہ شریفہ ہمدانیہ کے ایک بزرگ درویش سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن سنگلاک کے قریب تھے بادل کڑک رہے تھے اور بجلی چمک رہی تھی ہم ایسے موسم کے باعث مع ساتھیوں کے ان مجذوبہ عارفہ کے خیمہ کی طرف آئے۔ یہ مجذوبہ اپنے بہت سے عقیدتمندوں اور خادموں کے ساتھ باہر تشریف لائیں۔ آپ کی شخصیت کا عجیب رعب تھا اور ایک عجیب کیفیت ظاہر ہوتی تھی۔ مجذوبہ نے ہم سے پوچھا کہ تم حضرت مولانا خواجگی کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا میں سترہ سال سے ان سے بیعت ہوں۔ آپ ہم پر بڑی عنایت فرماتے ہیں۔ ہر روز وشب دو مرتبہ ظاہر ہوتے ہیں اور مشکلات مراحل دور فرماتے ہیں اور اب جبکہ ان کے انتقال کو سات سال گزر چکے ہیں ان کا ہمارے ساتھ اسی طرح معاملہ ہے کہ اسی شکل وصورت اور اسی سیرت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ درویش سلیمان فرماتے ہیں اس مجذوبہ عارفہ کی باتیں سن کر مولانا خواجگی کے ساتھ ہماری عقیدت صحیح ہو گئی۔

دس بزرگ : ۱ مولانا حمید الدین تاشقندی ۲ مولانا بابا جرہ ۳ میر قرار شاہر خیہ ۴ میر فرخ ۵ مولانا یادگار ۶ شیخ ذوالنون ۷ مولانا یوسف علی آہنگرانی ۸ مولانا قاسم کاتب ۹ شیخ قربان اشتربان اور ۱۰ خواجہ محمد شریف اندجانی رحمہم اللہ۔ یہ دس بزرگ بھی حضرت مولانا خواجگیؒ کاسانی کے یاران صاحب وقت وحضور میں سے تھے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے بزرگ اور ایک کثیر جماعت حضرت مولانا کی صحبت سے ذوق وحال کو پہنچی تھی اور

marfat.com

Marfat.com

انھوں نے مرتبۂ کمال حاصل کیا تھا۔ راقم الحروف کو چونکہ ان کے حالات کی تفصیل نہیں مل سکی ہے اس لیے محض ان کے نام ذکر کر دینے پر اکتفا کیا ہے

بسا ماہیاں کاندریں بحر ژرف

نماند زیشاں نہ نامے نہ حرف

(اس گہرے سمندر میں کتنی ہی مچھلیاں ہیں جو ایسی ختم ہوئیں کہ نہ ان کا نام باقی رہا نہ نشان)

حضرت مولانا خواجگی کی کرامات کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ شیخ مصلح الدین خجندی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر نو دن تک رہے اور خوب خوب برکتیں سمیٹیں۔ حضرت شیخ مصلح الدین اپنے وقت کے قطب تھے مولانا فرماتے ہیں مجھ پر جب بھی جذب و تصرف کی کیفیت غالب ہوتی حضرت شیخ بے حد توجہ اور عنایت فرماتے۔ اس کے بعد مولانا اٹھے اور مجھے درویشوں کو اپنی طرف کھینچا اور مانوس ہیں سے لیا لوگوں کا بیان ہے کہ یہ تمام پھر حضرات آگے چل کر بڑے مرتبہ کے بزرگ ہوئے اور بڑے کمال کو پہنچے۔

جامع مقامات نے یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت مولانا خواجگی کی مجلس میں ایک طالب علم بھی آیا کرتا تھا۔ مجلس میں وقت سماع جو کیفیتیں پیدا ہوتیں اور شور اٹھتا یہ طالب علم اپنے ساتھیوں کے پاس جاکر اس کی نقلیں اتارا کرتا اور ان کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ اپنی عادت کے مطابق ایک دن وہ اسی غرض سے اس مجلس میں آیا ہی تھا کہ اتفاقاً حضرت مولانا خواجگی کی اس پر نظر پڑگئی۔ اس بابرکت نظر نے اس طالب علم میں ایک جذب کی کیفیت پیدا کر دی اور وہ حضرت کے قدموں میں لوٹنے لگا۔ روتا جاتا تھا اور توبہ کرتا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ حضرت کا ہو رہا ہوگیا اور بڑا صاحب احوال ہوا۔ ایک دن حضرت مولانا نے اس کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ میاں ہم نے سنا ہے تم توبہ کرنے سے پہلے ہماری بڑی نقلیں اتارا کرتے تھے۔ تمہاری نقل کرنے کی قوت بھی خوب تھی۔ اس نے بڑا کرشمہ دکھایا۔ جاؤ خوب نقلیں اتارو اور اپنے انہیں طالب علم ساتھیوں کے پاس جاؤ اور انہیں اجازت سے سرفراز فرمایا۔ رحمہم اللہ سبحانہٗ رحمۃً واسعۃً۔

بیان حالات اصحاب خلفاء مولانا خواجگی کاسانیؒ: اور اب ہم ان بزرگوں

marfat.com

Marfat.com

کے حالات بیان کرتے ہیں جنہوں نے حضرت مولانا خواجگی کا سانی کے خلفاء و اصحاب رحمہم اللہ سے فیض حاصل کیا اور یہ نعمت انہیں پہنچی ۔ بِعَوْنِ اللّٰہِ وَ تَوْفِیْقِہٖ ۔

مولانا آکہ شبرغانی المعروف بابن میمین رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولینا لطف اللہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے بڑے صاحب وجد و ذوق اور بڑے صاحب حسن سیرت و اخلاق جیساکہ مولوی معنوی حضرت مولانا رومی نے فرمایا۔

من آں معنی اَم کہ در سخنان من جلوہ گر است
(میں وہ معنی ہوں جو میری باتوں میں جلوہ گر ہے)

ذوق و وجدان کے آثار اور عشق و عرفان کے اسرار معرفت کے شناساؤں پہ ظاہر ہیں۔ ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قُدِّسَ سِرُّہٗ اس معنوی تجارت کی سیاحت کے دوران حضرت مولانا شبرغانی کی صحبت شریف میں بھی پہنچے ہیں اور ان کے طریقہ کو بڑا پسند فرمایا ہے چنانچہ آپ کے حالات کے تحت انشاء اللہ تفصیل آئے گی۔

حضرت مولانا شبرغانی رہ کئی سال شہر بلخ اور اس کے اطراف میں طالبان طریقت کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ بہت سے مستفیدین آپ کے سرچشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ حاجی ابراہیم جو درویش ہروی کے نام سے مشہور تھے آپ کے منظور نظر مریدین میں سے تھے۔ انہوں نے پیدل کامل توکل و فقر کے ساتھ حجاز کا سفر اختیار کیا اور کئی حج کیے تھے۔ اب برہان پور میں ان کے پاس زندگی گزار رہے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے راقم الحروف سے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک دن ایک شخص مولانا کے دستر خوان پر حاضر ہوا۔ شروع میں حضرت نے ان کے ساتھ خوش اخلاقی کا معاملہ کیا لیکن اس شخص نے تکبر و غرور کا مظاہرہ کیا اور کھانے سے کبھی کبھی ہاتھ کھینچا۔

مولانا نے جب اس کا کبر دیکھا تو اس نے منہ پھیر لیا آپ کی طبیعت پر بڑی گرانی ہوئی۔ درویش نے یہ دیکھا تو اس کو مجلس سے باہر نکال دیا۔ وہ جب جانے لگا تو اس نے اندر دیکھا اور تکبر و عناد کے باعث معذرت تک نہ کی۔ اس نے چاہا کہ اپنے وطن لوٹ جائے۔ لیکن راستہ میں مرگیا اس کی لاش کئی دن تک ـــــ وہیں پڑی رہی۔ کتے اور گدھ اسے کھاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ عبد اللہ خان کا

marfat.com
Marfat.com

لڑکا عبدالمومن خان جو انتہائی بدمزاج شہزادہ تھا اور ناراض ہونے کے بہانے ڈھونڈا کرتا تھا۔ حضرت مولانا کے پاس آیا اور کرامات کا مطالبہ کیا۔ مولانا نے فرمایا اے خان میری کون سی کرامت بھلا اس سے بہتر ہوگی کہ میں ایک ایسے مزارع کا لڑکا ہوں جو آپ کی رعایا ہے۔ اس دیہات میں میرے والد سے زیادہ کم رتبہ کوئی نہیں اور پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ آپ جیسے عظیم الشان بادشاہ کو مجھ جیسے دکھیا کی کٹیا میں لے آیا۔ خان کو مولانا کا یہ انداز گفتگو بے حد پسند آیا اور وہ خوش ہوگیا۔

مولانا شبرغانیؒ کی غزلیات کا دیوان جس میں آپ نے اپنا تخلص ابن یمین رکھا ہے مشہور ہے۔ آپ کی مثنوی ہفت مجلس بھی بہت مشہور ہے۔ "آتش گاہ" اور "سوختگان مہجور" بھی آپ کی غزلیات کے مجموعے ہیں یہ غزل بھی آپ کی ہے ؎

ہر صورتے کہ در نظر آمد نمودِ اوست　　مجموعِ کائنات ظہور وجود اوست

آہ ایں چہ آتش است کہ از عشق برفروخت　　کایں شعلہ کہ ہر دو جہاں سوخت دردِ اوست

فارغ ز نقش صورت اغیار تا ابد　　حیران آں جمال نشین شہودِ اوست

ابن یمین چو چنگ شد از بارِ غم شنو

ایں نالہائے زار صدائے سرودِ اوست

(جو صورت بھی نظر آتی ہے اسی کی نشاندہی کرتی ہے۔ تمام کائنات اسی کے وجود کا مظہر ہے۔ آہ! عشق نے یہ کیسی آگ لگا دی ہے۔ جس شعلہ نے ہر دو جہاں جلا ڈالے وہ اسی کا درد ہے۔ ابد تک وہ صورت اغیار کے نقش سے فارغ ہے حیرت ہے کہ وہ جمال نشین اس کا شہود ہے۔ ابن یمین اب جبکہ غم سے بوجھل ہو گیا ہے تو سنو کہ یہ نالہائے زار اس کے ہی سرود کی صدائیں)

حضرت مولانا شبرغانیؒ کا ۱۰۴۲ھ میں وصال ہوا۔ آپ کی قبر مبارک شبرغان میں ہے۔ آپ کے بعض عالی نسب مرید ہوئے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ سبحانہٗ آگے آئے گا۔

مولانا پائندہ محمد اخسکتی رحمۃ اللہ علیہ: بعض حضرات نے آپ کو عباسی اور بعض نے علوی کہا ہے۔ آپ نے

marfat.com
Marfat.com

رفع تعین کے لیے خود کو پوشیدہ رکھا اور خود کو ملا پاینیدہ کہا کرتے تھے۔ آپ حضرت مولانا خورد کے کامل خلفاء میں سے تھے۔ کہتے ہیں حضرت مولانا خورد تک رسائی سے پہلے آپ بطریق اویسیت حضرت خواجۂ بزرگ بہاؤالدین رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے تھے ان کی عنایات و تربیت آپ کے ساتھ رہی تھی۔ پھر جب حضرت مولانا خورد کی خدمت میں پہنچے تو چونکہ پہلے سے تربیت نصیب ہو چکی تھی بہت تھوڑی مدت میں آپ نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔ قابل فخر شہر بخارا کے طالبان طریقت کے افادہ کے لیے مولانا خورد نے ان کا انتخاب کیا اور انہیں مجاز بنایا۔ چنانچہ ان کی ہدایت پر یہ بخارا گئے۔ بیس سال سے زیادہ مسجد مغاک میں تجرد و تفرد کی زندگی گزاری۔ بڑے ذوق و شوق سے وجد و سماع میں معروف رہتے پیری مریدی کے آداب اور اس سلسلہ عالیہ کے ذکر و مراقبہ کے طریق میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا چونکہ حضرت خواجۂ بزرگ سے آپ کو حصہ ملا تھا اس لیے آپ حضرت خواجہ کے خاص طریقہ یعنی عزیمت کا التزام اور رخصت سے دوری کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ ایک دن کسی کام کے سلسلے میں کہ درپیش تھا حاضرین میں سے کسی نے کہہ دیا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے۔ مولانا یہ سن کر برافروختہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اس جائز پر عمل کرنا ہمارا کام نہیں۔ یعنی ہمارا مطلوب اور معمول اولویت ہے اور عزیمت کہ کیا بہتر ہے اور کیا حکم ہے لیکن اپنے مشائخ کے اتباع میں آپ رخصت پر بھی عمل کرتے تھے۔ اور حفاظ الحان کے ساتھ اور بالجہر آپ کی مجلس میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے اور اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کے معتقد صوفی سماع و رقص میں بھی مشغول ہوتے تھے۔ آپ کی خود بھی کبھی کبھی بلند آواز سے چیخ نکل جایا کرتی تھی اور آہیں بھرا کرتے تھے۔ آپ ایک مرد با حضور تھے۔ مسجد و محراب کے علاوہ آپ کا کوئی گھر نہ تھا۔ آپ کو جو بھی تحفے یا ہدایا ملتے آپ ان سب کو فقراء و حفاظ میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ میں نے سنا ہے کہ کبھی کبھی آپ پرانے کپڑے کندھے پر ڈالتے اور بازار لے جاتے انہیں بیچتے اور اس طرح اپنی روزی حاصل کیا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی درویش اس کام میں ان کی مدد کرنا چاہتا تو وہ اسے منع کر دیا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ ان پر یہ صادق آیا تھا عَاشَ حَمِيدًا اَقَمَاتَ سَعِيدًا (کہ وہ پاکیزہ قابل تعریف انداز میں زندگی گزار گئے اور سعید و نیک بخت ہو کر مرے) ۸۶۳ھ میں

marfat.com
Marfat.com

جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی عمر ستر سال تھی۔ رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

ان کے معتقدین میں سے ایک درویش نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کھانا تناول فرما رہے تھے اور قریب ہی ایک مولہ دانے چگ رہا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر آپ واقعتاً اللہ کے ولی ہیں تو اس مولہ کو اپنے پاس بلائیں وہ پرندہ آپ کے پاس آئے اور آپ روٹی کے ٹکڑے اس کی طرف ڈالیں اور وہ چگے۔ بس میرے دل میں یہ خیال آنا تھا کہ آپ کے باطن میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی۔ آپ نے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے اور اس پرندہ کی جانب ڈالے وہ پرندہ آپ کے نزدیک آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس پرندہ سے فرمایا آ اور چگ کہ دوست ہمارا امتحان کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ باہر آ گئے اور اسی سوچ میں پڑ گئے کہ آخر یہ کون بے ادب ہے جو اس بے ادبی کا مرتکب ہوا۔ مجبوراً میں نے اقرار کیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی حضرت مولانا کے منتسبین نے آپ کی کرامات جمع کی ہیں لیکن جیسا کہ مقولہ ہے۔ اَلْقَلِیْلُ یَدُلُّ عَلَی الْکَثِیْرِ (کہ تھوڑا ہی زیادہ کی نشاندہی کرتا ہے) ہم نے آپ کی ایک کرامت کے ذکر پر اکتفا کیا ہے کیونکہ اس کتاب میں ہمارا طریقہ کثیر کرامات کا بیان کرنا نہیں ہے۔

حضرت مولانا کے بعض صاحب دل دوست بلکہ کامل خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے بعض اسی دنیا سے گزر چکے ہیں اور بعض فی الحال قابل فخر شہر بخارا میں موجود ہیں ان میں سے بعض کے مختصر حالات اس کتاب میں انشاء اللہ آئیں گے۔

آپ بھی مولانا خورد کے خاص الخاص خلیفہ

مولانا ترسون قاضی رحمۃ اللہ علیہ! تھے اور صاحب جذبہ و شورش۔ سماع اور رقص سے کافی شغل رکھتے تھے اور کبھی کبھی وجد کی حالت میں اپنی ٹوپی آسمان کی طرف اڑاتے تھے

لاں راہ اگر گردی صبا بر تارک جان افگند

بختم از شادی کلہ بر فرق ایوان افگند

(جس راہ سے اگر آپ گزر جائیں تو گویا باد صبا کسی جان دینے والے پر گزر جاتی ہے

marfat.com

Marfat.com

اگر آپ میری خوش بختی سے خوش ہو جائیں تو بڑے بڑے محلات پر میرا بخت گلہ کرنے لگ جاتا ہے)

کئی سال بلخ میں رہنے کے بعد ۱۱۰۱ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور ایک سال بعد حرمین محترمین زادھما اللہ تعالیٰ شرفہما کے لیے روانہ ہوئے اور ۱۱۰۳ھ میں قبل اس کے کہ حج کرتے مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ ایک بزرگ نے جو اس وقت موجود تھے فرمایا کہ مولانا ترسون قاضی نے مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔ میں نے ان کے لیے لسان الاسرار حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان سے فال نکالی تو یہ شعر نکلا ؎

بر آستانِ جانان گر سر تواں نہادن گلبانگ سربلندی بر آسمان تواں زد

(اگر محبوب کے آستانہ پر سر رکھ دینا ممکن ہو جائے تو سربلندی و ترقی کا نعرہ آسمان تک پہنچ جانا ممکن ہو جاتا ہے)

ایک اور بزرگ سے جو مولانا قاضی سے بڑا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کی بات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے میں نے سنا کہ ایک لڑکے کو اس کے والدین قاضی صاحب کے پاس لائے جو اگرچہ پانچ چھ سال کا ہو گیا تھا مگر بول نہ سکتا تھا۔ اس لڑکے کے والدین نے مولانا قاضی سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں کہ لڑکا بولنے لگے۔ مولانا نے پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام ہے۔ والدین نے نام بتایا۔ آپ نے وہ نام لے کر جیسے ہی لڑکے کو پکارا اس نے فوراً جواب دیا اور پھر آہستہ آہستہ بولنے لگا یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد بالکل صحیح ہو گیا اور خوب بولتا تھا۔

مولانا قاضی ترسون نے بھی بہت سے مرید اور یاران صاحب معنی چھوڑے جن میں خواجہ تاشقندی کا مختصر ذکر گزر چکا ہے۔ اور مولانا صالح بدخشی کہ لاہور میں شوق وحضور کی زندگی گزاری اور اسی شہر میں ۱۱۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے ؎

خوش آنکہ بہ دردِ عشق خشنود بود پیوستہ بہ ترک بود و نابود بود
سوزد بہ فراق و آہے نہ کشد چون تفش کہ در گرفت کم دود بود

(وہ خوش نصیب ہے جو دردِ عشق سے سرشار ہو۔ ہمیشہ مقام فنا و بقا پر فائز ہو فراق میں جل رہا ہو اور آہیں نہ بھرے اس چیز کی مانند کہ جل رہی ہو اور کم دھواں دے)

مولانا ہروی بھی جو شہر بلخ میں تھے مولانا ترسون قاضی کے خلیفہ تھے اور درویش حیدر طالقانی

marfat.com

Marfat.com

اور خواجہ یار محمد جو فتح پور میں تھے اور وہیں انتقال فرمایا اور مولانا یار محمد جو ہرات کے قصبہ قرزدہ میں تھے رحمہم اللہ سبحانہ۔

شیخ یوسف ترک رحمۃ اللہ علیہ: صاحب دوائر فرماتے ہیں کہ آپ خواجہ محمد اسلام کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ کے شرف صحبت سے پہلے آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل وصورت والا جوان ایک کھڑکی میں بیٹھا کچھ کاغذ کے ٹکڑے آپ کی جانب پھینک رہا ہے اور ان کاغذ کے ٹکڑوں پر اسم جلیل ذات یعنی لفظ اللہ لکھا ہوا ہے۔ آپ یہ دیکھنے کے بعد اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور کئی سفر کیے یہاں تک کہ ایک دن قابل فخر شہر بخارا میں حضرت خواجہ جو یبار کو دیکھا اور فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی نورانی شکل وصورت والے جوان ہیں جن کی انہیں تلاش ہے۔ آپ نے ان سے جب تلقین ذکر کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ اسم مبارک اللہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (آپ کہئے اللہ پھر انہیں چھوڑ دیجئے) آپ نے اس پر عمل کیا مذکر اسم ذات کی آپ سے تلقین حاصل کی اور سیر وسیاحت چھوڑ کر آپ کی صحبت کو اختیار کیا اور بلند مقامات کو پہنچے۔ آپ نے ۹۴۳ھ میں انتقال فرمایا اور بخارا سے ایک فرسنگ کے قریب دہ لو میں مدفون ہوئے۔

خواجہ عبید کابلی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا لطف اللہ کے خلیفہ تھے آپ سے اجازت ورخصت کے بعد سلطان محمد حکیم مرزا کے عہد میں کابل میں طالبان طریقت کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد ہندوستان تشریف لے آئے۔ ایک مذہبی فرمان کے تحت سلطان نے آپ کو صوبہ تبت میں لوگوں کی تربیت کے لیے بھیجا۔ وہیں آپ نے انتقال فرمایا اور تبت ہی میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ مثنوی مولانا روم پر آپ کو کامل عبور حاصل تھا اور آپ کی مجلس میں زیادہ تر اسی مثنوی کے اشعار پڑھے جاتے تھے ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے آپ ہی کی خدمت میں آکر توبہ فرمائی اور رجوع ہوئے تھے جیسا کہ انشاء اللہ آپ کے حالات میں اس طرف اشارہ آئے گا۔

درویش سنبر رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا دوست صحاف کے جلیل القدر خلیفہ تھے اور شیخ شرمندہ کے لقب سے مشہور ہے جب کوئی آپ سے

marfat.com
Marfat.com

اس لقب "شرمندہ" کے متعلق پوچھتا تو آپ فرماتے کہ یہ عاجز اپنے خدا کے سامنے اپنے کیے پر شرمندہ ہے اس لیے یہ لقب پایا۔ کہتے ہیں اس سلسلہ عالیہ میں آپ کے داخل ہونے کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ آپ عام طریق پر کسب زندگانی میں معروف تھے کہ ایک دن بخارا مزارات کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے اسی دوران آپ کو خیال آیا کہ مزارات پر شیرینی تقسیم کرنے کے لیے انہیں درہم و دینار کی ضرورت ہوگی۔ انہیں اگرچہ یقین تھا کہ ان کا کیسہ خالی ہے پھر بھی آپ نے اسے زیارت جانے سے پیشتر ساتھ لے لیا۔ جب مزار پر پہنچے تو مزار کے خدام کے اطمینان کے لیے کیسہ میں ہاتھ ڈالا۔ آپ کی حیرانی کی حد نہ رہی جب آپ نے کیسہ کو سونا چاندی سے بھرا ہوا پایا۔ اس سونا چاندی نے آپ کو دنیاوی سونا چاندی کی قید سے آزاد کر دیا اور یہ سب کام چھوڑ چھاڑ اب آپ کو ایک دوسری ہی دھن سوار ہو گئی چنانچہ آپ شہر بلخ میں حضرت مولانا دوست کی خدمت کے لیے آ گئے لیکن آپ جب بھی مولانا کی خدمت کے لیے خانقاہ میں داخل ہونا چاہتے مولانا فرماتے اسے باہر نکال دو۔ آپ چنانچہ کفش دوزوں یعنی موچیوں کے پاس رہے یہاں تک کہ ایک دن مولانا کو ہدایت ہوئی کہ ایک سبز فام درویش ہے اس خانقاہ میں اس کا مطلوب و مدعیٰ پورا ہونا ہے۔ اس بنا پر ہماری تربیت موقوف ہوئی حلقہ کے ایک اور درویش جو سبز رنگ تھے سمجھے کہ شاید اشارہ ان کی جانب ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک چیخ بلند کی۔

مولانا نے اشارہ سے کچھ فرمایا جس کا مطلب یہ تھا کہ اس سے مراد تم نہیں ہو۔ ایک دن مولانا اپنی پالکی میں بیٹھے کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ درویش سبز یعنی جن کا ذکر موضوع گفتگو ہے۔ آئے اور پالکی کا پایا اپنے کاندھے پر رکھا اور قوت اور پورے ذوق و شوق سے مولانا کو منزل پر پہنچا دیا۔ حضرت مولانا نے اس دن تصریح فرمائی کہ وہ درویش سبز فام آپ ہیں۔ اور آپ کو آغوش میں لے لیا اور اپنی برکات سے شاداب فرمایا اور خلافت عطا فرمائی لیکن آپ غایت بے تعینی کے باعث پیری مریدی کے امور میں مصروف نہ ہوئے اور کامل فقر و تفرد اور غربت و تجرد کی زندگی گزاری عراقین کے راستے آپ حرمین محترمین زادھما اللہ شرفا کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے اور ایک گدھا آپ کی سواری تھی خود ہی سواری کی خدمت بھی کرتے تھے

marfat.com

Marfat.com

ایک میلے پھٹے پرانے لباس میں ملبوس اور سر پر پھٹا پرانا عمامہ۔ کتنے ہی سال آپ نے ایک لباس اور ایک دستار میں گزار دیئے۔ آپ ایک بے تکلف رند تھے چنانچہ کبھی کبھی آپ راستہ ہی میں بیٹھ جاتے جو سب لوگوں کی گزرگاہ ہوتی اور اپنی ٹوپی و دستار اپنے سر کے نیچے رکھ لیتے۔ اور کبھی یہ سب چیزیں گدھے پر رکھ دیتے اور پیدل صحرا سے شہر کی طرف چل پڑتے۔ لوگ ہر طرف سے آپ کی طرف آتے اور برکت کا حصول چاہتے اور آپ سب سے بے نیاز اپنے راستہ پر رواں رہتے۔ آپ کے حجرہ پر قفل تھا لیکن چابی نہ تھی۔ جب سفر حجاز سے واپس آئے تو مسجد مغاک میں اترے اور متعدد سال اسی طرح گزار دیئے اور یہیں انتقال فرمایا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ چند مردے حضرت مولانا پائندہ اخکتی کی خدمت میں لائے اور کہا کہ انہیں زندہ کر دیجئے۔

حضرت مولانا پائندہ اخکتی نے تواضع اور انکساری کا اظہار فرمایا کہ وہ نہیں کر سکتے لیکن جب ان کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو مولانا نے کہا کہ اچھا جب آپ فرماتے ہیں تو اپنی توجہ کو بھی شامل رکھیئے۔ تاکہ آپ کی توجہ سے یہ مردے زندہ ہو جائیں۔ چنانچہ دونوں نے توجہ شروع کی اور وہ چند مردے زندہ ہو گئے۔ حضرت درویش سبزہ کے معتقدین سمجھتے تھے کہ یہ مردے ان کی توجہ سے زندہ ہوئے اور حضرت مولانا پائندہ کے مخلصین اسے حضرت مولانا کی توجہ کی کرامت تصور کرتے تھے۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ان میں سے کس بزرگ کی توجہ کی کرامت تھی یا یہ دونوں حضرات کی مشترکہ توجہ کا نتیجہ تھا۔

حافظ خیابانی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا دوست کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ فنا کا غلبہ تھا اور آپ انکساری سادہ لوحی اور متانت کی سچی تصویر تھے۔ ۱۰۱۲ھ میں ہندوستان کے راستہ بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے گئے۔ واپسی پر دہلی تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا دہلی میں ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ نے ان سے ملاقات کی تھی اور ان کے طریق فنا اور خاموشی کو پسند فرمایا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قاسم شیخ قاینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا دوست کے مرید تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد درویش سبز

marfat.com

Marfat.com

سے تربیت حاصل کی۔ حضرت قاسم شیخ کرمینی سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ شروع میں ہاتھ کی محنت سے روزی حاصل کرتے اور در پردہ قالین بننے کا کام کرتے اور خود کو پوشیدہ رکھتے تھے کہتے ہیں کارخانہ جہان کے ایک بزرگ آپ کی دوکان پر تشریف لائے اور فرمایا یہاں ایک مرد بزرگ کی خوشبو آتی ہے۔

ان بزرگ نے قاسم شیخ قالینی سے ملاقات کی۔ آپ کو مخلوق خدا کی دستگیری و افادہ کی ترغیب دی اور اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کرنا شروع کیا۔ آپ کے طالبان طریقت بڑے صاحب جذبہ تھے اور مجلس میں شورش و تلوین بہت تھی آپ اسی لیے اکثر اپنے مریدوں کے ساتھ گلی کوچوں میں پھرا کرتے۔ کبھی کبھی گردن میں کوزہ ڈال لیتے اور ننگے سر ننگے پیر بازار میں نکل جاتے۔ ذکر و سماع کی مجلس میں اپنے مریدوں کے پاؤں میں سر رکھ دیتے اور آپ کا کوئی مرید اگر کوئی پاؤں کھینچنا چاہتا تو آپ اس سے گرانی خاطر محسوس کرتے۔ کہتے ہیں ایک دن آپ ایک راستہ سے گزر رہے تھے۔ ایک راہ گیر اپنا اونٹ ساتھ لیے جا رہا تھا۔ جب اس اونٹ نے قاسم شیخ قالینی کو دیکھا وہ آپ سے ایسا مانوس ہوا کہ مستانہ وار آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ مولانا قل محمد بھی جو اتفاقاً وہاں نکل آئے تھے انہوں نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو وہ بھی اونٹ کے ساتھ ساتھ ہو لیے۔ اسی دوران حضرت قاسم شیخ قالینی نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور مولانا قل محمد کی طرف منہ کر کے یہ شعر پڑھا ؎

شتر را کہ شور و طرب در سر است　　اگر آدمی را نباشد خر است

(جب ایک اونٹ بھی اس چیز سے ہیجان کی حالت میں ہے اور انتہائی خوش ہے تو اگر انسان کی یہ کیفیت نہ ہو تو بھلا اس میں اور گدھے میں کیا فرق ہے) مولانا قل محمد پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اس حال و قال کے مشاہدہ سے آپ کے مرید ہو گئے آپ کی صحبت اختیار کی اور بڑا فیض حاصل کیا اور اتنا مقام حاصل کیا کہ آج سمرقند میں آپ کے جانشین ہیں حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ قاسم قالینی سے خصوصی تعلق تھا اور ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب بھی وہ سمرقند جاتے یا تو انہی کے گھر اترتے یا پھر انہیں اپنے پاس بلا لیتے۔

marfat.com

Marfat.com

ایک دن ایک مجلس میں حضرت مولانا امکنگی شیخ قاسم قالینی۔ مولانا عصمت اللہ اور دوسرے صاحب دل درویش رحمہم اللہ تشریف رکھتے تھے کہ مولانا امکنگی رحمہ نے شیخ قاسم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہتے ہیں دو پانی پلانے والے ماشکی چلے جاتے تھے۔ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی جو پانی تمہارے پاس ہے مجھے دو کہ میرا دل اپنے پانی سے بھر گیا ہے ہم بھی چاہتے ہیں کہ آپ اپنی ذوق برکات سے ہمیں حصہ عنایت فرمائیں۔ یہ سن کر حضرت شیخ قاسم قالینی پر سکر کی کیفیت طاری ہو گئی اور بڑے جذبہ سے انھوں نے یہ شعر پڑھا ۔

ایں دم کہ در رکاب توام خون من بریز ترسم کہ مرگ اماں نہ دہد تا دم دگر

(اب جبکہ میں آپ کی رکاب میں ہوں آپ میرا خون بہا ڈالیئے۔ مجھے ڈر ہے موت بھی مجھے اماں نہ دے گی۔ یہاں تک کہ دوبارہ زندہ کیا جاؤں)

یہ شعر پڑھ کر آپ کی چیخ نکل گئی اور آپ نے جست لگائی۔ اہل مجلس میں سے ایک اور درویش جو آپ کے سامنے ہی بیٹھے تھے ان کی بھی چیخ نکل گئی۔یہی جذبہ وشوق تھا جس سے دونوں اہل دل درویش سرشار تھے۔اسی کیف وجذب میں حضرت مولانا امکنگی رحمہ نے اپنی دستار کا ایک حصہ پھاڑا اور حضرت شیخ قاسم کے سر پر باندھ دیا۔مولانا نے دوسرے درویش کے سر پر بھی اسی طرح اپنے عمامہ کا ایک حصہ باندھا۔کہتے ہیں مولانا عصمت اللہ کو بھی اہل اللہ سے کافی حصہ ملا تھا آپ والد کی طرف سے چونکہ خادم شیخ کی اولاد سے تھے اس لیے مشائخ جہریہ آپ کی خدمت میں بڑی کثرت سے آتے اور اٹھنا بیٹھنا رکھتے تھے اور مولانا کے والد جناب محمود سرخست کی اولاد سے تھے جو ماوراء النہر کے مشہور عالم اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔مولانا عصمت اللہ کی بھی کئی تصانیف ہیں۔رحمہم اللہ سبحانہ۔

خواجہ حسن خالد رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہ کے خاندان سے تھے اور مولانا دوست صحاف کے منظور نظر مرید تھے۔علم سے آپ کو خاصا حصہ ملا تھا اور حسن اخلاق اور انکساری میں تو آپ کی نظیر نہ تھی۔ظاہری جاہ وسلطنت بھی آپ کو پوری طرح حاصل تھی اس لیے کہ نصیر الدین ہمایوں

marfat.com
Marfat.com

بادشاہ انار اللہ برہانہ کی صاحبزادی آپ کے عقد میں تھیں۔ امور مملکت بیشتر محمد حکیم میرزا کے ہاتھ میں تھے جو درویشوں اور عالموں سے بڑی محبت و شفقت رکھتے تھے۔ انہوں نے بہت سے کام حضرت خواجہ حسن خالد کی صوابدید پر چھوڑے ہوئے تھے۔ کیا صاحب حیثیت لوگ اور کیا کم حیثیت والے کیا درویش و مساکین اور کیا امراء سب ہی آپ کی صحبت بابرکت میں رہتے۔ جب بھی کوئی مجلس میں آتا یا مجلس سے جاتا آپ اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ایک درویش کہتے ہیں ایک دن میری خواہش ہوئی کہ میں بھی حضرت خواجہ کی طرح آداب مجلس کی رعایت کروں اور آپ کی طرح اظہار تواضع کروں۔ چنانچہ ۴۳ بار میں نے ایسا کر لیا تو میری قوت جواب دے گئی۔ حضرت خواجہ کو جب محسوس ہوا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ تم یہ دردِسری نہ پالو۔ یہ ہمارا کام ہے۔

یہ حضرت خواجہ ہی کی برکت اور شفقت تھی کہ ان دنوں شہر کابل بھی عارفین اور درویشوں کی کثرت کے باعث ہرات اور سمرقند کی طرح ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ شہزادہ محمد حکیم مرزا حضرت خواجہ حسن خالد کا انتہائی احترام کرتا اور آپ سے بے حد ادب کے ساتھ پیش آتا تھا۔ ایک رات ایسا ہوا کہ حضرت خواجہ کا ایک خادم باغ میں تھا۔ ادھر شہزادہ اپنے چند خادموں اور امراء کے ساتھ اسی باغ میں آیا۔ وہاں جب شہزادہ اور وہ خادم باہم مقابل ہونے لگے تو شہزادہ کے خادموں نے چاہا کہ حضرت خواجہ کا خادم ایسا نہ کرے اور اسے سمجھایا کہ وہ سواری سے نیچے اتر آئے اور شہزادہ کی رکاب میں چلے۔ وہ خادم بھی عجب مست و خویش پرست تھا اور خود کو شہزادہ سے کم نہ سمجھتا تھا اس نے سختی و درشتی کے ساتھ کچھ بیہودہ کلمات بادشاہ کے لیے کہہ دیئے یہ رات کا واقعہ تھا جب صبح ہوئی تو یہ بات حضرت خواجہ کو معلوم ہوئی۔ آپ بے حد رنجیدہ ہوئے اور سلطان کو لکھا کر سننے میں آیا ہے کہ اس کم نصیب نے شاہی خدام کے ساتھ بے ادبی کا معاملہ کیا ہے۔ میں اسے آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ جناب جس طرح مناسب خیال کریں اسے تنبیہ فرمائیں۔ مرزا نے اس کے جواب میں لکھا کہ حضرت سلامت ایک ہی آستانہ کے دو کتے اگر کہیں لڑ پڑیں اور باہم نزاع کرنے لگیں تو حضرت اس کے باعث رنجیدہ نہ ہوں۔ والسلام اور شہزادہ اس خادم کو سزا دینے کے درپے نہ ہوا۔ خدا اس شہزادہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ محمد حکیم مرزا کے انتقال

marfat.com

Marfat.com

کے ایک سال بعد یعنی ۹۲۲ھ میں حضرت خواجہ نے بدخشاں میں وفات پائی۔ آپ کی میت
کو بدخشاں سے بخارا لے گئے اور آپ کے جد امجد حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین قدس اللہ
سرہ الاقدس کے قدموں میں دفن کیا۔

---

marfat.com
Marfat.com

مقالۂ دوم ــــ مقصدِ اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ
وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ؕ

امابعد۔ کتاب نسمات القدس من حدائق الانس کا یہ دوسرا مقالہ ہے۔

ہمارے مرشد حضرت مجددالف ثانیؒ اور ان کے شیخ بزرگوار خواجہ باقی باللہ سے لے کر قدوۃ الکبار ناصرالدین عبیداللہ المعروف بہ خواجہ احرار قَدَّسَ اللّٰہُ اَسْرَارَہُمْ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا بَرَکَاتِہِمْ تک جو بزرگ گزرے ہیں ان کے حالات کے بیان ہیں۔

ہمارے مرشد اور ان کے شیخ رحمہما اللہ کے مریدین و منتسبین اگر اس مقالۂ عالیہ وابدیہ کو "مقامات باقیہ واحمدیہ" کا نام دینا چاہیں اور اسے ایک علیحدہ کتاب کی شکل دے دیں تو یہ بھی مناسب ہوگا۔

اور یہ مقالہ تین مقصد پر مشتمل ہے۔

مقصد اوّل مقالۂ دوم: یہ مقصد حضرت مولانا محمد زاہد وخشی اور ان کے منتسبین رحمہم اللہ کے حالات کے بیان میں ہے۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ طَابَ ثَرَاہُ تک۔

مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ حصار کے مضافات میں وخش ایک موضع ہے اسے وخشوار بھی کہتے ہیں۔ مولانائے بزرگ حضرت خواجہ امکنگی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے بعض اصحاب و فرزندگان سے میں نے سنا ہے کہ مولانا محمد زاہد حضرت مولانائے معظم یعقوب چرخی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ اس سلسلۂ عالیہ کے اذکار کی تلقین اور اطوار کی تعلیم آپ نے حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے بعض ان اصحاب سے حاصل کی تھی جو اس علاقہ میں اس خدمت میں مشغول تھے چنانچہ اس تلقین کے بعد وہ اپنے اوقات کو ذکر سے معمور رکھتے اور عزلت و گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے لیکن جیسے ہی حضرت خواجہ احرارؒ کی تربیت وارشاد کا غلغلہ بلند ہوا اور یہ آواز آپ کے کانوں تک پہنچی آپ نے فوراً عزلت

marfat.com
Marfat.com

و گوشہ نشینی کو خیر باد کہا اور حضرت خواجہ احرار کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

زاہد بہ بہشت خلوت و دامن زپا کشید چوں از بہار دامن صحرا ر بہشت شد

(جیسے ہی دامن صحرا موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا زاہد نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا۔)

میں نے بعض بزرگوں کے رسائل میں اسی طرح دیکھا ہے۔ حضرت خواجہ احرار کو جیسے ہی مولانا زاہد کی آمد کی اطلاع ہوئی آپ شہر سمرقند کے قریب ایک موضع میں مولانا کے استقبال کے لیے تشریف لائے اور اس عاجز کے نزدیک اس طرح استقبال کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ مولانا زاہد کو مولانا یعقوب چرخی سے قرابت کا فخر حاصل تھا۔ اور اس سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں کا یہ پسندیدہ طریقہ رہا ہے کہ وہ خود خواہ کتنے ہی بلند درجات پر فائز ہو جائیں ان بزرگوں کے ساتھ ہمیشہ انتہائی انکساری کے ساتھ پیش آتے ہیں جن کی برکات صحبت کی نسبت سے وہ مستفید ہوئے ہوں۔ ان بزرگوں کے فرزندگان بلکہ ان حضرات تک کے ساتھ بھی وہ اسی خاکساری کا اظہار کرتے ہیں جن کی ان بزرگوں کے ساتھ تھوڑی سی بھی نسبت رہی ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے جو اسی کی وضاحت کرتی ہے جس میں فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَحَبَّ مَحْبُوْبَاتِهٖ وَمَا يُشْبِهُهٗ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ

(جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کی پسندیدہ چیزوں سے اور اس سے مشابہ یا متعلق چیزوں سے بھی محبت کرتا ہے)

ہمارے مرشد حضرت مجدد الف ثانی نے ایک موقع پر لکھا ہے۔

تسمہ: یہ صحیح نہیں کہ کوئی اس عالم کو عین حق سبحانہ سمجھے اور اس بنا پر اس عالم کی محبت میں گرفتار ہو جائے۔ بس اس قدر محبت کافی ہے کہ دنیا کو اس کے حکم سے جانے اور اس کی مخلوق سمجھے اور محض اس نسبت کی بنا پر اسے دوست رکھے ؎

بہ جہاں خرم از انم کہ جہاں خرم از دست
خوش دلم از ہمہ عالم کہ ہمہ عالم از دست

(میں دنیا سے اس لیے خوش ہوں کہ دنیا اس سے خوش ہے۔ سارے عالم سے میں اس

marfat.com
Marfat.com

لیے خوش دل ہوں کہ یہ سارا عالم اسی کی مخلوق اور اسی کے حکم سے ہے)

مولانا زاہد نے بھی حقیقت کو پا لیا اور حضرت خواجہ احرار رحؒ کے ہم آغوش سعادت وکمالات ہو گئے۔ ماضی میں جو کچھ وقوع پذیر ہوا اور جو کچھ بھی اب تک حاصل کیا تھا مولانا نے وہ حضرت خواجہ کے گوش گزار کیا۔ راہ سلوک کے مزید فوائد۔ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے مزید دقائق حضرت خواجہ سے حاصل کیے مجاز ہوئے اور خلفاء میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا۔ چند دن قیام کے بعد وطن واپسی کی اجازت چاہی اور ستر حال کا پورا اہتمام کرتے ہوئے زندگی گزارنا شروع کی۔

حضرت خواجہ احرارؒ کے حکم کے مطابق مولانا نے چند طالبین طریقت کو اس سلسلۂ عالیہ کی تلقین ذکر و فکر دینا شروع کی اور ان کی تربیت فرمائی اور اسی شہر میں سفر آخرت اختیار فرمایا آپ کا مزار مبارک بھی اسی شہر میں ہے۔

اس عاجز نے مولانا محمد سعید سے جن کا ذکر انشاء اللہ عنقریب آئے گا سنا فرماتے تھے میں نے خود حضرت مولانا سے سنا کہ حصار و بدخشاں کا حاکم سلطان محمود اپنے بڑے بھائی سے جنگ کرنے کے ارادہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت خواجہ احرار رحؒ نے اسے اس جنگ سے روکنے کی کوشش کی اور ایک خط لکھا لیکن وہ نہ مانا۔ حضرت مولانا محمد زاہد نے کشف میں دیکھا کہ حضرت خواجہ کے دست تصرف نے سلطان محمود کی فوج کو شکست دے دی ہے۔ اتفاقاً ایک دن حضرت مولانا نے یہ واقعہ کسی سے بیان کیا۔ ایک چغل خور نے یہ بات وخش کے حاکم کو پہنچادی جو سلطان محمود کے بہی خواہوں میں تھا۔ حاکم وخش نے مولانا کے خلاف انتہائی سخت الفاظ کے ساتھ سلطان محمود کو ایک شکایتی خط لکھا۔ وہ نامہ بر جب خط لے کر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سمرقند میں وہی کچھ ہوا ہے جس کا مولانا محمد زاہد کو کشف ہوا تھا اور سلطان محمود اس شہر سے اسی طرح شکست کھا کر گیا ہے۔ حاکم وخش کو جب یہ معلوم ہوا وہ بے حد نادم ہوا۔ مولانا محمد زاہد سے معذرت چاہی اور آپ کا مرید ہو گیا۔

مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا محمد زاہد کے بھانجے تھے اور حضرت خواجہ امکنگی رَوَّحَ اللّٰہُ رُوحَہٗ کے والد اور مرشد۔

marfat.com

Marfat.com

ظاہری علوم سے بھی کامل حصہ پایا تھا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے آپ کا ایک رسالہ دیکھا جس میں آپ نے حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہستی کے وجودِ مطلق ہونے پر گفتگو کی ہے یہ آپ کا بہترین رسالہ ہے۔ حضرت مولانا میر علی ہروی اپنے رسالہ میں آپ کی منقبت کے سلسلے میں لکھتے ہیں،

حضرت مولانا المعظم دنیا میں دائرہ توحید کے قطب۔ حضرت مولانا درویش محمد امکنگی۔ آپ نے اپنے ماموں بزرگوار کی خدمت میں رہ کر کمال حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ ماموں صاحب کے پاس آنے سے پہلے آپ خاموشی اور گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے کہتے ہیں شہر کیش کے دیہاتوں میں شہر سبز کے نام سے ایک مشہور جگہ ہے۔ آپ وہاں بچوں کو پڑھایا کرتے تھے اور یہ کام اتنی خاموشی وگمنامی سے کرتے کہ کسی کو پتہ نہ تھا۔ ایک دن اتفاقاً مشائخ ترک میں سے ایک بزرگ کا وہاں گزر ہوا۔ کشف کے ذریعہ انہیں حضرت مولانا درویش محمد کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔

این جا بوئے مردے می آید

(اس جگہ ایک مردِ بزرگ کی خوشبو آتی ہے)

اس میں حضرت مولانا کی طرف اشارہ تھا۔ حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہٗ فرماتے ہیں میرے والد بزرگوار مولانا درویش محمد کی شہرت کا باعث یہ واقعہ ہوا کہ ایک دن ان کے پاس ایک درویش آئے اور شیخ نورالدین محمد خوافی کی بزرگی کی تعریف کرنے لگے۔ یہ شیخ نورالدین۔ شیخ حاجی محمد خبوشانی کے خلفاء میں سے تھے۔ ان درویش نے میرے والد بزرگوار کے سامنے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شیخ نورالدین بڑے پائے کے بزرگ ہیں اگر اس علاقہ سے ان کا گزر ہو تو تم ضرور ان کے پاس جانا۔ ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ شیخ نورالدین اس نواح میں تشریف لائے۔ میرے والد کو جب معلوم ہوا تو فرمانے لگے آج رات ہمیں شیخ کی طرف جانا ہے خیر تیار کراؤ تاکہ کل خدا کی مرضی سے ہم ان کے پاس جائیں لوگوں نے ایسا ہی کیا اور آپ دوسرے دن انتہائی بے تکلفی کے ساتھ میلے کپڑوں میں اور وہی ہدیہ ساتھ لے کر شیخ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ شیخ بھی ٹوپی پہنے اور کرتے میں بے تکلفی کے ساتھ بیٹھے تھے یہ سب حضرت مراقب ہو گئے۔

marfat.com

Marfat.com

خلوت ایں قوم اندر انجمن خواہد شدن — لب چو بر بند ند از ہر جا سخن خواہد شدن

(بھری محفل میں بھی یہ لوگ خلوت وتنہائی کی حالت میں ہوتے ہیں جب ہونٹوں پر خاموشی طاری کرتے ہیں تو ان کے جسم کا ہر حصہ گفتگو کرتا ہے)

کچھ دیر بعد میرے والد بزرگوار نے شیخ نورالدین سے واپسی کی اجازت چاہی شیخ نے چند قدم ساتھ چل کر مشایعت کی اور انتہائی عاجزی و انکساری سے رخصت کیا۔ میرے والد کے رخصت ہونے کے بعد شیخ نورالدین نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ کیا طالبان طریقت کا ان کے پاس آنا جاتا ہے لوگوں نے کہا یہ کوئی شیخ نہیں ہیں۔ یہ تو مرد فقیر ہیں۔ یہاں ان کا ایک مکتب ہے جس میں بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ اس پر حضرت شیخ نورالدین نے فرمایا سبحان اللہ! اس جگہ کے لوگ اس بات سے قطعاً ناواقف ہیں کہ ان جیسے درویشوں سے کیا کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے اور وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ حضرت شیخ کی زبان سے یہ بات نکلنا تھی کہ کثیر تعداد میں لوگوں کا میرے والد بزرگوار کے پاس آنا جانا شروع ہو گیا میرے والد جو انتہائی خلوت پسند تھے لوگوں کی اتنی زیادہ آمد سے تنگ دل ہو گئے جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

وَابْتَغُوا الرِّزْقَ مِنْ خَبَايَا الْأَرْضِ ۔ (زمین کی پنہائیوں سے رزق تلاش کرو)

میرے والد بزرگوار کاشتکاری کیا کرتے۔ کاشتکاری سے متعلق تمام ضروری کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے اس موقعہ پر حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی انکساری و خاکساری کے ساتھ فرمایا۔

ہمارے سب دادے پردادے انتہائی منکسر المزاج اور بڑے عالم فاضل تھے جب نوبت ہم تک پہنچی تو نہ علم و فضل رہا نہ منکسر المزاجی۔"

اپنے اجداد میں سے ایک بزرگ کا آپ نے واقعہ بیان فرمایا کہ وہ بڑے عالم اور متقی تھے بہت بڑا مکان تھا اور بہت سے مزارعے تھے۔ زمین میں ہل چلاتے اور بیج ڈالتے جاتے اور ساتھ ساتھ علوم کا درس بھی دیتے جاتے تھے۔ ان بزرگ کی ایک صاحبزادی تھیں جو ایک بزرگ زادہ کے عقد میں تھیں لیکن یہ بزرگ زادہ تقویٰ و پرہیزگاری کا خیال نہ رکھتا تھا۔ جب بھی یہ بزرگ اس کے گھر جاتے اس کے گھر نہ کچھ کھاتے نہ پیتے۔ ایک دن وہ بزرگ زادہ دن کے آخری حصے میں نماز جنازہ کے سلسلے میں ان کے گھر آیا۔ آپ نے کملی کا کونہ سرکایا اور زمین پر بیٹھ گئے

marfat.com
Marfat.com

اور فرمایا میاں خدا تمہارے گناہ معاف کرے تم نے وہ طریقہ نہ رکھا کہ بیٹھ سکو۔ چند دن بعد ان بزرگ نے اپنی صاحبزادی کے لیے ایک لباس بھیجا اور فرمایا غسل کر کے یہ لباس پہن لو اور میرے گھر آجاؤ۔ حضرت مولانا درویش محمدؒ کا مزار مبارک ضلع کیش کے ایک دیہات اسفرار میں ہے۔

خواجہ میرک گنبذ سبزی رحمۃ اللہ علیہ: آپ فخر الدین ابدال کی اولاد سے تھے جو بزرگوں کا خاندان ہے رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا درویش محمد کے خلفائے کبار میں سے تھے قدس سرہ۔ مزاج میں بڑی انکساری تھی ساتھ ہی بڑی جاہ وحشمت حاصل تھی۔ گنبذ سبزی میں جو چغانیاں حصار شادمان کے تحت ایک دیہات ہے رہا کرتے تھے اور یہیں آپ کا مزار مبارک ہے جہاں زیارت وحصول برکت کے لیے لوگ بڑی تعداد میں حاضری دیتے ہیں۔

خواجہ محمد رضا رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا درویش محمد کے صاحب احوال مریدوں میں سے تھے اور آپ کے ساتھ ظاہری قرابت بھی رکھتے تھے کئی سال حضرت مولانا کے ساتھ رہے رَحِمَہُ اللہُ سُبحانَہٗ۔

مولانا شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی مولانا درویش محمد کے یاران قدیم میں سے تھے اور احوال عظیم کے مالک۔

شیخ صلواتی رحمۃ اللہ علیہ: آپ کو صلواتی اس لیے کہتے تھے کہ آپ ہر جمعہ کو بازاروں میں دکانوں پر جاتے نماز کا اعلان واعلان کرتے اور لوگوں کو نماز کی طرف بلاتے تھے آپ بھی مولانا درویش محمد کے اصحاب کبار میں سے تھے۔ صاحب نیستی وشکستگی۔ بڑے منکسر المزاج۔ سمرقند میں سکونت پذیر تھے جب بھی مولانا خواجگی سمرقند میں ہوتے اکثر آپ ہی کے گھر نشست ہوا کرتی اس علاقہ کے لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ شیخ صلواتی کی حضرت خضر علیہ السلام سے صحبت رہتی ہے اس بات کی اس واقعہ سے بھی شہادت ملتی ہے کہ حضرت شیخ منظور شیخ قاسم قالینی علیہ الرحمۃ کے ایک مرید نے اس عاجز کو بتایا کہ وہ اپنے شیخ کے ساتھ ایک بار شیخ صلواتی کی مسجد کے سامنے گزر رہے

marfat.com
Marfat.com

تھے کہ شیخ صلواتی نے مسجد کی چھت سے میرے شیخ کو دیکھا سلام کیا اور کہا کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کو سلام کہہ رہے تھے رحمہم اللہ سبحانہٗ۔

حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ :

آپ نے اپنے والد ماجد مولانا درویش محمدؒ کے قلب منور سے نور کمال و فروغ اکمال کا کسب کیا تھا۔ آپ کی طبعی استعداد اور ذاتی قابلیت نے اس نسبت کے حسن میں مزید چار چاند لگا دیئے۔ حصول کمال کی ابتدار سے تیس سال کی مدت تک آپ اپنے والد بزرگوار کے مبارک طریقہ پر قائم رہتے ہوئے ستر حال کے لیے پوری طرح کوشاں رہے مگر جب حضرت حق سبحانہٗ کو یہ منظور ہوا کہ آپ سے طالبان طریقت کی تربیت کا کام لیا جائے تو آپ اولیائے عزلت کے گوشہ سے نکل کر اولیائے عشرت کی انجمن میں تشریف لے آئے۔

اب آپ کو حکم ہوا کہ مخلوق کی تربیت و ہدایت کے لیے کام کریں چنانچہ مخلوق کا آپ کی طرف رجوع شروع ہوا۔ امراء و فقراء یا تو خواب میں آپ کو دیکھتے یا ان کے دل میں ڈالا جاتا کہ آپ کی صحبت اختیار کریں اور اس میں تاخیر نہ کریں۔ چنانچہ بہت سے خفتہ دل آپ کی صحبت کی برکت سے خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس تجارت کے بہت سے دیوانے آپ کی صحبت کے خریدار ہوئے اور بہت سے فاضل آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ منجملہ ان فاضلوں کے مولانا درویش علیہ الرحمۃ بھی تھے جو حضرت مولانا امکنگیؒ کے منظور نظر تھے۔ بڑے صاحب تقویٰ و صفا اور مولانا محمود گیلانی کے عظیم شاگرد عظیم شہر بلخ میں چالیس سال تک علوم نقلیہ و عقلیہ کی اشاعت میں مصروف رہے اور مستند کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں اور ۱۰۰۸ھ یا ۱۰۰۹ھ کے قریب انتقال فرمایا۔

حضرت مخدوم مولانا خواجگیؒ امکنگیؒ عزیمت کے بڑے پابند تھے اور رخصت پر عمل کرنے سے بچتے تھے۔ آپ کی کوئی مسجد یا خانقاہ نہ تھی۔ آپ کو انتہا درجہ کی تمکین حاصل تھی اور اسی لیے آپ کی مجلس میں رقص و سماع اور شور و شغب کی گنجائش نہ تھی۔ ایک مرتبہ بعض مخلصین نے درخواست کی کہ کیا حرج ہے اگر آپ کی مبارک مجلس میں مثنوی مولانا رومؒ پڑھی جائے آپ نے ارشاد فرمایا مشکوٰۃ شریف کی چند حدیثیں پڑھی جایا کریں۔ بلاشبہ حدیث شریف کا پڑھا جانا زیادہ

marfat.com
Marfat.com

کے کلام پڑھے جانے سے بہتر ہے۔ ایک صاحب نے کہا نماز کے بعد مجلس میں اگر پنج سورہ بلند آواز سے پڑھا جائے تو کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا بلند آواز سے پڑھنا کیا ضروری ہے جو چاہے اپنے طور پر آہستہ آواز سے پڑھ لے۔ آپ کی طبیعت میں انتہا درجہ کی انکساری تھی اور اپنی [illegible] کا شدید احساس۔ ایک دن ایک صاحب نے عرض کیا کہ مسجد کا راستہ اونچائی پر ہے اور حضرت کو بڑھاپے کے باعث کمزوری لاحق رہتی ہے۔ اگر عصر و مغرب و عشاء کی نمازیں مسجد میں ادا کر کے ایک ہی بار واپس جایا کریں تو زیادہ بہتر ہو کہ تین بار آنا جانا مشکل ہے آپ نے ارشاد فرمایا جیسی نمازیں ہم پڑھتے ہیں اس میں بس مسجد آنا جانا ہی تو کام ہے۔ باقی ہماری نمازوں میں اور کیا رکھا ہے۔ اس نسبت عالیہ کا نور اور خصوصاً شکستگی وفنا آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوتی تھی۔ تمام مسلمانوں کی خاطر تواضع اور شگفتگی کا نور آپ کے بوستانِ کردار کا حصہ تھا۔ اگر کوئی مہمان آپ کے گھر آتا تو اس بڑھاپے کے باوجود آپ خود بہ نفس نفیس اس کی خدمت میں لگ جاتے تھے اور اس کمزوری کے باوجود کہ آپ کے مبارک ہاتھوں میں لرزہ تھا آپ خود مہمان کے لیے دسترخوان بچھاتے اور بسا اوقات مہمان کی سواری اور خادم تک کی خود خبرگیری فرمایا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ انتہائی بلند اخلاق کے مالک تھے۔ اور حضرت خواجہ بزرگ اور ان کے خلفاء کے طریقہ پر کاربند تھے۔ عمر شریف نوے سال کو پہنچی تھی کہ ۸۰۱ھ میں اس دارفانی سے خلد بریں کا سفر اختیار فرمایا۔ انتقال سے کچھ دن پہلے ہی ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو ایک خط لکھا تھا۔ اظہار شفقت و اشتیاق بے پایاں کے بعد اس خط میں یہ دو شعر درج تھے ؎

زمان زمان مرگ یاد آیدم   ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا   دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

(مجھے وقت وقت سے اب موت یاد آتی ہے۔ نہ جانے کیا پیش آنے والا ہے۔ بس میں خدا سے جدا نہ ہوں۔ باقی کسی سے بھی جدا ہوں یا جو کچھ بھی پیش آئے تو پیش آنے دو)

ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اپنے ایک مکتوب شریف میں وجود عدم اور وجود فنا کے مقام کے دقائق اور باریکیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب ارشاد مآب مخدوم قبلہ گاہ مولانا خواجگی قدس سرہٗ نے فنائے اتم کے ارشادات کے سلسلہ میں یہ شعر پڑھا ؎

marfat.com

Marfat.com

مدح و ذمت گر تفاوت میکند ‏ ‏ ‏ بت گرے ہستم کہ ادبت میکند

(تیری برائی اور تعریف اگر فرق پیدا کرتی ہے تو میں بت بنانے والا ہوں کہ وہ بت بناتا ہے)

اور فرمایا مدح و ذم بھی چاہیئے کہ حق سبحانہ، کی جناب میں کامل فنا کے مقام کے حصول تک دو شکستگی میں تیرے لیے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے۔ یہ کلام نقل کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ سے جو روایت ہے کہ وجود عدم تو بشریت کی طرف لوٹتا ہے لیکن وجود فنا ہرگز نہیں لوٹتا اب سمجھ میں آتی ہے ـــــ ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے اپنے ایک رسالہ میں ایک موقع پر اپنے مولانا خواجگی سے نقل فرمایا کہ:

وہ اپنے والد بزرگوار سے بھی ایک واسطہ سے مولانا اسمٰعیل رحمہم اللہ سے نقل کرتے تھے کہ ظلمت محض میں تجلی نہیں ہے۔ حضرت مولانا قدس سرہ کی ایک کرامت جو عین دوپہر کے سورج کی تابانی کی طرح مشہور ہے اپنے ایک عزیز پیر محمد خان پر حضرت کی تائید و ہمت سے باقی خان کی نصرت و کامیابی ہے۔ عبداللہ خان کی طرف سے ہرات کے حاکم سلطان کے چچا نے جب تراکمہ کے ہاتھوں شہادت پائی تو اس کا بھائی باقی خان اپنے والد اور تمام بھتیجوں کو لے کر ماوراء النہر کی طرف چلا گیا۔ پیر محمد خان نے سمرقند کی حکومت ان لوگوں کے سپرد کر دی لیکن کچھ دن بعد پیر محمد خان کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے بدگمانی اور ایک گونہ خوف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ان کے قتل اور بیخ کنی کا ارادہ کر لیا اس مقصد کے لیے وہ ایک لشکر لے کر سمرقند کی طرف متوجہ ہوا باقی خان اور اس کے بھتیجوں نے حضرت مولانا کو بیچ میں ڈال کر رحم کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا ان سلاطین نژاد بھائیوں کو ہم نے سمرقند کا تنہا والی بنایا ہے ان کی اطاعت کی جائے اور یہ بھی اپنی اس کفاف قلیل پر قناعت کریں۔ حضرت مولانا خود پیر محمد خان کے لشکر کی طرف چلے گئے اور ان کو طرح طرح سے نصیحتیں فرمائیں لیکن بدنصیبی ان کا مقدر بن چکی تھی۔ انہوں نے مولانا کی بات نہ مانی۔ حضرت مولانا پیر محمد خان کے لشکر سے بہت غصہ کی حالت میں واپس آئے اور باقی خان سے فرمایا کہ اے فرزند فوجی طاقت کی کمی کی پرواہ نہ کر اور یہ آیت کریمہ پڑھ۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ

marfat.com

Marfat.com

الصّٰبِرِیْنَ۔ (البقرہ ۲۴۹) (کتنی ہی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

اور حضرت مولانا نے باقی خان کی پشت پر دست اجابت رکھا اور اپنا رومال مبارک اس کی کمر پہ باندھا اور فرمایا خدائے عزوجل پر بھروسہ کرو اور دشمن کے لشکر سے برسرِ پیکار ہو جاؤ سمادرار النہر تمہیں مبارک ہو۔ باقی خان جو اب تک دل چھوٹا کیے ہوئے تھا یہ بشارت و عنایت سن کر پُر از عزم ہو گیا اور اس نے کمر ہمت کس لی۔ اس کے باوجود کہ اس کی فوج چار ہزار سپاہ سے بھی کم تھی وہ پیر محمد خان کی پچاس ہزار فوج سے مقابلہ کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ حضرت مولانا چند درویشوں کے ہمراہ اس کے پیچھے روانہ ہوئے اور شہر کے کنارے ایک پرانی سی مسجد میں قبلہ رو مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے آپ سر اٹھاتے اور پوچھتے کیا خبر آئی ہے یہاں تک کہ آپ کو خبر ملی کہ باقی خان کو فتح حاصل ہو گئی ہے اور پیر محمد خان مارا گیا ہے۔ لوگوں نے باقی خان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اب مولانا اس جگہ سے اٹھے اور گھر واپس تشریف لائے۔

نیز اس عاجز خاکسار سے آنجناب کے ایک مخلص نے بیان کیا کہ ایک رات حضرت مولانا کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے اور میں ننگے پیر حضرت کے چند خدام کے ہمراہ ساتھ ہی چل رہا تھا کہ اتفاقاً میرے پاؤں میں ایک کانٹا چبھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کیا اچھا ہو اگر حضرت کی اس سلسلہ میں مجھ پر کچھ عنایت ہو۔ حضرت مولانا اسی وقت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بھائی جب تک پاؤں میں کانٹا نہ چبھے پھول ہاتھ نہیں آتا۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں سے

گنج بے مار و گل بے خار نیست　　　شادیٔ بے غم دریں بازار نیست

(سانپ کے بغیر خزانہ نہیں۔ کانٹے کے بغیر پھول نہیں اس کائنات میں غمی کے بغیر خوشی نہیں)

نیز آپ کے محبین کبار و فرزندگان سے میں نے سنا کہ تین طالب علم تھے۔ جیسے طالب علموں کی عادت ہوتی ہے یہ تینوں بھی اسی طرح تنہا حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ایک طالب علم کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ مولانا صاحب کرامت ہیں تو فلاں کھانے سے ہماری ضیافت

marfat.com

Marfat.com

کریں گے۔ دوسرے طالب علم کے دل میں خیال گزرا کہ اگر یہ بزرگ ہیں تو فلاں میوہ ہمارے سامنے پیش کریں گے اور تیسرے نے سوچا کہ فلاں خوبصورت لڑکا بھی حاضر کر دیں گے حضرت مولانا نے ان دو طالب علموں کی مرادیں تو پوری کر دیں جو شریعت کے مطابق تھیں باقی تیسرے طالب علم کو خصوصیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ درویشوں کو جو خاص حالات پیش آتے ہیں اور کرامات ملتی ہیں وہ شریعت کی متابعت و پیروی کے باعث ملتی ہیں۔ درویشوں سے غیر شرعی چیزوں کا مطالبہ نہ کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد تینوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا درویشوں کے پاس ان کا امتحان لینے کی غرض سے تو دل میں جائز چیزوں کو لے کر بھی نہ آنا چاہیئے۔ اس لیے کہ درویشوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ بزرگ ان چیزوں کو غیر اہم سمجھتے ہوئے ان کی پرواہ نہیں کرتے اور یہ امتحان لینے والے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ یہ بزرگ امتحان میں پورے نہیں اترے تو ان سے بد عقیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح ان کی صحبت کی برکات سے محروم رہ جاتے ہیں ان چیزوں کو چنداں اہمیت نہ دینی چاہیئے بزرگوں کے پاس خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے آنا چاہیئے رحمۃ اللہ سبحانہ۔

خواجہ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا امکنگی ؒ کے لائق صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ صابر کی (جن کا ذکر گزرا) دختر نیک اختر تھیں حضرت مولانا امکنگی ؒ نے اپنے ان فرزند کے بارے میں انتہائی شفقت و تربیت کو ملحوظ خاطر رکھا تھا اور فرماتے تھے کہ میرے بچپن میں میرے والد بزرگوار نے میرے بارے میں خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی آغوش مبارک میں اٹھا رکھا ہے۔ اس خواب کے بعد انہیں مجھ سے بڑی امیدیں وابستہ ہو گئی تھیں۔ میں نے بھی ابوالقاسم کے متعلق اسی طرح کا خواب دیکھا ہے اور مجھے بھی اس سے بہت امیدیں ہیں کہتے ہیں کہ مخدوم زادہ ابوالقاسم کو شوق و جذبہ بہت تھا اور اپنے والد بزرگوار کے مدد میں فرط جنون و مستی سے بے تاب ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ سخت سردیوں کے دنوں میں جبکہ برف جمی ہوتی یہ ننگے پاؤں صحرا کی طرف نکل جاتے۔ صبح کی روشنی پھیل جاتی اور یہ وہیں سے اپنے دادا بزرگوار حضرت مولانا درویش محمد کے مزار مبارک پر چلے جاتے۔ وہاں کافی دیر

marfat.com

Marfat.com

بیٹھے رہتے۔ کہتے ہیں کہ سردی اور ٹھنڈی ہوا کا یہ عالم ہوتا کہ حضرت خواجہ امکنگیؒ جن لوگوں کو حضرت ابو القاسم کے پیچھے ان کی خبر گیری کے لیے بھیجتے سردی کے باعث ان کے ہاتھ اور پاؤں سوج جاتے اور ان میں تکلیف ہونے لگتی مگر مخدوم زادہ صاحب چونکہ قوی جذبہ کے باعث بڑی گرمی کے مالک تھے یہ سردی اور ٹھنڈی ہوا ان پر کچھ اثر نہ کرتی۔

حضرت خواجہ امکنگیؒ کے انتقال کے بعد آپ کے اکثر مریدین آپ کے لائق فرزند حضرت خواجہ ابو القاسم کی شفقتوں اور حسن اخلاق کے باعث ان کے گرد جمع ہو گئے اور اسی طرح بہت سے مظلوم مسلمان بھی آپ کی پناہ میں آکر ظالموں کے شر اور ظلم سے محفوظ ہو گئے اور آپ نے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مثال پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کی اپنی جان اور مال سے مدد کرنے اور ان کی حاجت براری کے لیے ہر طرح کی کوشش کرنے کو اپنا شعار بنائے رکھا اور اس کے لیے اپنی پوری زور ہمت صرف کی۔ آپکے والد بزرگوار حضرت خواجہ امکنگیؒ نے آپ کیلئے جس حصول حرمت وسعادت دارین کی دعا فرمائی تھی۔ حضرت حق سبحانہ نے ویسی ہی ظاہری و معنوی کرامت سے آپ کو نوازا۔ دنیاوی مال واسباب کے باوجود جو بہ ظاہر اطمینان قلب میں خلل ڈالتے اور موجب تفرقہ ہیں۔ آپ کو مکمل جمعیت خاطر حاصل تھی۔

آپ کی بے نیازی اور بے تعلقی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن دو انتہائی قیمتی ہندی گھوڑے جو آپ کے اصطبل میں تھے آپ کو دکھائے گئے آپ نے فرمایا انہیں حاضر کرو اور جب وہ گھوڑے آگئے آپ نے ان کے ذبح کرنے کا اشارہ فرمایا اور درویشوں کو ان کے پکانے اور کھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا سعید سلمہ اللہ سے میں نے سنا کہ جب کھانے کا وقت قریب آیا آپ نے درویشوں کو اپنے قریب بلایا اور کچھ نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں۔ انہیں مواعظ و وصایا کے دوران آپ نے یہ شعر پڑھا اور منہ لحاف سے ڈھک لیا۔

دل آرامی کہ داری دل در و بند — دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

(ترجمہ: مطمئن دل تیرے پاس ہے اسی آرام واطمینان میں اپنے دل کو بند کرلے اور ساری دنیا سے آنکھیں بند کرلے)

جب کچھ دیر گذری اور آپ کے جسم کی کوئی حرکت محسوس نہ ہوئی تو میں نے لحاف آپ

marfat.com
Marfat.com

کے چہرے سے سر کلیا تو دیکھا کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ واقعہ ۱۰۲۳ھ کے قریب پیش آیا رحمہ اللہ سبحانہٗ۔ امکنہ میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں آپ کا مزار مبارک ہے آپ کی عمر شریف ۳۹ سال تھی۔ آپ نے ایک فرزند پیچھے چھوڑا جن کا اسم گرامی خواجہ محمد زاہد ہے۔ ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے یہ نیاز نامہ حضرت خواجہ ابوالقاسم رحمہ اللہ کے نام ارسال فرمایا۔

گرفتار محمد الباقی بعرض ملازمان آستانۂ ولایت میرساند ......

(یہ عاجز محمد باقی آستانۂ ولایت کے وابستگان کی خدمت میں عرض کرتا ہے)

کہ اس منبع سعادات واقبال کی خاک بوسی کی اس عاجز کو بڑی خواہش ہے مگر کثرت مصروفیات اور جسمانی قوای کا ضعف بڑی رکاوٹ ہے۔ اس عاجز میں اب اتنی طاقت نہیں رہی کہ کہیں جا سکے۔ ہاں خدا کے برگزیدہ بندوں کی عنایت سے اللہ کا کرم باقی ہے۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (بلاشبہ اللہ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے) بہرحال یہ عاجز امیدوار ہے کہ اسے اپنے غلاموں میں سمجھیں گے اور بذریعہ توجہ مدد فرمائیں گے۔ اپنی ارادت وسعادت کا دریچہ یہ عاجز اسی درگاہ سے وابستگی کو جانتا ہے۔

حضرت خواجگی قدس سرہ نے اس گدائے عاجز کو خود بخود قبول فرمایا تھا۔ چنانچہ ابتدا میں طلب والتماس کا وسیلہ بھی درمیان میں نہ تھا۔ اور اب اس آستانہ پر یہ کچھ مقام حاصل ہے۔

ترا ہست دست تصرف دراز مگیر از سر غائباں دست باز
مرا دست ہمت بفتراک تست سرم گر بہ گردوں رسد خاک تست

(آپ کا دست تصرف دراز ہے۔ عاجزوں کے سر سے اپنا ہاتھ دور نہ رکھیے۔ میرا ہاتھ تو آپ کے شکار بند پر ہے۔ اگر میرا سر آسمان تک بھی پہنچ جائے تو ہے وہ آپ کی خاک ہی)

یہاں حضرت خواجہ باقی باللہ کا مکتوب ختم ہوا۔ ہمارے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مدظلہٗ نے بھی مکتوبات کے دفتر اوّل میں مکتوب نمبر ۱۶۸ اور مکتوب نمبر ۱۸۰ حضرت خواجہ ابوالقاسمؒ کے نام لکھا ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

marfat.com
Marfat.com

خواجہ محمد صابر رحمتہ اللہ علیہ: آپ خواجہ میرک گنبد سبزی کے جن کا ذکر پہلے گزرا۔ صاحبزادے تھے اور حضرت مولانا خواجگی امکنگی رہ کے خلیفہ۔ حضرت مولانا خواجگی رہ آپ پر بڑی عنایت فرماتے اور آپ کی ایسی ہی توقیر و عزت کرتے جیسے حضرت خواجہ احرار رہ اپنے صاحبزادے حضرت خواجگان خواجہ کی کرتے تھے۔ منقول ہے کہ حضرت خواجہ امکنگی رہ نے انتقال سے پیشتر آپ کو ایک عمامہ اور قبائے تبرک پہنائی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ اس قدر بے تکلف اور بے تعین تھے کہ بسا اوقات بہانے سے بازاروں میں چلے جایا کرتے۔

آپ ایسے شخص سے بڑا گھبراتے اور ڈرتے جو کہتا مجھے مرید کر لیجیے اور امور مشیخت میرے سپرد کر دیجیے۔ آپ اس بات سے اس درجہ خائف تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے خواجہ مولانا نے اس طرح التماس کیا تو ایک مدت تک انہیں کوئی جواب نہ ملا۔ یہاں تک کہ انہوں نے بے حد اصرار کیا تو آپ نے قبول فرمایا لیکن ساتھ ہی بابت تلقین کے بعد فرمایا

اے فرزند امریدی کے خواہی مرتد شد

(اے بیٹے تو مرید ہوا کہ چاہتا ہے مرتد و بے دین ہو جائے)

حضرت خواجہ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ کسی بزرگ کا مرید ہونا ایک دشوار اور مشکل کام ہے۔ اس کا حق بجا لانے کے لیے استقامت ہر کسی کو میسر نہیں ہوتی اور جب استقامت نہیں ہو سکتی تو شامت اعمال کے باعث نوبت مرتد اور بے دین ہونے تک پہنچ جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

حضرت خواجہ کا یہ ارشاد تحریر کرتے ہوئے آپ کے فیض حلاوت سے اس عاجز راقم الحروف کے قلب پر پردۂ رموز سے دو نکتے وارد ہوئے ہیں۔ انہیں عرض کرتا ہوں کیا عجب اس کی برکت سے شرف قبولیت حاصل ہو جائے۔ نکتہ اولیٰ: پہلا نکتہ یہ کہ مرید اور مرتد ایک ہی شکل کے دو لفظ ہیں۔ فرق صرف دو نکتوں کا ہے جسم و رُو کے تعین کے دو نکتوں کا نتیجہ اگر انکساری و خاکساری کی صورت میں ظاہر ہو تو یہ نیچے کے دو نکتوں والا "مرید" ہے اگر ان کا نتیجہ تکبر و غرور ہو تو اوپر کے دو نکتوں والا "مرتد" و بے دین۔ نکتہ ثانیہ: مرید اس لیے مراد ہوا کہ جو تلخی در تلخی اسے درپیش تھی انہوں نے اسے برداشت کیا اور مراد پالی بعد ازاں خود کو اس اشارہ سے جانا۔ حضرت خواجہ کی یہ تحریر ۱۰۳۰ھ کی ہے۔ اسی سال آپ نے انتقال فرمایا جبکہ آپ کی عمر ۸۰ سال

marfat.com

Marfat.com

کو پہنچ چکی تھی۔

خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ محمد صابرؒ کے فرزند رشید تھے جن کا اوپر ذکر ہوا۔ اپنے والد بزرگوار سے بیعت تھے اور انہی سے تلقین حاصل کی تھی لیکن کسب کمال حضرت خواجہ امکنگی کی صحبت بابرکت میں کیا قدس سرہٗ اپنے اسی قریہ میں جو شہر سبز کے مضافات میں ہے آپ آج بھی مریدین کی تلقین وارشاد میں مصروف ہیں۔

خواجہ احمد الشہیر بہ خواجہ عمل رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کی اولاد سے تھے اور حضرت مولانا امکنگیؒ قدس سرہٗ کے منظور نظر۔ حضرت کی دختر نیک اختر آپ کے عقد میں تھیں۔ ایک دن حضرت مولانا کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ پچاس سال کی عمر میں خواجہ احمد ایک عظیم دولت سے سرفراز ہو گا۔ حضرت مولانا کے انتقال کے بعد آپ کو اسی عمر میں حرمین محترمین زادھما اللہ سبحانہٗ شرفاً کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد آپ ہندوستان واپس ہوئے اور ۱۰۲۰ھ میں حدود گجرات میں انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند ارجمند خواجہ ابوالخیر نے (اللہ تعالیٰ آپ کو طویل عمر عطا فرمائے) فرزندی کا حق ادا کیا۔ آپ کی مبارک ہڈیوں کو مکہ معظمہ لے گئے اور در معلّی میں دفن فرمایا جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

حضرت خواجہ اور ہمارے حضرت مجدد الف ثانیؒ میں انتہائی اخلاص اور محبت کے روابط تھے اور حضرت خواجہ کے نام ہمارے حضرت کے کچھ مکتوب بھی ہیں۔ جن میں اس مکتوب شریف سے جو ہمارے حضرت مجددؒ نے لکھا وہ محبت عیاں ہے۔ فرماتے ہیں۔

"مرحمت نامۂ گرامی از روئے عنایت نام ایں مخلص ساختہ بودند بہ ورود مُبتہج گردید وبہ مطالعۂ آں مشرف گشت"

(حضرت کی عنایت و مہربانی سے اس مخلص کے نام جس گرامی نامہ کا صدور ہوا اس کے آنے سے بے حد مسرت نصیب ہوئی اور اس کے مطالعہ سے شرف حاصل ہوا)

کیا ہی عجیب نعمت ہے کہ ایک آزاد کو اپنی یاد میں گرفتار کر لیا اور کیسی عجیب دولت کہ غمخوار کو مجبور بنایا اور بے چارہ مجبور! جب اس نے خود کو اس قابل نہ پایا کہ اسے وصال نصیب ہو تو

marfat.com

Marfat.com

بہ عزت گوشہ نشینی لاویہ ہجران میں پھرا۔ قرب سے فرار اختیار کیا بعد و دوری میں آرام ڈھونڈا اور اتصال کے مقابلہ میں انفصال وجدائی میں قرار تلاش کیا اور جب آزادی پسند کرنے میں گرفتاری ملی تو اسے شکر کے ساتھ قبول کیا ہے

چوں طمع خواہد زمن سلطان دین خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

(جب سلطان دین مجھ سے طمع چاہے تو اس کے بعد قناعت کے سر پہ خاک۔

غیر مربوط باتوں اور پراگندہ خیالات کے علاوہ یہ عاجز اس سے زیادہ اور کیا عرض کرے۔ کہ یہ مندرجہ خلاف ہوگا۔ ثَبَّتَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی وَ اِیَّاکُمْ عَلٰی مُتَابَعَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ مِنَ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُھَا وَ مِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُھَا۔

(اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ثابت قدم رکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اولاد پر بہترین صلوٰۃ وسلام۔

مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت مولانا الکنگی رحمہ کے یاران کبار صاحب احوال میں سے تھے۔ ظاہری علوم کا کامل حصہ پایا تھا گوشہ نشینی وانکساری کا بھی وافر حصہ ملا تھا۔ ۱۰۰۸ھ میں بیت اللہ اور روضہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے قصد سے نکلے اور ہندوستان تشریف لائے اور عاجز کے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ ایک موقعہ پر شروع سے اپنے حالات بیان فرمائے کہ ایک دن طالب علمی کے زمانہ میں اپنے حضرت مولانا کی خدمت میں گیا۔ آپ فرمانے لگے محمد سعید! چند روز کے لیے ہمارے پاس آ اور درویشی کے لیے کمر ہمت کس۔ میں نے عرض کیا حضرت درویشی تو بہت مشکل کام ہے میرے اندر اتنی ہمت اور حوصلہ کہاں۔ اس کے بعد چند سال گزر گئے کہ ایک دن اچانک میرے اندر طلب فقر کا داعیہ پیدا ہوا۔ چنانچہ میں حضرت کی خدمت میں گیا اور تلقین اذکار وسلوک طریقہ کے بعد واپس آیا۔ ایک دن شوق وجذبہ کے غلبہ میں مجھ سے فرمایا محمد سعید آؤ باہم مقابلہ مشکلات کریں۔ میں نے عرض کیا قبلہ مجھ میں یہ حوصلہ وہمت نہیں ہے حضرت مولانا نے تبسم فرمایا یعنی اس وقت یہ کہا تھا اور اب یہ کہتے ہیں۔

مولانا محمد سعید جب زیارت حرمین سے مشرف ہو کر لوٹے تو براستہ ہندوستان ماوراء النہر

marfat.com
Marfat.com

کی طرف جانے لگے۔ اس بار بھی راقم الحروف کے غریب خانہ پر تشریف لائے اور حرمین کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حرمین کے لوگوں کی دنیا کے دوسرے خطوں کے لوگوں کے مقابلہ میں وہ حیثیت دیکھی ہے جو ملائکہ حاملین عرش کی دوسرے فرشتوں کے مقابلہ میں آپ نے ایک موقعہ پر حضرت خواجہ الکنگی ؒ سے یہ بھی نقل فرمایا کہ حبِ جاہ اور دنیا طلبی کتنی بری چیزیں ہیں۔ روز قیامت کتنے ہی درویش ہوں گے جنہیں حب جاہ و دنیا طلبی کے باعث ایک پاؤں پر لٹکایا جائے گا۔ مولانا محمد سعید ان دنوں ماوراءالنہر میں ہیں۔ خدا انہیں سلامت رکھے۔

حاجی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت خواجہ الکنگی ؒ کے منظور نظر و مقبول مریدوں میں سے تھے۔ انتہا درجہ سادہ مزاج تھے اس سلسلۂ عالیہ کے اکابر کی انکساری وخاموشی سے بہرہ ور تھے۔ حضرت خواجہ کی خدمت میں بڑی ریاضتیں کی تھیں اور بڑی عنایات کے مستحق رہتے تھے۔ جب حضرت خواجہ الکنگی ؒ کا انتقال ہوا تو لوگوں کو آپ سے چونکہ بہت حسن عقیدت تھی آپ نے اس خوف سے کہ اب مخلوق کا آپ کی طرف رجوع ہو گا سفر اختیار کیا۔ اور متعدد مرتبہ زیارت بیت اللہ و روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ بالآخر آپ نے ہندوستان کے شہر برہان پور کے نواح میں توطن اختیار فرمایا آپ وہاں کئی سال تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہے باوجود کبر سنی اور اتنے بڑھاپے کے آپ خود ہل چلاتے۔ اپنے اور بچوں کے لیے پتلا پانی سا حریرہ بناتے۔ اسے پکاتے۔ خود کھاتے اور بچوں کو کھلاتے۔ اپنی گائیں اور جانور خود چراتے تھے۔

ایک صادق القول دوست نے مجھے حاجی عبدالعزیز کی ایک کرامت سنائی جو دریائے شور کی ایک کشتی میں ظاہر ہوئی تھی مگر میں نے یقین نہ کیا کہ میں حاجی صاحب کو بالکل ایک گمنام اور منکسر المزاج سیدھا سادھا بزرگ جانتا تھا جن سے اس طرح کی کرامت کی توقع نہ تھی بالآخر ایک روز میں نے بہ اصرار حاجی صاحب سے اس کے بارے میں پوچھ ہی لیا تو آپ نے وہ واقعہ بیان فرمایا کہ ہم ایک بار کشتی میں سوار تھے کچھ شیعہ حضرات بھی اس کشتی میں موجود تھے ہندوستان کے ایک درویش وضع قطع سے دیوانہ لگتے تھے۔ گفتگو بھی غیر مربوط و بے ڈھنگی تھی۔ وہ کبھی کبھی ایسا ظاہر کرتے کہ وہ ابھی لوگوں کو اپنی کرامت دکھائیں گے اور پھر نہ دکھا پاتے

marfat.com

Marfat.com

اس بنا پر لوگ ان کی ہنسی اڑاتے اور ان سے تمسخر کرتے۔ شیعہ حضرات کو یہ دیکھ کر موقع ہاتھ لگا اور انھوں نے جو عظیم مشائخ اہل سنت پہلے گزرے ہیں اس درویش ہندی پر قیاس کرتے ہوئے ان کا بھی تمسخر اور مذاق اڑانا شروع کر دیا اور ان اکابر دین و زبدۂ عارفین کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ان سنی بزرگوں کی کرامات بھی بس ایسی ہی ہوں گی جیسی اس درویش ہندی کی ہیں۔ میں ان شیعوں کی یہ گستاخیاں سن کر سخت تنگ دل اور شرمندہ ہو رہا تھا میرے دل میں آیا کہ میں انہیں سمجھاؤں کہ وہ اکابر اس ہندی درویش کی طرح نہ تھے چنانچہ میں نے انہیں سمجھایا۔ انھوں نے کہا کہ اچھا ہم تمہیں اس وقت سچا سمجھیں گے جب یہ کشتی جو کئی روز سے ہوا نہ ہونے کے باعث چل نہیں رہی ہے بلکہ اپنی جگہ ٹھہری ہوئی ہے۔ کل چاشت کے وقت چلنے لگے اور پھر فلاں وقت پہلے کی طرح ٹھہر جائے اور نہ چلے۔ میں نے دل میں کہا یہ حق و سچائی کو ظاہر کرنے والی چیز ہوگی۔ شیعوں کا یہ گروہ اپنے باطل عقائد سے باز آجائے گا اور اگر ایسا نہ ہوا جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس ہندی درویش کی طرح یہ لوگ میرا بھی تمسخر و مذاق اڑانا شروع کر دیں گے اور خود مجھے اپنے متعلق جو حسن اعتقاد اور حسن ظن ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا مگر میں نے دل مضبوط کیا اور ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور جو بات وہ لوگ کہتے تھے وہی دہرائی وہ لوگ ہنسنے لگے کہ لو اس ہندی درویش کی طرح یہ ایک اور مسخرہ ہمارے لیے پیدا ہو گیا اور سب دوسرے دن کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ مقررہ وقت آپہنچا۔ خدا کی قدرت کہ تیز ہوا چلنے لگی اور کشتی چل پڑی یہ صورت حال دیکھ کر وہ لوگ حیران رہ گئے اور تعجب کرنے لگے۔ پھر وہ وقت آیا جب میں نے کہا تھا کہ کشتی رک جائے گی اور کشتی رک گئی۔ اب وہ لوگ ناچار میرے پاس آئے اور معذرت کرنے لگے کہ ہم نے بزرگوں کے متعلق غلط عقیدہ رکھا اور اپنی اصلاح کی۔

نسمہ: وہ اپنے مولانا حضرت خواجہ الکنگی رح سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانہ میں حاصل کی تو اس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے آپ نے ایک موقع پر فرمایا یہاں تک کہ سالک کی نظر ذوق پر ہو اسے ذوق سے کم سروکار چاہیئے اسے حیرت و نکارت کے ساتھ آنا چاہیئے۔

نسمہ: آپ نے فرمایا ابتداءً بھوک اور بے خوابی کی نوعیت تجربہ کی ہے یہاں تک کہ یہ دونوں

marfat.com

Marfat.com

——— چیزیں انسان کی طبیعت نہ بن جائیں۔ اس کے بعد کچھ شرائط کے ساتھ بھوک جسم کو سلطنت عطا کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت خواجہ امکنگی ؒ سے نقل فرمایا کہ ایک روز آپ نے میرا چہرہ دیکھا کہ زیادہ بھوک سے بہت کمزور اور کملایا ہوا نظر آرہا تھا آپ نے فرمایا میاں! اتنی ریاضت کرنی چاہیئے کہ رخسار چمکے نہ یہ کہ چہرہ کملا جائے اور چہرہ کا رنگ دیکھتے ہی ریاضت و عبادت کرنے کا راز افشاء ہو جائے۔

نسمہ: تصور شیخ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا:

"طریق انحصار و رابطہ آنچہ نزدیک تر بہ ادب بود آنست کہ خود را در خدمت پیر انحصار کند نہ آنکہ پیر را نزد خویش حاضر سازد"

"ادب سے قریب تر تصور شیخ اور پیر و مرشد کے انحصار و رابطہ کا طریقہ یہ ہے کہ خود کو تصور میں پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر سمجھے نہ یہ کہ شیخ کو اپنے پاس بلائے"

اس عاجز نے حاجی عبدالعزیزؒ کے حالات ان کے انتقال سے تین چار سال قبل تحریر کیے تھے۔ آپ نے ۱۴۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ سبحانہٗ۔

حاجی خیرالدین رومی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا امکنگی ؒ کے صاحب حال اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے ہمارے حضرت خواجہ کو خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی سال تک آپ کی خانقاہ میں ریاضت و قناعت کی زندگی بسر کی۔ یہاں تک کہ حضرت کی صحبت کی برکت سے آپ کو وہ باطنی کیفیات نصیب ہوئیں جن کے آثار آپ کی پیشانی و کردار سے ظاہر ہونے لگے تب آپ روم واپس آئے اور اب روم میں آپ کثیر تعداد میں طالبان طریقت کے رہنما ہیں سلمہ اللہ سبحانہٗ۔

مولانا صوفی علیا بادی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی حضرت مولانا خواجہ امکنگی ؒ کے صاحب ہمت اصحاب میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ابتداءً جب آپ حضرت خواجہ کی خدمت میں تشریف لے گئے تو آپ برس کے بیمار تھے۔ حضرت خواجہ آپ پر بے حد شفقت فرماتے اور ان کی اس بیماری کے باوجود ان

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت خواجہ کی عنایت و برکت سے اس بیماری سے شفایاب ہوئے اور حضرت خواجہ کی صحبت سے باطنی شفا و درجات ابھی حاصل ہوئے۔ آپ فی الحال اپنے پیر بزرگوار کے مزار مبارک پر طالبان طریقت کی اصلاح میں مصروف ہیں۔

خواجہ لطیف کند بادامی رحمۃ اللہ علیہ: آپ فاضل ہیں صاحب دل ہیں اور حضرت خواجہ امکنگی رح کے اصحاب میں سے ہیں۔ آج کل کند بادام میں رہائش پذیر ہیں۔ کند بادام میں حضرت خواجہ لطیف کے ہم عصر عبدالغفور نامی ایک اور بزرگ بھی ہیں جو مسند ارادت پر متمکن ہیں۔ آپ کو اپنے والد حضرت خواجہ محمد شریف سے ارادت ہے اور یہ وہی بزرگ ہیں جن کا ذکر حضرت مولانا خواجگی رح کاسانی قدس سرہ کے دس خلفاء کے ناموں کے سلسلے میں پہلے ہو چکا ہے۔

مقصد دوئم از مقالہ دوم

دوسرے مقالہ کا دوسرا مقصد عارفین کے سردار ملت و دین کے رہنما و پسندیدہ حضرت خواجہ محمد الباقی قدس سرہٗ العزیز اور ان کے صاحبزادگان و خلفاء کے حالات کے بیان میں ہے۔

تحریر کتاب نسمات القدس نسخہ قلمی: شعبان ۱۲۴۸ھ میں کتاب کا یہ قلمی نسخہ فقیر تراب الاقدام میرزا نعمت اللہ خوقندی عفی عنہ نے حسب فرمائش جناب صاحبزادہ محمد خلیل فاروقی الپشاوری شہر قزان میں تحریر کیا۔ یہ تحریر سادات کی قابل فخر ہستی سرداروں کے راہنما خصائل نبویہ کے جامع اخلاق حسینیہ احمدیہ کے وارث اور حسب ظاہر و نسبت طاہر سے متصف جناب حضرت احمد عارف بیگ آفندی المعروف بہ حکمت اللہ ابن مرحوم ابراہیم عصمت اللہ آفندی سلمہ اللہ تعالیٰ عن الآفات والبلیات کے لیے عمل میں آئی۔

لہ یہی مقصد دوئم زبدۃ المقامات کے نام سے ہمارے ادارہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

"مظہرِ تجلیات"

۱۹۸۹ء

"جامع الحسنات نسمات القدس"

۱۴۱۰ھ

"پاکیزہ تالیف خواجہ محمد ہاشم کشمی"

۱۹۸۹ء

"مترجم عالمِ اکمل مولانا سیّد محبوب الحسن واسطی"

۱۴۱۰ھ

"نسماتِ قدس" مُقتدرِ تفسیرِ لاالٰہ
رخشاں ہے چرخِ حکمت و دانش پہ شکلِ ماہ

تصنیفِ خواجہ ہاشمِ کشمی ہے یہ جسے
اہلِ شعور دیکھ کر کہتے ہیں واہ واہ

محبوبِ واسطی ہیں مترجم بھی باکمال
حاصل ہے جن کو علمِ تصوف پہ دستگاہ

طابع ہیں اس کے محترم اکرم مجددی
خوش ذوق و خوش خیال و خوش اخلاق و خوش نگاہ

جب جستجوئے سالِ طباعت ہوئی مجھے
ہاتف نے دی صدا قمر لکھو "چراغِ راہ"

۱۴۱۰ھ

نذر گزار
قمر یزدانی
[illegible]

بروز یکشنبہ
۸ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
۱۰ ستمبر ۱۹۸۹ء

marfat.com
Marfat.com

تازہ مطبوعات

طریق النجات اسلامی عقائد، عبادات اور اخلاق پر مختصر اور جامع کتاب ہے۔ اس عظیم کتاب کا مطالعہ کر کے عمل کیجیے، تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل ہو۔ قیمت صرف

تحفۂ حنفیہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء کتاب فقہ اکبر اصل عربی مع ترجمہ، تذکرہ امام اعظم، تدوین فقہ حنفیہ، مسئلہ تقلید اور فضائل علم و عمل جیسے اہم موضوعات پر عمدہ کتاب ہے۔
قیمت:

مولود محمود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میلاد شریف پر ایک یادگار کتاب ہے۔ پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ فرمائیے!
قیمت:

نورِ رحمت مشہور شاعر اور مداح رسول جناب فیاض احمد خاں کاوش صاحب کا نورانی کلام۔ حمد، نعت، سلام، منقبت اور قطعات کا ایک نہایت خوبصورت گلدستہ
قیمت:

پنج گنج قادری حضرت غوث پاک قدس سرہ کے روح پرور کلام سے پانچ جواہر پارے مع ترجمہ جو صدیوں سے بزرگان دین کا وظیفہ ہیں ——— ۱۔ اوراد قادریہ ۲۔ درود شریف کبریت احمر ۳۔ قصیدہ غوثیہ ۴۔ قصیدہ قطبیہ اور ۵۔ چہل کاف قیمت: ۲/۲۵ روپے

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

marfat.com

Marfat.com

حضرات القدس (دفتر اوّل)

- **مصنف** : کاشف حقائق حضرت خواجہ علامہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔
- **مترجم** : حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد اشرف مجددی مد ظلہ۔

مذکورہ بالا کتاب کے مصنف حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ منظور نظر اور مقبول بارگاہ خلیفہ ہیں جنہوں نے سترہ سال اپنے مرشد گرامی کی خدمت میں رہ کر ظاہری باطنی علوم حاصل کیے اور اپنے دور کے ممتاز علماء و مشائخ کی صف میں داخل ہو گئے۔

اس کتاب میں خلفائے راشدینؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، امام جعفر صادقؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ، خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ، خواجہ یوسف ہمدانی، خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری، خواجہ یعقوب چرخی، خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے دیگر ممتاز بزرگان دین کے حالات، کرامات اور تعلیمات مقدسہ نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر ہیں۔

کتابت اعلیٰ۔ طباعت آفسٹ، جلد ڈائی دار، صفحات ۳۳۶، قیمت /۲۷ روپے

حضرات القدس (دفتر دوم)

- **مترجم** : ترجمانِ حقائق و معارف حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نقشبندی سابق صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سندھ

دفتر ہذا میں فاضل مصنف نے اپنے مرشد حقانی، پیر لاثانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مکمل اور مفصل حیات مبارکہ، کرامات مقدسہ اور پیچیدہ بزرگوں کی پیش گوئیاں نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہیں نیز آپ کی تعلیمات و ارشادات عالیہ اور آپ کے شبانہ روز کے معمولات اور تجدیدی کارناموں کا تذکرہ حسین پیرائے میں نہایت تحقیق کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ——

علاوہ ازیں حضرت شیخ گرامی کی اولاد اور خلفاء کبار کے حالات، کرامات اور تعلیمات پر سیر حاصل بحث بھی کی گئی ہے۔ بہر حال کتاب ہذا اپنے وقت کے عظیم مصنف مایہ ناز عالم، ممتاز ادیب اور بلند مرتبہ بزرگ کی علمی اور تحقیقی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اہلِ ذوق احباب کے لیے بالعموم اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک حضرات کے لیے بالخصوص کتاب مذکورہ کا مطالعہ روحانی فیض حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے بہت جلد منظرِ عام پر آرہی ہے —— کتابت اعلیٰ، طباعت آفسٹ، کاغذ سفید

marfat.com

Marfat.com

marfat.com